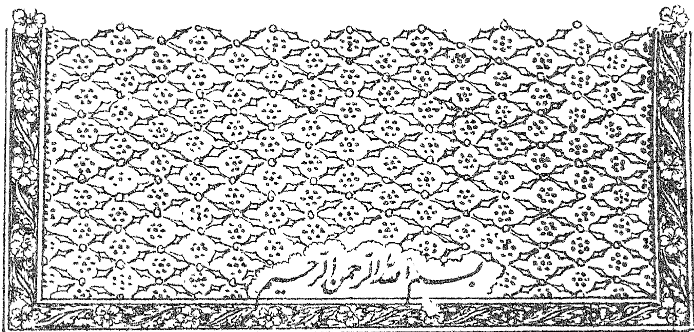
هو الله الذی لا اله الا هو الملك القدوس السلام

بعون عنایات لطیف بابرکات قاضی الحاجات وبطفیل سرور کائنات کے یہ کلام حسنت فرجام یعنی تفسیر تصنیف کی ہوئی جناب مولنا مولوی سید انور علی صاحب ادام اللہ برکاتہ کی المسمی

تفسیر آیات الاحکام

بباعث کم یابی و وفور کثرت شائقین کے بتصحیح تام وتنقیح مالا کلام باہتمام احقر عظیم خاکپای رسول کریم قاضی ابراہیم ابن حاجی الحرمین الشریفین جناب قاضی محمد صاحب مرحوم ساکن بمبئی

شہر بمبئی کے مطبع حسینی میں بزیور طبع آراستہ کرکے فوائد بخش خلائق کیا



احمده وهو الله احد الله الصمد لم يلد ولم يولد ولم يكن له كفوا احد واصلي على رسوله الاحمد ونبيه الامجد
محمد ن المبعوث الى الاحمر والاسود وعلى آله واہل بیتہ واصحابہ الہادین الراشد بعد حمد وثنا کے ؛
کہتا ہی مسکین ہیچمدان حبیب علی کہ واسطے نفع برادران دینی کم علمون کے بہت دلمین
آتا تھا کہ ترجمہ تفسیر احمدیہ کا کہ اس مین صرف آیات احکام کی تفسیر موافق مذہب حنفیہ کے ہی اور
تمام عالمون کے بہت معتبر اور مقبول اور معمول بہ ہی اردو زبان مین کیا جاوے اور
فائدے اور بہی تفاسیر وسے مثل اکلیل اور بیضاوی اور مدارک اور موضح القرآن وغیرہ
اسپر زیادہ ہوویں اور دلیلین اصول فقہ کے اور فوائد عربیت وغیرہ کے بالکل اسمین جمع
جاوین ہذا بعد تلاش بسیار اور تفحص بشیار کے حافظ قرآن ماحی مراسم بدع وطغیان
متوقد مقبول بارگاہ ایزد متخلع بخلعت بلند نامی حافظ عبد العلی بلگرامی کو کہ بلا واسطہ شاگرد
حضرت استاد الکل فی الکل عالم فقہ وتفسیر مخترع مضامین دلپذیر منبع فضل وکمال مورد
ایزد متعال ماہر حدیث وتفسیر جامع تحریر وتقریر پیرو سنت رسول محب آل بتول مرجع
فضلا رئیس الاتقیا وصلحا سر دفتر کاملین اکلیل مفسرین ومحدثین موید بتائیدات ازلی ما
نکات خفی وجلی مولانا ومقتدانا المولوی سید انور علی صاحب مد ظلہ العالی علی رؤس المسترشدین
ہین لائق اس خدمت کے پاکر تکلیف ترجمہ اور تہذیب اس کتاب کی دی اور عرض کی کہ ترجمہ
آیتونکا اور بعضے فائدہ موضح القرآن وغیرہ سے لکہین اور ترتیب ان آیات کی بطور

ف کہتے ہین کہ خدا کے فرزند ہین پاک ہی اللہ اس بہتان سے بلکہ وے بندے نزدیک ہین نہین پیشی
کرتے اُس سے اپنے قول کی اُسکے حکم پر چلتے ہین ف خزاعہ فرشتونکو اللہ کی بیٹیان کہتے تھے
انکے رد مین یہہ آیۃ آئی اور یہی مضمون اور مقام مین بھی ہی قولہ تعالی لا یستکبرون
بڑائی نہین کرتے
عن عبادته ولا یستحسرون وقولہ تعالے لا یعصون اللہ ما امرھم
اسکی عبادت سے اور نہین تھکتے نہین نافرمانی کرتے اللہ کی جو بات انکو فرمائی
ویفعلون ما یؤمرون ف ان آیتون سے فرشتونکی عصمت مستنبط ہوتی ہی اور سب علما
اور وہی کرتے ہین جو حکم ہو
بھی انکی عصمت پر متفق ہین اور ہاروت وماروت کے باب مین کہتے ہین کہ دونو فرشتے ہین ہوا ان سے
کفر ہوا نہ کبیرہ لوگونکو سحر سکھاتے تھے اور کہتے تھے کہ ہم تو آزمانے کو ہین تو مت کافر ہو اور ابلیس کے
باب مین کہتے ہین کہ وہ جن تھا پر فرشتون کے پاس ملنے سے ملائکہ مین گنا گیا اور اہل سنت بشر کو
افضل جانتے ہین ملائکہ سے اور معتزلہ ملائکہ کو طرفین کی دلیل علم کلام مین مذکور ہی خلاصہ
تفسیر احمدی کا قولہ تعالی ان اللہ اصطفی آدم ونوحا وآل ابراھیم وآل عمران
علی العلمین ذریۃ بعضھا من بعض ف خدا نے برگزیدہ کیا آدم کو اور نوح کو اور
ابراہیم اور عمران کے آل کو تمام عالم سے وہ دونو آل ایک ہی ذریت ہین ایک دوسری سے
نکلے ہین ف صاحب اکلیل نے استدلال کیا ہی اس آیۃ سے کہ سب پیغمبر فرشتون سے افضل ہین اور تفسیر
احمدی مین ہی کہ اس سے معلوم ہوا کہ بشر فرشتون سے افضل ہین اور تفصیل یہہ ہی کہ رسول بشر کے افضل ہین رسول
ملائکہ سے اور رسول ملائکہ کے افضل ہین عامہ بشر سے اور عامہ بشر افضل ہین عامہ ملائکہ سے اور ایک مسئلہ اور انکا
نکاح آپسہی مین درست ہین جس طرح پر اعتقاد رکھتے ہون فصل پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے
فضیلت کا اور ختم نبوت کا اور اجتہاد کا بیان ہی قولہ تعالی واذ اخذ اللہ میثاق
النبیین لما اتیتکم من کتب وحکمۃ ثم جاءکم رسول مصدق لما معکم
لتؤمنن بہ ولتنصرنہ قال ءاقررتم واخذتم علی ذلکم اصری قالوا
اقررنا قال فاشھدوا وانا معکم من الشھدین ف جب لیا اللہ نے اقرار
پیغمبرونکا کہ جو کچھ مین نے تمکو دیا کتاب اور علم پھر آوے تم پاس کوئی رسول کہ سچ بتاوے تمہارے

پاس والے کو تو اسپر ایمان لاؤگے اور اُسکی مدد کروگے فرمایا کہ تم نے اقرار کیا اُس شرط پر لیا میرا
ذمہ بولے ہم نے اقرار کیا فرمایا تو اب شاہد ہوا اور مین بھی تمہارے ساتھہ شاہد ہون **ف**
مدارک مین ہے کہ ظاہرا یہہ وعدہ سب نبیون سے ہے پر اُنکی اولاد سے مُراد ہی آور تفسیر
احمدیہ مین ہی کہ اس آیت سے صریح معلوم ہوا کہ حضرت سب پیغمبرون سے افضل ہین کیونکہ اللہ نے
پیغمبرون سے میثاق لیا حضرت کے ایمان اور مددگاری پر اور ایمان لانا نبیونکا حضرت پر مستلزم ہے
حضرت کی افضلیت کا **قولہ تعالیٰ** كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُونَ
بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُونَ بِاللّٰهِ **ت** تم ہو بہتر سب امتون سے
جو پیدا ہوئے ہین لوگو نمین حکم کرتے ہو پسند بات پر اور منع کرتے ہو ناپسند سے اور ایمان
لاتے ہو اللہ پر **ف** اکلیل مین ہے کہ اس آیت سے معلوم ہوا کہ یہہ امت اور امتون سے افضل ہی
اور سب امت مین سے صحابہ افضل ہین آور پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم سب پیغمبرون سے افضل
ہین کیونکہ امت کی شرافت نبی کی شرافت سے ہوتی ہی آور تفسیر احمدیہ مین ہے کہ فخر الاسلام بزدوی
نے اس آیت سے استنباط کیا ہے کہ اس اُمت کا اجماع حجت ہی اور اجماع کا بیان آگے آویگا ؛
ان شاء اللہ تعالیٰ **قولہ تعالیٰ** مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُولَ
اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمًا **ت** محمد باپ نہین کسیکا تمہارے
مردون مین لیکن رسول ہے اللہ کا اور مُہر سب نبیون پر اور ہی اللہ سب چیز جانتا **ف** زینب
بنت جحش زید بن حارثہ کے نکاح مین تھین اور زید بن حارثہ کو حضرت بیٹا کہتے تھے جب زید نے
زینب کو طلاق دی اُنسے حضرت نے نکاح کیا کُفار ہنستے تھے کہ آپ ہی بیٹے کی جورو کو حرام
کہتے ہین اور آپ ہی اسکو نکاح مین لائے ہین اللہ تعالیٰ نے انکے رد مین فرمایا کہ محمد حقیقت
مین تم مردون مین سے کسیکا باپ نہین ہے تو زید کا باپ ہوا اور زینب اسکے بیٹے کی جورو
کہلاوے اس آیت سے معلوم ہوا کہ ہمارے حضرت پر نبوت تمام ہوئی بعد آپکے کوئی نبی نہوگا آ
جو عیسیٰ اُترینگے آپ ہی کی شریعت پر عمل کرینگے یہہ خلاصہ ہے تفسیر احمدیہ کا **قولہ تعالیٰ**

إِنَّا أَنْزَلْنَا إِلَيْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ لِتَحْكُمَ بَيْنَ النَّاسِ بِمَا أَرٰىكَ اللّٰهُ وَلَا تَكُنْ
لِلْخَائِنِيْنَ خَصِيْمًا وَاسْتَغْفِرِ اللّٰهَ إِنَّ اللّٰهَ كَانَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا وَلَا تُجَادِلْ
عَنِ الَّذِيْنَ يَخْتَانُوْنَ أَنْفُسَهُمْ إِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ مَنْ كَانَ خَوَّانًا أَثِيْمًا يَسْتَخْفُوْنَ
مِنَ النَّاسِ وَلَا يَسْتَخْفُوْنَ مِنَ اللّٰهِ وَهُوَ مَعَهُمْ إِذْ يُبَيِّتُوْنَ مَا لَا يَرْضٰى مِنَ
الْقَوْلِ وَكَانَ اللّٰهُ بِمَا يَعْمَلُوْنَ مُحِيْطًا

ت ہمنے اتاری تجھکو کتاب سچی کہ تو انصاف کرے لوگوں میں جو سوجھاوے تجھکو اللہ اور تو مت ہو دغابازوں کی طرف جھگڑنے والا اور بخشوا اللہ سے بیشک اللہ تعالی بخشنے والا مہربان ہے اور مت جھگڑ انکی طرف سے جو اپنے جیمیں دغابازی رکھتے ہیں اللہ کو خوش نہیں آتا جو کوئی ہو دغاباز گنہگار چھپتے ہیں لوگوں سے اور نہیں چھپتے اللہ سے اور وہ انکے ساتھ ہے جب راتکو ٹھہراتے ہیں جس بات سے وہ راضی نہیں اور جو کرتے ہیں اللہ کی قابو میں ہے

ف موضح القرآن میں ہی کہ یہ اول اور آخر کی آیت میں ذکر ہے ایک قصہ کا حضرت کے وقت میں ایک انصاری کی زرہ آٹے میں دھری گم ہوئی صبحکو تلاش کی تو آٹے کا خط دیکھا ایک شخص کے گھر تک اسکا نام طعمہ بن ابیرق تھا وہاں جھاڑا لیا تو نہ پائی وہ خط آگے دیکھا ایک یہودی کے گھر تک زید نام وہاں پائی اس یہودی نے کہا کہ مجھکو طعمہ نے سپرد کی طعمہ نے کہا میں بری ہوں چور وہی ہے طعمہ کے قوم نے رات کو مشورت کی کہ ہم حضرت کے پاس سب ملکر گواہی دینگے کہ طعمہ بری ہے تو حضرت ہماری حمایت کرینگے اور یہودی چور ٹھہریگا صبح کو یہی کیا اللہ تعالی نے حضرت کو خبردار کردیا فی الحقیقۃ چور یہی تھا طعمہ اور تفسیر احمدی میں ہے کہ اس آیۃ میں سوائے شان نزول قضا بالحق کے صاحب مدارک نے دو مسئلہ اور ذکر کئے ہیں ایک یہ کہ حضرت کے حق میں اجتہاد جائز ہے اور بما اراک اللہ سے مستفاد ہوا کیونکہ شیخ ابو منصور نے اسکی معنی لکھے ہیں کہ جو الہام کرے تجھ پر خدا بسبب فکر کرنے کے اصول منزلہ میں اور حضرت کے اجتہاد میں اختلاف ہے بعضے جائز کہتے ہیں اور بعضے نہیں ہمارا مذہب یہ ہے کہ آپ ہر مقدمہ میں انتظار وحی کے مامور تھے اور وحی آتی تو بہتر ورنہ انتظار کے بعد جب وقت کہ فوت مصلحت ہونیکا اندیشہ ہوتا اجتہاد فرماتے

جو صواب ہوتا تو بہتر تھا اور جو خطا ہوتی تو آپ اسی پر ٹھہرے نہ رہتے بلکہ وحی آتی جب حکم واقعی
ہوتا بخلاف اور مجتہدوں کے کہ وہ اپنی خطا پر ابد الدہر ٹھہرے رہتے ہین دوسرا یہ کہ کلام نفسی
قائم بالذات کو کہتے ہین کیونکہ اذ یبیتون مالا یرضی من القول تدبیر کا قول نام رکھا اس مسئلہ
مین بھی اختلاف ہے ہمارے اور معتزلہ کے وہ کلام نفسی کا انکار کرتے ہین اسی سے خلق
قرآن کی قائل ہین اور جب آیۃ سے کلام نفسی بشر مین بوجھا گیا ممکن ہوا کہ اسکو بھی اللہ کی طرف
تعدیہ کرکے وہان بھی کلام نفسی ثابت کرین اس مسئلہ کی تحقیقات کتب کلامیہ مین ڈھونڈا
چاہیے **فصل** معراج کی حقیقت کا بیان ہے **قولہ تعالے** سُبْحَانَ الَّذِيٓ اَسْرٰى
بِعَبْدِهٖ لَيْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَى الْمَسْجِدِ الْاَقْصَى الَّذِيْ بَارَكْنَا حَوْلَهٗ لِنُرِيَهٗ
مِنْ اٰيٰتِنَا اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ **ت** پاک ذات ہے جو لے گیا اپنے بندہ کو راتی
رات ادب والے مسجد سے پرلے مسجد تک جسمین ہم نے خوبیان رکھین ہین کہ دکھاوین اسکو کچھہ
اپنی قدرت کا نمونہ وہی ہے سنتا دیکھتا **ف** تفسیر احمدی مین ہے کہ اس آیۃ سے معراج فقط بیت
المقدس تک ثابت ہوتی ہے اس لیئے اہل سنت کہتے ہین کہ مسجد اقصی تک معراج قطعی
ہے قرآن سے ثابت ہے اور آسمان دنیا تک خبر مشہور سے ثابت ہے اور اور آسمانون تک احادیث
احاد سے ثابت ہے پہلے کا منکر کافر دوسرے کا منکر بدعتی گمراہ تیسرے کا فاسق بعضے کہتے ہین کہ
معراج ربیع الاول مین تھی اور بعضے کہتے ہین کہ ربیع الآخر مین اور بعضے رمضان کے
قائل ہین اور بعضے شوال کے اور صحیح یہ ہے کہ رجب کی ستائیسوین رات کو پیغمبری سے بارہوین
برس مین ہجرت کے قبل اور اختلاف ہے کہ معراج خواب مین تھی یا بیداری مین بروح تھی یا بجسد
صحیح یہی ہے کہ بیداری مین تھی جسد مع روح بھی ہے اہل سنت کا اعتقاد جو فقط معراج روح کا قائل
ہو یا خواب کا وہ گمراہ فاسق ہے اور حکما بالکلیہ انکار کرتے ہین اس جہت سے کہ آسمان مین
اُنکے نزدیک خرق والتیام منع ہے اسکی بحث علم کلام مین ہے **قولہ تعالے** وَالنَّجْمِ اِذَا
هَوٰى مَا ضَلَّ صَاحِبُكُمْ وَمَا غَوٰى وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى

عَلَّمَهٗ شَدِيْدُ الْقُوٰى ذُوْ مِرَّةٍ فَاسْتَوٰى وَهُوَ بِالْاُفُقِ الْاَعْلٰى ثُمَّ دَنَا فَتَدَلّٰى
فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ اَوْ اَدْنٰى فَاَوْحٰى اِلٰى عَبْدِهٖ مَا اَوْحٰى مَا كَذَبَ الْفُؤَادُ
مَا رَاٰى اَفَتُمٰرُوْنَهٗ عَلٰى مَا يَرٰى وَلَقَدْ رَاٰهُ نَزْلَةً اُخْرٰى عِنْدَ سِدْرَةِ الْمُنْتَهٰى
عِنْدَهَا جَنَّةُ الْمَاْوٰى اِذْ يَغْشَى السِّدْرَةَ مَا يَغْشٰى مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا
طَغٰى لَقَدْ رَاٰى مِنْ اٰيٰتِ رَبِّهِ الْكُبْرٰى **ف** قسم تارے کی جب گرے بہکا نہین تمہارا
رفیق اور بے راہ نہین چلا اور نہین بولتا اپنے چاؤ سے یہ تو حکم ہے جو بھیجا جاتا ہے اسکو
سکھایا سخت قوتون والے نے زور آور نے پھر سیدہا بیٹھا اور وہ تھا اونچے کنارے آسمان کے
پھر نزدیک ہوا اور لٹک آیا پھر رہگیا فرق دو کمان کا میانہ یا اس سے بھی نزدیک پھر حکم بھیجا
اللہ نے اپنے بندے پر جو بھیجا جھوٹھ نہ کہا دل نے جو دیکھا اب تم کیا اُس سے جھگڑتے ہو اسپر
جو اُسنے دیکھا اور اسکو اُسنے دیکھا ہے ایک دوسرے اُتارے مین پرلی حد کی بیری پاس اُس
پاس ہے بہشت رہنے کی جب چھا رہا تھا اس بیری پر جو کچھ چھا رہا تھا بہکی نہین نگاہ اور حد
سے نہین بڑہی بیشک دیکھی اپنے رب کی بڑے نمونے **ف** اس آیۃ کی دو توجیہین ہین ایک
یہہ کہ شدید القوا سے جبرئیل مراد ہین یعنی حضرت نے انکو دو مرتبہ صورت اصلی سے دیکھا ایکبار
دنیا مین دوسرے بار سدرۃ المنتہی مین اور دوسرے یہہ کہ شدید القوا سے اللہ مراد ہے اور
سب ضمیرین اسیطرف پھرتی ہین ہر کیف ان آیتون سے معلوم ہوا کہ حضرت معراج مین جنت الماوی
تک تشریف لیگئے اور عرش اور کرسی اور عجائبات دیکھے اور قوم جو قائل ہین کہ معراج بیت
الاقصی تک قرآن سے ثابت ہے اور باقی حدیث سے وہ کہتے ہین کہ اسری کی آیۃ محکم ہے قطعی
الدلالت اور سورۂ نجم مجمل ہے غیر قطعی الدلالت کیونکہ احتمال ہے کہ آپ نے دنیا کے مکان
مین جبرئیل کو یا خدا کو سدرے سے دیکھا ہو اسواسطے کہ جسد کے جانے کے لئے کوئی قرینہ یہان
نہین ہے اور اسری کے آیت مین احتمال نہین ہوسکتا ہے کیونکہ وہان سب قرینے جسد کے
جانیکے ہین **فصل** قبر کی عذاب کا بیان ہے **قولہ تعالے** يُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ

اٰمَنُوا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ وَيُضِلُّ اللّٰهُ الظّٰلِمِيْنَ
وَيَفْعَلُ اللّٰهُ مَا يَشَاءُ ف مضبوط کرتا ہی اللہ ایمان والونکو مضبوط باتسے دنیا کی زندگی
مین اور آخرت مین اور بچلا دیتا ہے اللہ بے انصافونکو اور کرتا ہے اللہ جو چاہے ف
موضح القرآن مین ہے کہ قبر مین جو کوئی مضبوط بات کہیگا ٹہکانا نیک پاویگا اور بچلی بات
کہیگا خراب ہوگا اور اکلیل مین ہے کہ یہہ آیت منکر اور نکیر کے سوال مین اتری چنانچہ بخاری
اور مسلم نے تخریج کیا ہی اور تفسیر احمدی مین ہے کہ اس آیتسے قبر کا سوال اور عذاب اور تنعیم مستنبط
ہوتا ہی اور یہی حدیث مین ہی کہ یہ آیۃ عذاب قبر کے بیان مین ہی قبر مین دو فرشتے آتے
ہین مردہ کو زندہ کر بہٹلاتے ہین اور پوچہتے ہین کہ تیرا رب کون ہی اور پیغمبر کون اور
تیرا دین کیا ہی اگر اسنے کہا اللہ میرا رب ہی محمد صلی اللہ علیہ وسلم میرا پیغمبر اسلام میرا دین
ہے اسکو آسایش ہوتی ہے اور اسیطرف اشارہ ہے یثبت اللہ الذین اٰمنوا بالقول سے
اور اگر جواب نہ آیا اسپر عذاب ہوتا ہے اور اسیطرف اشارہ ہے یضل اللہ الظالمین سے قولہ
تعالے اَلنَّارُ يُعْرَضُوْنَ عَلَيْهَا غُدُوًّا وَّعَشِيًّا وَيَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ اَدْخِلُوْا
اٰلَ فِرْعَوْنَ اَشَدَّ الْعَذَابِ ت آگ ہے کہ دکہائی دیتی ہے انکو صبح اور شام اور
جسدن اٹہیگی قیامت داخل کرو فرعون والونکو سخت سی سخت عذاب مین ف موضح
القرآن مین ہے کہ یہہ عالم قبر کا حال ہے کافر کو اسکا ٹہکانا دکہایا جاتا ہے کہ قیامت کو
اسمین بیٹہیگا اور مومن کو بہشت اور اکلیل مین ہے عجائب کرمانی سے کہ اس آیتہ مین پہلی
دلیل ہے قبر کی عذاب پر کیونکہ معطوف غیر ہے معطوف علیہ کا تفسیر احمدی مین ہے کہ اس آیتہ سے
اہل سنت نے قبر کا عذاب ثابت کیا ہے کا فرونکے لئے علم کلام مین اور تفاسیرون مین اسکی
تصریح ہے پر مسلمان جو نیک ہین انسے فقط سوال ہوگا اور جو فاسق ہین اگر وہ جمعہ کے دن
یا جمعہ کی رات یا شہید مرے ہین تو نیک مسلمان کے حکم مین ہین اور جو ایسے بہی نہین
ہین انکو اللہ چاہے بخشے یا چاہے عذاب کرے پر عذاب انسے ہی موقوف رہتا ہے

[illegible]

اسدن کہ وہ برکت والا ہے جیسے جمعہ یا رمضان کا مہینا یا عاشورہ کا دن اور اس آیہ
مین دلیل ہے کہ نفس باقی رہتا ہے **فصل** صور کے پھونکنے کا اور بعث کا اور وزن
اعمال کا بیان ہے **قوله تعالے** وَنُفِخَ فِي الصُّورِ فَصَعِقَ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَمَنْ
فِي الْأَرْضِ إِلَّا مَنْ شَاءَ اللّٰهُ ثُمَّ نُفِخَ فِيهِ أُخْرٰى فَإِذَا هُمْ قِيَامٌ يَنْظُرُونَ ۝ وَ
أَشْرَقَتِ الْأَرْضُ بِنُورِ رَبِّهَا وَوُضِعَ الْكِتٰبُ وَجِيْءَ بِالنَّبِيّٖنَ وَالشُّهَدَاءِ وَقُضِيَ
بَيْنَهُمْ بِالْحَقِّ وَهُمْ لَا يُظْلَمُونَ **ت** اور پھونکا گیا نرسنگھا پھر بیہوش ہو گرا جو کوئی ہے
آسمانونمین اور زمین مین مگر جسکو اللہ نے چاہا پھر پھونکا گیا دوسری بار پھر تبھی وہ کھڑے ہو گئے
دیکھتے اور چمکی زمین اپنے رب کے نور سے اور لا دھرا دفتر اور حاضر آئے پیغمبر اور گواہ اور
فیصلہ ہوا انمین انصاف سی اور ان پر ظلم نہو گا **ف** ایکبار نفخ صور سے عالم کے فنا کا دوسرا
زندہ ہونیکا یہہ تیسرا بیہوشی کا بعد حشر کے چوتھا خبردار ہونے کا اسکے بعد اللہ کے سامنے حاضر
ہوجاوینگے تفسیر احمدی مین ہے کہ یہہ آیہ جامع ہے تینون مسئلہ کے صاحب مدارک نے بیان
کیا ہی کہ نفخہ تین ہونگے ایک نفخہ ڈرکا جو مذکور ہی سورہ نمل مین دوسرا نفخہ موت کا تیسرا نفخہ
بعث کا یہہ دونو اس آیہ مین مذکور ہین نفخہ موت مین سب آدمی اور وحشی اور طیور اور فرشتے
مرجاوینگے مگر جسکو اللہ چاہے کہ وہ جبرئیل اور میکائیل اور اسرافیل اور عزرائیل ہین اور بعضون
نے کہا وہ اٹھانے والے عرش کے ہین اور بعضون نے کہا کہ رضوان اور مالک اور ملائکہ زبانیہ
ہین اور بعضون نے کہا کہ وہ وہ چیزین ہین جو آمادہ کی گئین ہین واسطے ثواب یا عذاب کے
جیسے حوران جنت اور سانپ اور بچھو دوزخ کے اور بعضون نے کہا شہید ہین بعد اسکے عزرئیل
کو حکم ہوگا کہ کیا تونے میرا قول کل نفس ذائقۃ الموت نہین سنا پس وہبی مرجاویگا پھر زندہ
کریگا اللہ پہلے اسرافیل کو پھر میکائیل کو پھر جبرئیل کو پھر عزرائیل کو پھر سب آوینگے براق لیکر حضرت
کے قبر کے پاس مکان اُنکے قبر کا بھول جاوینگے باری باری آواز بلند سے پکارینگے پس آپ
جواب نہ دینگے مگر اسرافیل کا اور قبر سے نکلینگے اور براق پر سوار ہونگے پھر اسرافیل کو دوسرے

نفخ کا کہ وہ نفخہ اٹھانے کا ہی حکم ہوگا اور ان دونو نفخونکے بیچ مین چالیس برس کا فاصلہ ہوگا سب
زندہ ہو جاوینگے سبکے سب اور اٹھہ کھڑے ہونگے اور بھی اس نفخہ سے کھل جاوینگے آسمان کے
دروازے اور پہاڑ اور زمین کو زلزلہ آویگا اور زمین نکالیگی اپنے پیٹ سے مردے اور خزانے
اور سب قبر والے اٹھین گے اور کچھہ اسدن سب کام نہ آویگا یہ سب باتین حق ہین اعتقاد انکا
واجب ہے منکر انکا کافر اور وہ صحیفہ کہ جسمین فرشتون نے اعمال آدمیونکے وقت بلوغ سے
موت تلک لکھے ہین اور ہر سال کے ساتھہ سو بیس صحیفہ ہوتے ہین دئے جاوینگے بدی کا
نامہ ایک پلہ مین اور نیکی کا دوسرے پلہ مین رکھکر تولین گے جسکا نیکی کا پلہ بھاری ہوگا اسکو عیش
ہوگی اور جسکا ہلکا ہوگا اسکو رنج ہوگا اس سے ثابت ہوا کہ میزان بھی حق ہے **فصل** شفاعت
کا بیان ہے **قوله تعالى** كُلُّ نَفْسٍ بِمَا كَسَبَتْ رَهِينَةٌ إِلَّا أَصْحَابَ الْيَمِينِ
فِي جَنَّاتٍ يَتَسَاءَلُونَ عَنِ الْمُجْرِمِينَ مَا سَلَكَكُمْ فِي سَقَرَ قَالُوا لَمْ نَكُ مِنَ الْمُصَلِّينَ
وَلَمْ نَكُ نُطْعِمُ الْمِسْكِينَ وَكُنَّا نَخُوضُ مَعَ الْخَائِضِينَ وَكُنَّا نُكَذِّبُ بِيَوْمِ الدِّينِ
حَتَّى أَتَانَا الْيَقِينُ فَمَا تَنْفَعُهُمْ شَفَاعَةُ الشَّافِعِينَ **ت** ہر جی اپنے کئے مین پھنسا
ہے مگر داہنے والے باغون مین ملکر پوچھتے ہین گنہگارونکا احوال تم کاہے سے پڑے دوزخ
مین وہ بولے ہم نہ تھے نماز پڑھتے اور نہ تھے کھلاتے محتاج کو اور تھے باتین بناتے ساتھہ
بنانے والون کے اور تھے جھٹلاتے انصاف کے دنکو جبتک آپہنچے ہم پر یقین آنے والے کام
نہ آویگی انکو سفارش سفارش کرنے والونکی **ف** اس آیت سے معلوم ہوا کہ کفار کو فروع کے ترک
کرنے سے عذاب ہوگا اور انکو ایمان اور معاملات اور عقوبات کا خطاب ہوتا ہے اور عبادات
کا آخرت کے حقمین خطاب ہے بالاتفاق پر دنیا کے حق مین اختلاف ہے شافعیہ اسکے قائل
ہین حنفیہ نہین اور فَمَا تَنْفَعُهُمْ شَفَاعَةُ الشَّافِعِينَ سے سمجھا گیا کہ اہل کبائر مومنونکے لیے
پیغمبرون اور صالحون کی شفاعت نفع کرے گی معتزلہ کہتے ہین اہل کبائر کے لئے شفاعت
نہوگی طرفین کے دلیلیں علم کلام مین ہین **فصل** اعراف حق ہے **قوله تعالى** وَبَيْنَهُمَا

حِجَابٌ وَعَلَى الْأَعْرَافِ رِجَالٌ يَعْرِفُونَ كُلًّا بِسِيمَاهُمْ ف اور دونون کے بیچ
مین ہے ایک دیوار اور اسکے سرے پر مرد ہین کہ پہچانتے ہین ہر ایک کو اسکی نشان سے
ف لوگون نے اختلاف کیا ہے اعراف کے حق ہونے مین نزدیک حنفیہ کے اعراف حق ہے
موضح القرآن مین ہے کہ جنت اور دوزخ کے بیچ مین دیوار ہوگی اسکے سرے پر مرد ہین بچا
والے جو حساب سے فارغ ہین بہشتی اور دوزخی کو پہچان کر جنت والونکو خوشخبری کہین گے
سلامتی کی پہہ آپ ہی امیدوار ہین خوشخبری سنکر خوش ہونگے تفسیر احمدی مین اور اکلیل مین اہل اعراف
کو کئی قول ثابت کیا ہے حذیفہ کی روایت مین وہ قوم ہین جو نیکی اور بدی انکی برابر ہے اور آوردہ
سے وہ لوگ ہین جو اللہ کی راہ مین شہید ہوئے ہین پر ما باپ کی نافرمانی کی ہے یا وہ لوگ
ہین جو ماباپ کے بغیر اذن باہر نکلے ہین علم پڑہنے کو پھر وہ ایک مدت تک جنت مین نجاوینگے
کتب عقوق کے یا مسلمان جن ہین یا وہ لوگ ہین جن پر دین غالب ہے یا غرور والے ہین
تفسیر احمدی مین خیالی سے لکہا ہے کہ وہ وہ لوگ ہین جو پیغمبرون کے فترت مین مرے ہین یا مشرکون کے
لڑکے اور قاضی سے نقل کیا ہے کہ وہ موحدونکا گروہ ہے جنہون نے عمل مین کوتاہی کی ہے یا وہ
لوگ ہین جو درجہ بلند رکہتے ہین مثل پیغمبرون اور شہیدون اور علما کی اور حسینی ہین ہے شیعے
سے کہ وہ عباس اور حمزہ اور علی اور جعفر طیار ہین بہرحال اعراف کا ہونا حق ہے منافق کے سوا
کسیکو اسمین شک نہین **فصل** کفار اور مومنون کے اولاد کے حکم کا بیان ہے **قولہ تعالی**
وَالَّذِينَ آمَنُوا وَاتَّبَعَتْهُمْ ذُرِّيَّتُهُمْ بِإِيمَانٍ أَلْحَقْنَا بِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ وَمَا أَلَتْنَاهُمْ
مِنْ عَمَلِهِمْ مِنْ شَيْءٍ كُلُّ امْرِئٍ بِمَا كَسَبَ رَهِينٌ ف جو یقین لائے اور انکی راہ چلے
انکی اولاد ایمان سے پہنچا دیا ہم نے ان تک انکی اولاد کو اور گہٹایا نہین اُنسے انکا کیا کچھ ہر آدمی
اپنی کمائی مین پہنسا ہے ف اکلیل مین ہے کہ اس آیت سے معلوم ہوا کہ مسلمانونکے لڑکے اپنے
ماباپ کے ساتھ جنت مین ہونگے اُنکے درجون مین اگرچہ عمل نہین کیا تفسیر احمدی مین ہے کہ مسلمانونکے
لڑکے مسلمان ہین اور کافرون کے لڑکے کافر ہین دنیا کے احکام مین بالاتفاق پر آخرت کے

احکام مین اختلاف ہے اکثر کہتے مین کہ اپنے باپون کے پیرو ہونگے خواہ مسلمانون کے لڑکے
ہون خواہ مشرکون کے اور بعضون نے کہا ہے کہ مشرکون کے لڑکے دوزخ مین بہیجا وینگے
کیونکہ اللہ عذاب نہین کرتا بیگناہ پر اور بعضون نے کہا ہی کہ مسلمانونکے خادم ہونگے جنت مین
اور بعضون نے کہا ہے کہ سب لڑکے اور دیوانے جنتمین جاوینگے نہ دوزخمین **فصل** صراط کا بیان ہے **قولہ تعالی**
وَاِنْ مِّنْكُمْ اِلَّا وَارِدُهَا كَانَ عَلٰى رَبِّكَ حَتْمًا مَّقْضِيًّا ثُمَّ نُنَجِّي الَّذِيْنَ اتَّقَوْا وَّنَذَرُ الظّٰلِمِيْنَ فِيْهَا
جِثِيًّا ف اور کوئی نہین تم مین جو نہ پہنچیگا اسپر ہو چکا تیری رب پر ضرور مقرر پہر بچا وینگے
ہم انکو جو ڈرتے رہے اور چہوڑ دینگے گنہگارونکو اسمین اوندہے گرے **ف** اکلیل مین ہے
کہ جمہور ورود کی معنی دخول کہتے مین خطاب ہے سارے عالم سے کیا مومن کیا کافر تفسیر احمدیہ مین
ہے زاہد سے کہ جب آیۃ **وَاِنَّ جَهَنَّمَ لَمَوْعِدُهُمْ اَجْمَعِيْنَ** اُتری حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور
عائشہ اور فاطمہ اور ابوبکر اور عمر اور عثمان اور علی رضی اللہ عنہم مقبرہ بقیع غرقد مین جاکر بہت
روئے وہان یہ آیۃ آئی زیادہ افسوس اور غم ہوا پہر انکے تسلی کے لئے آیۃ مین ڈر والونکے نجات
کا بیان فرمایا پہر کشاف سے نقل کیا ہے کہ ورود سے یا دخول مراد ہے جیسی کہ جابر بن عبد اللہ
سے مروی ہے کہ حضرت نے فرمایا کوئی بہلا اور برا نرہیگا کہ دوزخمین نجاویگا پر مسلمانون
پر برد وسلام ہوگی جیسی ابراہیم پر ہوئی اور یہہ **اُولٰٓئِكَ عَنْهَا مُبْعَدُوْنَ** کی منافی نہین ہے
کیونکہ بعد سے مراد یہہ ہے کہ عذاب سے بعید رہینگے یا یہ نارسی مراد ہے کہ دنیا مین انکے بدنمین
تپ ہوتی تہی جیسی مجاہد سے روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ تپ حصہ ہے نار سے ہر مومن
کو یا مراد گذر صراط ہے وہ پر جانا یہ ابن مسعود اور حسن اور قتادہ سے روایت ہے حاصل یہہ ہے
کہ اس آیۃ سے صراط پر گذرنا بوجہا گیا اور صراط ایک پل ہے دوزخ کے پیٹہ پر کہینچا ہوا جنت تک
نیچے بال سے باریک تلوار سے تیز جو شرک سے بچا ہے وہ اس سے نجات پاویگا اور جنت مین
جاویگا جو کافر ہوگا اسپر سے پہسل کر دوزخ مین گریگا **فصل** حوض کوثر کا بیان ہے
قولہ تعالی اِنَّآ اَعْطَيْنٰكَ الْكَوْثَرَ فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ اِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْاَبْتَرُ

ت ہم نے دی تجھکو کوثر سو نماز پڑھ اپنے رب کے آگے اور قربانی کر بیشک جو بیری ہی تیرا وہی رہا
پیچھا کٹا **ف** موضح القرآن مین اور تفسیر احمدیہ مین ہے کہ کوثر نام ہے ایک نہر کا بہشت
مین اُسکا پانی دودھ سے سفید اور شہد سے میٹھا اور برف سے ٹھنڈا اور مکھن سے نرم
دونو کرانے اُسکے زبرجد کے اور خوشبو تر مشک سے اور اُسپر خیمہ مین یاقوت اور زبرجد اور
موتی کے اور اُسپر سبز جانور ہین جو کوئی ایکبار پئے ساری عمر پیاس نہ لگے اسکا پانی ایک
حوض مین بھرتا ہے محشر مین دو پرنالی گرتے مین ایک سونیکا ایک روپے کا حوض
چورس دو دو مہینے کی راہ چار طرف پری اُسکے ایک فرش ہے تختو ن روپے اور سونیکے اور
کنارے پر لگے مین ایک ایک موتی کے اندر سے خالی حوض مین آبخورے بیر لئے مین
سونے روپے کے جتنے آسمان کے تارے حضرت اور انکے یارون کھڑے مین اُمت
پہنچتی جاتی ہے جو وہان جا پہنچا اُسکا پانی پیا پھر ساری مدت محشر کی پیاس نہ لگے اور اپنی
گروہ مین جا ملا امن مین آیا جو نہ پہنچا اُسپر افسوس ہے قربانی حضرت پر ضرور تھی اور استنا
مالدار پر ہے اور کافر کہتے تھے اس شخص کے بیٹا نہین زندگی تک اسکا نام ہے پیچھے
کون نام لیگا سو انکا نام روشن ہے قیامت تک اسکا فر کو کوئی نہین جانتا **فصل** یاس کا
ایمان قبول نہوگا **قوله تعالے** إِنَّمَا التَّوْبَةُ عَلَى اللهِ لِلَّذِينَ يَعْمَلُونَ السُّوْٓءَ
بِجَهَالَةٍ ثُمَّ يَتُوبُونَ مِنْ قَرِيبٍ فَأُولٰٓئِكَ يَتُوبُ اللهُ عَلَيْهِمْ وَكَانَ اللهُ عَلِيمًا
حَكِيمًا وَلَيْسَتِ التَّوْبَةُ لِلَّذِينَ يَعْمَلُونَ السَّيِّئَاتِ حَتّٰٓى إِذَا حَضَرَ أَحَدَهُمُ
الْمَوْتُ قَالَ إِنِّي تُبْتُ الْاٰنَ وَلَا الَّذِينَ يَمُوتُونَ وَهُمْ كُفَّارٌ أُولٰٓئِكَ أَعْتَدْنَا
لَهُمْ عَذَابًا أَلِيمًا **ت** توبہ قبول کرنی اللہ کو ضرور سو انکی جو عمل کرتے مین برا نادانی سے پھر
توبہ کرتے مین شتاب سے تو انکو اللہ معاف کرتا ہے اور اللہ سب جانتا ہے حکمت والا اور
انکی توبہ نہین جو کرتے جاتے مین برے کام جب تک سامنے آئے کسیکو موت کہنے لگا مین
توبہ کی اب اور نہ انکو جو مرتے مین کفر مین اُنکے واسطے ہم نے تیار کی دکھہ کی مار **ف** الکلیل

ہین ہے کہ ان دونون آیتونمین بیان اسکا ہے کہ جب تک آدمی موت کے غرغرہ کو نہ پہنچے
اور ملائکہ کو نہ دیکھے توبہ قبول ہوتی ہے پھر جب یہ وقت آیا توبہ قبول ہے نہ ایمان اور تفسیر
احمدیہ مین ہے امام زاہد سے کہ یاس کے وقت کافر کا ایمان بالاتفاق مقبول نہین پر عاصی
کی توبہ اگر اللہ چاہے تو قبول کرے یہی ہے مذہب اہل سنت کا اور یہ جو مشہور ہے کہ اعتبار
ایمان اور کفر کا خاتمہ پر ہے سو یہ یاس کی راہ سے نہین ہے بلکہ آدمی بسبب درپے ہونے
سختیون کے اسوقت اختیار کرتا ہے کفر کو اور جاری کرتا ہے اپنی زبان پر یا اعتقاد کرتا ہے
اپنے دلمین ان چیزونکو کہ سلب کرتے ہین ایمان کو اور اسسے معلوم ہوا کہ فرعون کا ایمان بھی
ڈوبتے وقت مقبول نہین ہوا اس لئے کہ توبہ کافر کی وقت یاس کے قبول نہین ہوتی صوفیہ
مین سے بعضے فرعون کے قبول ایمان کے قائل ہین اور بعضے علما متاخرین بھی انکے پیرو ہین
پر علمائے راسخین نے انکی سرکوبی کی ہے اس مختصر مین اسکی گنجائش نہین ہین **فصل** شرک کے
نہ بخشے جانے کا بیان ہے **قولہ تعالیٰ** اِنَّ اللّٰہَ لَا یَغْفِرُ اَنْ یُّشْرَکَ بِہٖ وَیَغْفِرُ مَا دُوْنَ
ذٰلِکَ لِمَنْ یَّشَآءُ وَمَنْ یُّشْرِکْ بِاللّٰہِ فَقَدِ افْتَرٰٓی اِثْمًا عَظِیْمًا **ت** تحقیق اللہ
نہین بخشتا ہے یہہ کہ اسکا شریک پکڑے اور بخشتا ہے اسسے نیچے جسکو چاہے اور جسنے شریک
ٹھہرایا اللہ کا اسنے بڑا طوفان باندھا **ف** مدارک مین ہے کہ حضرت علی فرماتے ہین کہ سارے
قرآن مین سے مجھکو یہ آیت بہت محبوب ہے اور معنی اس آیت کی یہہ ہین کہ جو کوئی شرک
پر مرا اسکی بخشش نہین اور جو گنہگار رہے گناہ اسکے کبیرہ ہون یا صغیرہ اللہ چاہے تو بے توبہ
بھی بخش دے اور تفسیر احمدیہ مین ہے کہ یہ مضمون اسی سورہ مین دو مقام مین ہے ایک یہ جو مذکور
ہوا دوسرا وَمَنْ یُّشْرِکْ بِاللّٰہِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا بَعِیْدًا پہلے کا شان نزول معلوم نہین
دوسریکا یہہ ہے کہ ایک پیرنے حضرت کے پاس آکر عرض کی کہ مین گناہون مین ڈوبا ہون
مگر جب سے اللہ کو پہچانا اور اسکا ایمان لایا شرک نہین کیا اور سوا اسکے کسیکو معبود نہین پکڑا
اور گناہ جرات سے نہین کیا اور اللہ کو عاجز نہین سمجھا اب مین نادم ہون اور تائب

[illegible]

میرا حال کیا ہوگا یہ آیۃ آئی ان دونو سے معلوم ہوا کہ شرک بغیر توبہ کے مغفور نہین اور اسکے سوا اور گناہون پر چاہے عذاب کرے اور چاہے بخشدے اور جو شرک اور گناہون سے توبہ کرے وہ مغفور رہی یہ ہی مذہب اہل سنت کا **فصل** اولی الامر کی اطاعت کا بیان **قولہ تعالیٰ**

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِي الْاَمْرِ مِنْكُمْ فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِيْ شَيْءٍ فَرُدُّوْهُ اِلَى اللّٰهِ وَالرَّسُوْلِ اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ذٰلِكَ خَيْرٌ وَّاَحْسَنُ تَاْوِيْلًا **ف** اے ایمان والو حکم مانو اللہ کا اور حکم رسول کا اور جو اختیار والے ہین تم مین پھر اگر جھگڑ پڑو کسی چیز مین تو اسکو رجوع کرو طرف اللہ کے اور رسول کے اگر یقین رکھتے ہو اللہ پر اور پچھلے دن پر یہہ خوب ہی اور بہتر تحقیق کرنا ہی

ف موضح القرآن مین ہی کہ اختیار والے بادشاہ اور قاضی اور جو کسی کام پر مقرر ہو اسکے حکم پر چلنا ضرور ہی جبتک وہ خلاف خدا اور رسول کے حکم نکرے اگر صریح خلاف کرے تو وہ حکم نہ مانے اگر دو مسلمان جھگڑتے ہین ایک نے کہا چل شرع مین رجوع کرین دوسرے نے کہا مین شرع نہین سمجھتا یا مجھے شرع سے کام نہین وہ بیشک کافر ہوا اور تفسیر احمدی مین ہی کہ اولی الامر سے سلطانون کے امرا اور خلفا مراد ہین یا سرایا کے امرا اور بعضون کے نزدیک علما مین اور حق یہہ ہی کہ اولی الامر سے وہ ہی کہ جو حکم رکھتا ہو امام یا امیر بادشاہ یا حاکم عالم یا مجتہد یا قاضی یا مفتی اور جاننا چاہیے کہ خلافت کاملہ حضرت علی پر ختم ہوئی بخلاف خلافت ناقصہ کے کہ وہ باقی تھی اور خلفاء عباسیہ مین بھی تھی اور امامت شرطونکی کم ہونے سے اس زمانے مین جاتی رہی کیونکہ ادنی شرط یہہ ہی کہ امام قریشی ہو وبالفعل اکثر مقام مین پایا نہین جاتا پر سلطنت اور امارت باقی ہی انکی اتباع بہر اولی الامر ہونیکے سبب سے چاہیے نہ اس اعتبار سے کہ وہ خلیفہ اور امام ہین **فصل** حجت اجماع اور اسکی فضیلت کا بیان ہی

قولہ تعالیٰ وَكَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا لِّتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ وَيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَيْكُمْ شَهِيْدًا **ف** اور اسیطرح کیا ہم نے تمکو امت معتدل

کہ تم ہو بتانے والے لوگون پر اور رسول ہو تم پر بتانے والا **ف** اکلیل مین ہی کہ آیت سے
اس امت کی فضیلت سب امتون پر اور حجت ہونا اس امت کی اجماع کا مستنبط ہوا
قولہ تعالے وَمَنْ يُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدٰى وَيَتَّبِعْ
غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى وَنُصْلِهٖ جَهَنَّمَ وَسَآءَتْ مَصِيْرًا **ف**
اگر جو کوئی مخالفت کرے رسول سے جب کھل چکی اسپر راہ کی بات اور چلے سب
مسلمانون کے راہ سے سوا ہے ہم اسکو حوالے کرین وہی طرف جو اسنے پکڑی اور ڈالین
اسکو دوزخ مین اور بہت بری جگہ پہنچا **ف** موضح القرآن مین ہی کہ رسول نے فرمایا
کہ اللہ کا ہاتھ ہی مسلمانونکی جماعت پر جسنے جدی راہ پکڑی وہ جا پڑا دوزخ مین جس بات
پر امت کا اجماع ہوا وہی اللہ کی مرضی ہی اور منکر ہو تو دوزخی ہی اور تفسیر احمدی مین ہی
کہ اس آیۃ سے معلوم ہوا کہ اجماع بھی مثل کتاب اور سنت کی حجۃ قطعی ہی منکر اسکا کافر
اجماع والے وہ ہین کہ مجتہد ہون اور فسق اور ہوا ز رکھتے ہون بعضون نے کہا صحابہ کے
سوا کسی اور کا اجماع نہین ہی اور بعضون نے کہا رسول کے عترۃ کے سوا اور کسیکا نہین اور
بعضے اہل مدینہ پر منحصر رکھتے ہین اسمین کلام بہت اصول فقہ مین مذکور ہی **فصل قیاس**
کا بیان ہی **قولہ تعالے** هُوَ الَّذِيْٓ اَخْرَجَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ
مِنْ دِيَارِهِمْ لِاَوَّلِ الْحَشْرِ مَا ظَنَنْتُمْ اَنْ يَّخْرُجُوْا وَظَنُّوْٓا اَنَّهُمْ مَّانِعَتُهُمْ
حُصُوْنُهُمْ مِّنَ اللّٰهِ فَاَتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنْ حَيْثُ لَمْ يَحْتَسِبُوْا وَقَذَفَ فِيْ قُلُوْبِهِمُ
الرُّعْبَ يُخْرِبُوْنَ بُيُوْتَهُمْ بِاَيْدِيْهِمْ وَاَيْدِي الْمُؤْمِنِيْنَ فَاعْتَبِرُوْا
يٰٓاُولِي الْاَبْصَارِ **ف** وہی ہی جسنے نکال دئے جو منکر ہین کتاب والون مین سے
انکے گہرون سے پہلی ہی بہیڑ ہوتے تم نہ اٹکلتے تھے کہ وہ نکلین گے اور وہ خیال رکھتے تھے
کہ انکا بچاؤ ہی انکے قلعے اللہ کے ہاتھ سے پھر پہنچا ان پر اللہ جہانسے انکو خیال نہ تھا اور
ڈالی انکے دلمین دہاک اجاڑنے لگے اپنے گھر اپنے ہاتھون اور مسلمانون کے ہاتھون

سورۂ نساء پارہ پنجم

پارہ ۲۸ سورۂ حشر

سو دہشت مانو انکہہ والوف اکلیل مین ہی کہ اس آیۃ سے دلیل پکڑتے ہین قیاس کے حجت ہونے پر اور اسپر کہ قیاس مجتہد ونکو فرض کفایہ ہی کیونکہ اعتبار رکہتے ہین ایک چیز کو ایک چیز پر قیاس کرنیکو فصل ازواج کے مناقب کا بیان ہی **قولہ تعالی** یَا نِسَاءَ النَّبِيِّ لَسْتُنَّ كَأَحَدٍ مِنَ النِّسَاءِ إِنِ اتَّقَيْتُنَّ فَلَا تَخْضَعْنَ بِالْقَوْلِ فَيَطْمَعَ الَّذِي فِي قَلْبِهِ مَرَضٌ وَقُلْنَ قَوْلًا مَعْرُوفًا وَقَرْنَ فِي بُيُوتِكُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْأُولَىٰ وَأَقِمْنَ الصَّلَاةَ وَآتِينَ الزَّكَاةَ وَأَطِعْنَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ إِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا **ت** اے نبی کی عورتو تم نہین ہو جیسی ہر کوئی عورتین اگر تم ڈر رکہو سو تم دب کر نکہو بات پہر لالچ کرے کوئی جسکے دل مین روگ ہی اور کہو بات معقول اور قرار پکڑو اپنے گہرونمین اور دکھاتے نہ پہرو جیسا دکھانا دستور تھا پہلے وقت نادانی کے اور کہڑی رکہو نماز اور دیتے رہو زکوۃ اور اطاعت مین رہو اللہ کے اور اسکے رسول کے اللہ یہی چاہتا ہی کہ دور کرے تمسے گندی باتین اس گہر والون اور ستہرا کرے تمکو ایک ستہرائی سے **ف** اکلیل مین ہی کہ ظاہر آیۃ سے معلوم ہوتا ہی کہ حضرت کے ازواج سب عورتون سے مطلقا افضل ہین حتی کہ مریمؑ اور حضرت کے لڑکیون سے بہی تفسیر احمدی مین ہی کہ اہل سنت کہتے ہین کہ عائشہ افضل ہین فاطمہ سے پر اور ازواج کو حضرت فاطمہ پر فضل نہین اور اسکے حاشیہ منہیہ مین ہی کہ سوائے عائشہ اور خدیجہ کے اور ازواج کا فضل حضرت فاطمہ پر علما مین معہود نہین اور محققین اہل سنت کہتے ہین کہ خدیجہ سب ازواج سے افضل ہین پہر تفسیر احمدی مین لکہا ہی کہ یہ آیۃ حضرت کی ازواج اور اہل بیت کے فضل مین ہی اہل بیت کے مراد مین اختلاف ہی عکرمہ سے روایۃ ہی کہ حضرت کے ازواج مراد ہین یہ ہی جمہور کا مذہب اور عائشہ اور ام سلمہ اور ابی سعید خدری اور انس بن مالک سے روایت ہی کہ فاطمہ اور علی اور حسین رضی اللہ عنہم مراد ہین اور منصور ماتریدی سے نقل ہی کہ یہ آیۃ عام ہی آپکے سب ازواج اور اولاد کو کسی پر مخصوص

نہین فصل صحابہ کے فضل کا بیان ہی قولہ تعالی مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللّٰهِ وَالَّذِينَ مَعَهٗ
اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ تَرٰهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا يَّبْتَغُونَ فَضْلًا مِّنَ
اللّٰهِ وَرِضْوَانًا سِيْمَاهُمْ فِي وُجُوْهِهِمْ مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ ذٰلِكَ مَثَلُهُمْ فِي
التَّوْرٰىةِ وَمَثَلُهُمْ فِي الْاِنْجِيْلِ كَزَرْعٍ اَخْرَجَ شَطْاَهٗ فَاٰزَرَهٗ فَاسْتَغْلَظَ فَاسْتَوٰى
عَلٰى سُوْقِهٖ يُعْجِبُ الزُّرَّاعَ لِيَغِيْظَ بِهِمُ الْكُفَّارَ وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا
الصّٰلِحٰتِ مِنْهُمْ مَّغْفِرَةً وَّاَجْرًا عَظِيْمًا ف محمد رسول اللہ کا ہی اور جو
کوئی اُسکے ساتھ ہین زور آور ہین کافرون پر نرم دل ہین آپسمین تو دیکھے انکو رکوع
مین اور سجدہ مین ڈہونڈہتے ہین اللہ کا فضل اور اسکی خوشی پانا انکا اُنکے منہہ پر ہی
سجدہ کے اثر سے یہہ کہاوت ہی اُنکے توریت مین اور کہاوت انکے انجیل مین جیسی کہیتی
نے نکالا اپنا پٹہا پھر اسکی کمر مضبوط کی پھر موٹا ہوا پھر کہڑا ہوا اپنے نال پر خوش لگتا کہیتی
والے کو تا جلاوے اُن سے جی کافرون کا وعدہ دیا ہی اللہ نے اُنمین سی جو یقین
لائے ہین اور کئے ہین بہلے کام معافی کا اور بڑے نیگ کا ف تفسیر احمدی مین ہی کہ
اگرچہ یہہ آیۃ سارے صحابہ کے فضائل مین نص ہی کسیکو تخصیص نہین پر مفسرون نے
خلفاء اربعہ کے خصوصیت کا اشارہ کیا ہی وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ سے حضرت ابوبکر صدیق اور
اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ سی حضرت عمر اور رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ سے عثمان ذوالنورین اور تَرٰهُمْ
رُكَّعًا سُجَّدًا سے حضرت علی مرتضی مراد ہین اور لِيَغِيْظَ بِهِمُ الْكُفَّارَ سے اشارہ ہی کہ
مُبغِض انکا کافر ہی صحابہ کے فضائل قرآن مین بیشمار آیتین ہین پر اسمین خلفاء اربعہ کا
ذکر ترتیب سے تہا اس لئے اس آیۃ کی تفسیر اختیار کی سورہ حج مین ہی اَلَّذِيْنَ اِنْ مَّكَّنّٰهُمْ
فِي الْاَرْضِ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ الاٰیۃ مفسرون نے کہا ہی کہ اس سے مراد خلفاء اربعہ
مین سورہ نور مین فرمایا وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ الاٰیۃ خلفاء اربعہ اسے
بھی مراد ہین سارے صحابہ قرآن اور حدیث مین ممدوح ہین سبکا ذکر بخیر چاہیئے اور جو ائمہ

اور اتقیا اور اولیا اور صلحا کو ثواب کی امید ہی اُسے زیادہ صحابہ کو ہی رضی اللہ عنہم اجمعین

فصل شیخین کی خلافت کا بیان ہی **قولہ تعالے** قُلْ لِلْمُخَلَّفِيْنَ مِنَ الْاَعْرَابِ سَتُدْعَوْنَ اِلٰى قَوْمٍ اُولِيْ بَاْسٍ شَدِيْدٍ تُقَاتِلُوْنَهُمْ اَوْ يُسْلِمُوْنَ فَاِنْ تُطِيْعُوْا يُؤْتِكُمُ اللّٰهُ اَجْرًا حَسَنًا وَاِنْ تَتَوَلَّوْا كَمَا تَوَلَّيْتُمْ مِّنْ قَبْلُ يُعَذِّبْكُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا۔ **ف** کہدے پیچھے رہگئے گنواروں کو تمکو بلاوینگے ایک لوگون پر بڑی سخت لڑوی تم اُنسے لڑوگے یا وہ مسلمان ہوینگے پھر اگر حکم مانوگے دیگا تمکو اللہ نیک بدلا اور اگر پلٹ جاؤگے جیسے پلٹ گئے پہلے مار دیگا تمکو ایک دکھہ کی مار **ف** مُخَلَّفِيْن سے مراد غفار اور مزینہ اور جہینہ اور اسلم وغیرہ ہین اور اولی بأس شدید سے مراد بنی حنفیہ ہین مسیلمہ کذاب کی قوم اور جو مرتد ہوئے حضرت کے بعد اس صورتمین دو باتون پر دلیل ہی ایک یہ کہ عرب کے مشرکون اور مرتدون سے جزیہ مقبول نہین ہی اُن پر اسلام ہی یا سیف بخلاف اہل کتاب کے اور عجم والے مشرک کہ اُنسے جزیہ مقبول ہی دوسری حضرت ابوبکر صدیق رضی کی خلافت کیونکہ سوائے اُنکے اسوقت مین اور داعی نتہا اور بعضون نے کہا ہی کہ اولی بأس شدید سے مراد فارس اور روم ہین اس صورتمین فقط حضرت عمر رضی کی خلافت پر دلالت ہی کیونکہ اسوقتمین فقط داعی وہی تہے **فصل** یہ بیان اُسکا ہی کہ بہتر فرقون مین سے ایک جنتی اور باقی دوزخی **قولہ تعالے** وَاَنَّ هٰذَا صِرَاطِيْ مُسْتَقِيْمًا فَاتَّبِعُوْهُ وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَنْ سَبِيْلِهٖ ذٰلِكُمْ وَصّٰكُمْ بِهٖ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ۔ **ف** اور کہا یہ راہ ہی میری سیدہی سو اسپر چلو اور مت چلو کئی راہین پھر تمکو ہٹا دینگے اسکی راہ سے یہ کہہ دیا ہی تمکو شاید تم بچتے رہو **ف** اگرچہ ظاہر آیتہ سے فرق معروفہ کے اثبات پر کوئی دلیل نہین ہی پر مدارک مین ہی کہ حضرت نے ایک خط سیدہا کہینچا اور فرمایا یہ راہ سیدہی ہی اس پر چلو پھر اس خط کے ہر طرف چھہ خط کج کہینچے اور فرمایا اور راہین ہین ہر راہ مین شیطان طرف اپنے کہینچتا ہی

اس سبب سے کچھ اور یہ آیت پڑھی پھر جہنہ را ہوئین بارہ بارہ راہین ہوبین تو بہتر فرقے ہوگئے اور حدیث
مین ہی کہ میری اُمت بہتر گروہ ہوگی اُنہین سے ایک نجات پاویگا اور سب ہلاک ہونگے
اگرچہ ہر کوئی آپ کو ناجی جانتا ہی پر تحقیق وہ ہی کہ جو صحابہ اور تابعین اور سلف صالحین
کے پیرو ہون ابن عباس سے ہی کہ جسمین دس خصلتین ہون وہ ناجی ہی تفضیل الشیخین و
توقیر الختنین و تعظیم القبلتین والصلوٰۃ علی الجنازتین والصلوٰۃ خلف الامامین و ترک الخروج
علی الامامین والمسح علی الخفین والقول بالتقدیرین والامساک عن الشہادتین واداء
الفریضتین یعنی ابو بکرؓ اور عمرؓ کو افضل جاننا اور عثمانؓ اور علیؓ کی توقیر کرنی بیت المقدس اور
کعبہ کی تعظیم کرنی فاسق اور صالح کے جنازہ پر نماز پڑھنی فاسق اور صالح کے پیچھے نماز پڑھنی
بادشاہ جابر یا عادل سے خروج نکرنا دو موزہ پر سفر اور حضر مین مسح کرنا خیر اور شر کو تقدیر
اللہ سے جاننا کسیکو جنتی اور دوزخی بعینہ نکہنا پر جنکو بشارت جنت کی ہی جیسے عشرہ مبشرہ
اور حضرت سبطین اور غیر انکے بلکہ یون کہنا چاہیے کہ سب مسلمان بہشت پاوینگے اور سب
کافر دوزخ مین جاوینگے اور نماز فریضہ اور زکوٰۃ کو ادا کرنا یہ خلاصہ ہی تفسیر احمدیکا اور
سب مذہبونکی تفصیل اکثر رسالونمین موجود ہی طول کے لیے یہان مذکور نکیا **فصل** میثاق
کے حقیقت کا بیان ہی **قوله تعالے** وَإِذْ أَخَذَ رَبُّكَ مِنْ بَنِي آدَمَ مِنْ ظُهُورِهِمْ
ذُرِّيَّتَهُمْ وَأَشْهَدَهُمْ عَلَىٰ أَنْفُسِهِمْ أَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ قَالُوا بَلَىٰ شَهِدْنَا أَنْ
تَقُولُوا يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِنَّا كُنَّا عَنْ هَٰذَا غَافِلِينَ أَوْ تَقُولُوا إِنَّمَا أَشْرَكَ
آبَاؤُنَا مِنْ قَبْلُ وَكُنَّا ذُرِّيَّةً مِنْ بَعْدِهِمْ أَفَتُهْلِكُنَا بِمَا فَعَلَ الْمُبْطِلُونَ
جو وقت نکالے تیرے رب نے آدم کے بیٹونسے پیٹ مین سے انکی اولاد اور
اقرار کروایا اُنسے انکی جان پر کیا مین نہین ہون رب تمہارا بولے ہم البتہ قائل مین کبھی کہو
قیامت کے دن ہمکو اسکی خبر نتھی یا کہو کہ شرک تو نکالا ہمارے باپ دادون نے پہلے اور ہم
ہوئے اولاد انکی پیچھے تو ہمکو کیون ہلاک کرتا ہی ایک کام پر کہ کیا خطا والون نے

حقیقت میثاق کا بیان

ف تفسیر احمدی مین ہی کہ ابن عباس نے کہا ہی کہ اللہ نے آدم کے پیٹ سے اسکی اولاد کو
ظاہر کرکے دکھلایا چیونٹی کی شکل مین اور انکو عقل دی اور فرمایا یہ تیری اولاد مین
اسنے عہد لیتا ہون اپنی عبادتکا اور یہ جنّت کے جانے سے پہلے ہوا ہی مکّے اور طائف
کے بیچ مین آور بعضون نے کہا ہی کہ جنّت سے اترنے کے بعد آور بعضون نے کہا کہ
جنت مین خلاصہ یہ ہی کہ سب سے میثاق لیا اور سبھون نے جواب دیا جو دنیا مین
اُسکا ایمان لایا اپنے اقرار مین ثابت رہا اسکو ثواب ملیگا ایفائے عہد سے اور جو کافر
ہوا دنیا مین اسنے خلاف کیا اسپر عذاب ہوگا آور بعضون نے کہا کہ جب اللہ نے
الستُ بربکم فرمایا چار صفین اٹھین پہلی صف نے زبان اور دل سے اقرار کیا وُہ
وُہ لوگ تھے کہ جنکی ولادت اور موت دونو سعادت پر ہوئی جیسے حضرت علیؓ اور فاطمہؓ دوسری
صف نے فقط دل سے اقرار کیا وُہ وُہ لوگ تھے جنکی فقط موت سعادت پر ہوئی جیسے
حضرت ابوبکرؓ اور عمرؓ اور عثمانؓ تیسری صف نے فقط زبان سے اقرار کیا وُہ وُہ لوگ تھے
کہ جو پیدائش مین سعید ہوئے اور مرے پر شقی ہوئے جیسے ابلیس اور بلعم باعور چوتھی صف نے
کچھ اقرار نہین کیا وُہ وُہ لوگ تھے کہ جنکی پیدائش اور مرگ دونو شقاوت پر ہوئی جیسے
فرعون اور ابوجہل **فصل** اللہ سے نڈر رہنے کا بیان ہی **قولہ تعالی** اَفَاَمِنُوا
مَکْرَ اللّٰہِ فَلَا یَاْمَنُ مَکْرَ اللّٰہِ اِلَّا الْقَوْمُ الْخَاسِرُوْنَ **ت** کیا نڈر ہوئے اللہ
کے داؤ سے سو نڈر نہین اللہ کے داؤ سے مگر جو لوگ خراب ہونگے **ف** اکلیل مین ہی کہ
اس آیت سے معلوم ہوا کہ اللہ کے مکر سے نڈر رہنا گناہ کبیرہ ہی تفسیر احمدی مین ہی کہ مراد
اللہ کے مکر سے اس جگہہ عذاب کرنا خدا کا اور ہلاک کرنا اسکا غفلت مین ہی اور جسطرح
اللہ کے مکر سے نڈر رہنا کفر ہی اسیطرح اللہ کے رحمت سے ناامید ہونا کفر ہی **فصل**
شریعت کے استہزا کرنے والیکا بیان ہی **قولہ تعالی** وَلَئِنْ سَاَلْتَھُمْ لَیَقُوْلُنَّ
اِنَّمَا کُنَّا نَخُوْضُ وَنَلْعَبُ قُلْ اَبِاللّٰہِ وَاٰیٰتِہٖ وَرَسُوْلِہٖ کُنْتُمْ تَسْتَھْزِءُوْنَ

لَا تَعْتَذِرُوْا قَدْ كَفَرْتُمْ بَعْدَ اِيْمَانِكُمْ اِنْ نَّعْفُ عَنْ طَآئِفَةٍ مِّنْكُمْ نُعَذِّبْ
طَآئِفَةً بِاَنَّهُمْ كَانُوْا مُجْرِمِيْنَ ٥ ف اور جو تو اُنسے پوچھے تو کہین ہم تو بول چال
کرتے تھے اور کھیل تو کہہ کیا اللہ سے اور اسکے کلام سے اور رسول سے ٹھٹھے کرتے
تھے بہانہ مت بناؤ کافر ہو گئے ایمان لاکر اگر ہم معاف کرینگے تم مین بعضونکو البتہ مار بھی
دینگے بعضونکو اسپر کہ وہ گنہگار تھے ف تفسیر احمدی مین ہی کہ کچھہ منافق حضرت کے سامنے
غزوہ تبوک مین آئے اور کہنے لگے دیکھو اس مرد کو چاہتا ہی کہ فتح کرے شام کے قلعے
کیا عقل سے بعید ہی پھر انکو خبر دی اللہ نے اس بات کی پھر بلایا آپ نے انکو اور فرمایا
کہ کیون تم نے ایسا ایسا کہا پھر اُنھون نے انکار کیا اور قسم کھائی کہ ہم نے تمھارے
حقمین اور تمھارے اصحاب کے حقمین کچھ نہین کہا بلکہ ہم سفر مین سوچتے تھے پھر آیۃ
اُتری **فصل** تکلیف مالایطاق کا بیان ہی **قولہ تعالے** لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا
اِلَّا وُسْعَهَا لَهَا مَا كَسَبَتْ وَعَلَيْهَا مَا اكْتَسَبَتْ رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَا اِنْ نَّسِيْنَا
اَوْ اَخْطَاْنَا ف اللہ تکلیف نہین دیتا کسی شخص کو مگر جو اسکی گنجائش ہو اُسیکو ملتا ہی
جو کمایا اور اسی پر پڑتا ہی جو کیا اے رب ہمارے نہ پکڑ اگر ہم بھولین یا چوکین ف
اکلیل مین ہی کہ اس آیۃ سے معلوم ہوا کہ جو تکلیف آدمی کے گنجائش مین نہین ہی منع ہی
جیسے اجتماع ضدین کی تکلیف دینی یا جسم کے پیدا کرنے کی یا آدمی کے اوڑنے کی یا بیمار کو
نماز مین کھڑے ہونے کی یا جب پانی نہو تکلیف وضو کی دینی اور تفسیر احمدی مین ہی کہ یہی
ہی مذہب اہل سنت کا اور مدارک مین ہی کہ لا تواخذنا سے بوجھا جاتا ہی کہ نسیان
اور خطا سے مواخذہ جائز ہی اور نہین تو سوال ساتھہ عدم مواخذہ کے جائز نہوتا **فصل**
علم کے چھپانے کا بیان ہی **قولہ تعالے** وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا
الْكِتٰبَ لَتُبَيِّنُنَّهٗ لِلنَّاسِ وَلَا تَكْتُمُوْنَهٗ فَنَبَذُوْهُ وَرَآءَ ظُهُوْرِهِمْ وَاشْتَرَوْا
بِهٖ ثَمَنًا قَلِيْلًا فَبِئْسَ مَا يَشْتَرُوْنَ ف اور جب اللہ نے اقرار لیا کتاب والون سے

کہ اسکو بیان کروگے لوگون پاس اور نہ چھپاؤگے پھر پھینک دیا وہ قرار اپنے پیٹھ کے
پیچھے اور خرید کیا اُسکے بدلے مول تھوڑا سو کیا بری خرید کرتے ہین ف مدارک مین ہی
کہ اس سے معلوم ہوا کہ عالمون پر علم کا شائع کرنا واجب ہی کسی غرض فاسد کے لیے
اور نفع کے لیے یا بخل سے یا اذیت کے دفع کے لیے اسکا چھپانا نچاہیے اور تفسیر
احمدی مین ہی کہ اس سے معلوم ہوا کہ عالمون پر اور عامی پر عمل اسکے موافق واجب ہی
اور یہہ نکلا کہ خبر واحد عمل مین حجت ہی **فصل** امر کے واجب ہونیکا بیان ہی **قولہ تعالی**
لَا تَجْعَلُوا دُعَاءَ الرَّسُولِ بَيْنَكُمْ كَدُعَاءِ بَعْضِكُمْ بَعْضًا قَدْ يَعْلَمُ اللَّهُ الَّذِينَ
يَتَسَلَّلُونَ مِنْكُمْ لِوَاذًا فَلْيَحْذَرِ الَّذِينَ يُخَالِفُونَ عَنْ أَمْرِهِ أَنْ تُصِيبَهُمْ
فِتْنَةٌ أَوْ يُصِيبَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ **ت** مت ٹھہراؤ بلانا رسول کا اپنے اندر
برابر اُسکے جو بلاتا ہی تم مین ایک کو ایک اللہ جانتا ہی ان لوگونکو تم مین جو سٹک جاتے
ہین آنکھہ بچا کر سو ڈرتے رہین جو لوگ خلاف کرتے ہین اُسکے حکم کا کہ پڑے اُنپر کچھہ خرابی یا
پہنچے انکو کچھہ دکھہ کی مار **ف** تفسیر احمدی مین ہی کہ بعضے عالمون نے اس سے استدلال
کیا ہی کہ امر مطلق وجوب کا مقتضی ہی اور سورہ احزاب مین بھی ایک آیہ ہی کہ امر
کے وجوب پر دلالت کرتی ہی اکلیل مین ہی کہ اس سے حضرت کو نام سے پکارنا
حرام بوجھا گیا چاہیے کہنا یا رسول اللہ یا نبی اللہ یہہ حکم استمراری ہی **فصل** وحی کے
تفصیل کا بیان ہی **قولہ تعالی** وَمَا كَانَ لِبَشَرٍ أَنْ يُكَلِّمَهُ اللَّهُ إِلَّا وَحْيًا أَوْ مِنْ
وَرَاءِ حِجَابٍ أَوْ يُرْسِلَ رَسُولًا فَيُوحِيَ بِإِذْنِهِ مَا يَشَاءُ إِنَّهُ عَلِيٌّ حَكِيمٌ
ت اور کسی آدمی کی حد نہین کہ اُسسے باتین کرے اللہ مگر اشارہ سے یا پردہ کے پیچھے
سے یا بھیجے کوئی پیغام لانے والا پھر پہنچاوے اُسکے حکم سے جو چاہے وہ سب سے
اوپر ہی حکمتون والا **ف** مروی ہی کہ یہود حضرت سے کہتے تھے کہ تم کیون نہین
اللہ سے بلا واسطہ کلام کرتے مثل حضرت موسی کے اگر ہو تم نبی سچے تب یہ آیہ آئی اور

اور امام زاہد نے کہا ہی کہ یہود کہتے تھے کہ اللہ ہم سے کیون نہین کہہ دیتا کہ محمد اللہ کا
رسول ہی تب حکم آیا کہ خدا ہر آدمی سے باتین نہین کرتا مگر اپنے بندون خاص سے
تین وجہون مذکور سے اول وحی کہ مراد اسسے چپکی بات ہی کہ جلد سمجھہ مین آوے روبرو
ہو جیسے حضرت کے لئے شب معراج مین یا پردہ کے پیچھے جیسے حضرت موسی کو لیکن
یہان مراد پہلی معنی ہین یا مراد وحی سے الہام جیسے حضرت ابراہیم کو تھا دوسرے
پردہ کے پیچھے اور اُسسے آواز غیب مراد ہے جیسے ہمارے پیغمبر کے لئے شب معراج مین
تھا کہ آپکے اور اللہ کے درمیان پردے تھے سوئے اور موسی کے اُنمین مسافت
ستر برس کی تھی اور پیغام پہنچنے سے جبرئیل کا پیغام لانا مراد ہی فخر الاسلام کے
کلام مین مذکور ہی کہ وحی دو ہوتی ہین ظاہر اور باطن ظاہر وہ کہ فرشتے کی زبان
سے یا اُسکے اشارہ سے یا الہام سے ثابت ہو باطن وہ جو اجتہاد سے پاوے
خواب اور ہاتف اور مشافہہ کا بیان نکیا اس لئے کہ خواب الہام مین داخل ہی
اور ہاتف اور مشافہہ اس وار دنیا مین نہین ہوتا یہہ خلاصہ ہی تفسیر احمدیکا فصل
جن کے ایمان کی نفع کا بیان ہی قولہ تعالے وَاِذْ صَرَفْنَا اِلَيْكَ نَفَرًا
مِّنَ الْجِنِّ يَسْتَمِعُوْنَ الْقُرْاٰنَ فَلَمَّا حَضَرُوْهُ قَالُوْٓا اَنْصِتُوْا فَلَمَّا قُضِيَ
وَلَّوْا اِلٰى قَوْمِهِمْ مُّنْذِرِيْنَ قَالُوْا يٰقَوْمَنَآ اِنَّا سَمِعْنَا كِتٰبًا اُنْزِلَ
مِنْۢ بَعْدِ مُوْسٰى مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ يَهْدِيْٓ اِلَى الْحَقِّ وَاِلٰى
صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ يٰقَوْمَنَآ اَجِيْبُوْا دَاعِيَ اللّٰهِ وَاٰمِنُوْا بِهٖ يَغْفِرْ لَكُمْ
مِّنْ ذُنُوْبِكُمْ وَيُجِرْكُمْ مِّنْ عَذَابٍ اَلِيْمٍ ف اور جب متوجہ کر دئیے ہم نے
تیری طرف کتنے لوگ جنون مین سے سننے لگے قرآن پھر جب وہان پہنچے بولے چپ
رہو پھر جب تمام ہوا اُلٹے گئے اپنی قوم کو ڈر سناتے بولے اے قوم ہماری
ہم نے سنی ایک کتاب جو اُتری ہی موسیٰ کے بعد سچا کرتی سب اگلونکو سمجھاتی سچا

جنون کے ایمان [illegible]

اور ایک راہ سیدھی اے قوم ہماری مانو اللہ کے بلانے والے کو اور اسپر یقین لاؤ
کہ بخشے تمکو کچھ تمہارے گناہ اور بچاوے تمکو ایک دکھ کے مار سے **ف** موضح
القرآن میں ہے کہ حضرت نکلے تھے حج کے دنوں میں شہر مکہ سے باہر نماز صبح پڑھنے لگے اپنے
یاروں کے ساتھ اسوقت کتنے جن سن گئے اور مسلمان ہو گئے اور اپنے قوم کو جا کر
سمجھایا اس بار حضرت صلعم نہیں ملے پھر بہت لوگ مسلمان ہو کر ایک رات مکہ سے باہر آئے
حضرت اکیلے باہر گئے سب نے قرآن سیکھا اور دین قبول کیا سورہ جن میں انکی
باتیں مفصل ہیں تفسیر احمدی میں ہے کہ جن بھی کافر ہیں اور مومن کافر ونکو نار کا عذاب
بالاتفاق ہے مومن میں اختلاف ہے مالک اور ابن ابی لیلی اور ابو یوسف اور محمد
کہتے ہیں جیسے مسلمان آدمیونکو جنتمیں ثواب ملیگا دیسے ہی جن مسلم کو بھی قاضی اور
صاحب کشاف نے بھی اختیار کیا ہے اور ضحاک کہتے ہیں کہ جن جنت میں جائینگے
اور کھائینگے اور پئینگے یہی ہے مختار اکثر مشایخ کا اور بعضوں نے کہا ہے کہ جسطرح
آدمی نعمت کی لذت پائینگے وہ ذکر اور تسبیح سے لذت پائینگے اور بعضوں نے کہا ہے
کہ جنت میں نجائینگے اسکے گرد گھومینگے اور امام اعظم فرماتے ہیں کہ ثواب انکو نہوگا؛
ایمان انکو فقط آگ سے بچا لیگا اکلیل میں ہے کہ ولوا الی قومہم منذرین سے نکلتا ہے کہ
جن میں سے کوئی رسول نہیں ہوا رسول کا ہونا انس میں مخصوص ہے انمیں ڈرانے والے
البتہ ہوتے ہیں **فصل** قیامت کے علامتونکا بیان ہے **قولہ تعالے** هَلْ
يَنْظُرُوْنَ اِلَّآ اَنْ تَاْتِيَهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ اَوْ يَاْتِيَ رَبُّكَ اَوْ يَاْتِيَ بَعْضُ اٰيٰتِ
رَبِّكَ يَوْمَ يَاْتِيْ بَعْضُ اٰيٰتِ رَبِّكَ لَا يَنْفَعُ نَفْسًا اِيْمَانُهَا لَمْ تَكُنْ
اٰمَنَتْ مِنْ قَبْلُ اَوْ كَسَبَتْ فِيْٓ اِيْمَانِهَا خَيْرًا ؕ **ف** کاہیکی راہ دیکھتے ہیں
لوگ مگر یہی کہ ان پر آویں فرشتے یا آوے تیرا رب یا آوے کوئی نشان تیرے
رب کا جس دن آوے گا ایک نشان تیرے ربکا کام نہ آویگا ایمان لانا کسیکو

جو پہلے سے ایمان نہ لایا تھا یا اپنے ایمان مین کچھ نیکی نتھی ف اس آیۃ مین بعض آیات ربک
دو مرتبہ ہی اوّل سے قیامت کے علامتین عموماً مراد ہین دوسری سے آفتاب کا مغرب سے
طلوع ہونا خصوصاً مراد ہی اور قیامت کے علامتین دو قسم ہین صغرے اور کبری صغری تو
بہت ہین اور کبری دس ہین پانچ قرآن سے ثابت ہین دھواں دابۃ الارض کا نکلنا اور
عیسٰی کا آسمانونسے اترنا اور یاجوج و ماجوج کا نکلنا اور آفتاب کا طلوع ہونا مغرب سے
اور پانچ حدیث سے ثابت ہین دھنسنا لوگونکا مشرق مین اور مغرب مین اور جزیرۂ عرب مین
اور دجال کا ظاہر ہونا اور آگ نکلنی عدن سے اس آیۃ مین طلوع ہونیکا آفتاب کے مغرب
سے بیان ہی اور باقی حال اور آیتونکے تفسیر سے معلوم ہوگا اور جب آفتاب مغرب سے
نکلے گا توبہ کا دروازہ بند ہوگا پھر جو کافر اپنے کفر سے یا مؤمن فاسق اپنے فسق سے توبہ
کریگا قبول نہین اور صغری علامتونکا بیان مولوی رفیع الدین صاحب نے رسالۂ قیامت
مین لکھا ہی حضرت علی کے روایت سے کہ ملک کا محصول لیا جانا اور زکوٰۃ دینے کو
مثل تاوان کے سمجھنا اور امانت کو مثل غنیمت کے حلال سمجھنا اور مرد کو عورت کی اطاعت
کرنی اور ماکی نافرمانی کرنی اور باپ کو دور رکھنا اور دنیا کے لئے دین کا علم سیکھنا اور
بداصلون اور کم خلقونکا سردار ہونا اور بے لیاقتونکو کام ہونا ایذا کے ڈر سے تعظیم کرنی
رواج اور کثرت شراب خواری کی اور ناچنے والون اور راگ اور بازی اور بہت ہونا
زناکا اور مسجد و مین لعب کرنا اور سلام کے بجائے دشنام سے بازی کرنی اور لونڈیون سے
بہت اولاد ہونی اور فودولتونکو سرداری ہونی اور مردونکو مردونسے شہوت رانی کرنی
اور عورتونکو عورتون سے اور مسلمانون پر کافرونکا ہجوم ہونا ہر طرف سے اور بہت ہونا
جھوٹھ کا اور دلون سے امانت اٹھہ جانی اور فاسقونکا علم سیکھنا اور حیا کا دور ہونا
اور ظلم بہت ہونا یہان تک کہ امن باقی نرہے اور مذہبون باطلہ کا شایع ہونا جھوٹھہ باتون
اور بدعتونکا رواج ہونی **قولہ تعالے قَالَ هٰذَا رَحْمَةٌ مِّن رَّبِّي فَإِذَا جَاءَ وَعْدُ**

وَرَبِّیْ جَعَلَهٗ دَکَّآءَ وَکَانَ وَعْدُ رَبِّیْ حَقًّا ف بولا ایک مہربانی میرے ربکی پھر
جب آوے وعدہ میرے ربکا گرا دے اسکو ڈھاکر اور ہی وعدہ میرے ربکا سچا ف
تفسیر احمدی مین ہی کہ یہ آیۃ ذوالقرنین اور یاجوج ماجوج کے قصہ مین ہی یعنے جب قیامت
آویگی یہ سد کہ ذوالقرنین نے بنائی ہی گر جائیگی اور یاجوج ماجوج نکلینگے اور موضح
القرآن مین ہی کہ حضرتؐ کے وقت مین روپے برابر سوراخ اسمین پڑگیا اور حضرت عیسیٰؑ
کے وقت مین انکے نکلنے کا وعدہ ہی دنیا کو لڑائی سے عاجز کرینگے آسمان پر تیر
چلاوینگے وہ لوہو مین بھرے آوینگے آخر حضرت عیسیٰؑ کے بددعا سے یکبار سارے مرینگے
قولہ تعالیٰ وَاِذَا وَقَعَ الْقَوْلُ عَلَیْهِمْ اَخْرَجْنَا لَهُمْ دَآبَّةً مِّنَ الْاَرْضِ تُکَلِّمُهُمْ
اَنَّ النَّاسَ کَانُوْا بِاٰیٰتِنَا لَا یُوْقِنُوْنَ ف اور جب پڑچکے گی انپر بات نکالینگے ہم انکے
آگے ایک جانور زمین سے انسے باتین کریگا اسواسطے کہ لوگ ہماری نشانیان یقین
نکرتے تھے ف موضح القرآن مین ہی کہ قیامت سے پہلے صفا پہاڑ مکہ کا پھٹیگا اسمین
سے ایک جانور نکلیگا لوگونسے باتین کریگا کہ اب قیامت نزدیک ہی اور سچے ایمان والونکو
اور چھپے منکرونکو جدا جدا کردیگا نشان دیکر تفسیر احمدی مین ہی کہ ساٹھہ گز کا اسکا طول ہوگا
کوئی بھاگنے والا اس سے نہ بچیگا اور دوڑنے والا اسکو نپائیگا اسکے چار پاؤن ہونگے
اور پر اور روئین اور دو بازو منہہ آدمی کا سر گاے کا آنکھہ سور کی کان ہاتھی کے سینگ
بارہ کے گردن شترمرغ کی سینہ شیر کا رنگ چیتے کا کوکھین بلی کی دم مینڈھے کی اور نکلیگا پتھر
سے جیسے اونٹنی صالح علیہ السلام کی آفتاب کی طرح سیر کریگا اور پورا نکلیگا تین دن کے
بعد اور مشہور یہ ہی کہ پہلے ہی پورا نکلیگا اور ہوگا اسکے پاس موسیٰ کا عصا اور انگوٹھی
سلیمان کی مسلمانونکی مہر کیو عصا سے ملیگا کہ روشن ہونگے انگوٹھی کافرونکے منہہ مین ملیگا
منہہ انکے سیاہ ہونگے کسکو نام لیکر نپکاریگا سفیدرو کو کہیگا اے اہل جنت اور سیاہ رو کو کہیگا
اے اہل نار قولہ تعالیٰ وَاِنَّهٗ لَعِلْمٌ لِّلسَّاعَةِ فَلَا تَمْتَرُنَّ بِهَا وَاتَّبِعُوْنِ هٰذَا

صِرَاطٌ مُّسْتَقِيْمٌ ف اور وہ نشانہ ہی ساعتکا سو اسمین دہوکا نکرو اور میرا کہا مانو
یہہ ہی ایک سیدھی راہ ف اس آیۃ سے حضرت عیسیٰ کا اُترنا آسمان سے قیامت کے قریب
معلوم ہوا ایسے ہی ہی اکلیل اور تفسیر احمدیہ مین اور بیضاوی مین ہی کہ حضرت عیسیٰ ارض
مقدس کے ایک ٹیلہ پر کہ اسکو افیق کہتے ہین اُترینگے آپ کے ہاتھہ مین ایک حربہ
ہوگا اُس سے قتل کرینگے دجال کو پھر بیت المقدس مین آوین گے لوگ صبح کی نماز پڑھتے
ہونگے امام مہدی پیچھے ہٹ جاینگے حضرت عیسیٰ انکو آگے کرینگے اور اُنکے پیچھے نماز
پڑہین گے اور شریعت حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم پر چلین گے پھر سورونکو مار ڈالین
گے اور نصاری کے چلیپا کو توڑین گے اور گرجا گھرونکو گراوین گے اور قتل کرینگے نصاری
کو مگر جو اُنمین سے ایمان لاویگا وہ بچے گا پھر تفسیر احمدی مین ہی کہ حضرت عیسیٰ اُترنیکے
بعد شادی کرینگے ایک لڑکا بھی ہوگا چالیس برس رہینگے پھر وفات پاوینگے حضرت
محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کے مقبرہ مین دفن ہونگے قیامت کو ہمارے حضرت اور
عیسیٰ اور ابوبکر اور عمر ساتھی اٹھین گے قولہ تعالیٰ فَارْتَقِبْ يَوْمَ تَأْتِي السَّمَاءُ
بِدُخَانٍ مُّبِيْنٍ يَغْشَى النَّاسَ هٰذَا عَذَابٌ اَلِيْمٌ رَبَّنَا اكْشِفْ عَنَّا الْعَذَابَ
اِنَّا مُؤْمِنُوْنَ ت سو تو راہ دیکھہ جسدن کہ لاوے آسمان دھوان صریح جو گھیرلے لوگونکو
یہہ ہی دکھہ کی مار اے رب کھول دے ہمسے یہ آفت ہم یقین لاتے ہین ف
اکلیل مین ہی کہ دھوان بھی قیامت کے علامتون سے ہی اور تفسیر احمدیہ مین ہی کہ حضرت
نے فرمایا دھوان بھر لیگا مشرق اور مغرب کے مابین کو چالیس دن رہیگا مسلمانون کو
زکام سا ہوگا اور کافرونکو نشہ سا چڑھیگا اور انکے نتھنون سے اور کانون سے اور پاخانہ
کے جگہہ سے نکلیگا

کتاب الطہارۃ

وضو کا بیان ہی قولہ تعالیٰ يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اِذَا قُمْتُمْ اِلَى الصَّلٰوةِ

فَاغۡسِلُوا وُجُوۡهَكُمۡ وَاَيۡدِيَكُمۡ اِلَى الۡمَرَافِقِ وَامۡسَحُوۡا بِرُءُوۡسِكُمۡ وَاَرۡجُلَكُمۡ
اِلَى الۡكَعۡبَيۡنِ ف ت اے ایمان والو جب تم اٹھو نماز کو تو دھولو اپنے منھہ اور ہاتھہ کہنیون
تک اور مل لو اپنے سر کو اور پاؤن ٹخنون تک ف اکلیل مین ہی کہ زید بن سلم نے
اذا قمتم کے تفسیر مین کہا ہی اذا قمتم من النوم اس صورت مین لفظ قیام سے اشارہ ہی کہ
جو کوئی بیٹھے ہوئے سو جاوے وضو نہ ٹوٹے اور وامسحوا برؤسکم سے حنفیہ نے دلیل پکڑی
ہی چوتھائی سر کی مسح پر کیونکہ با ممسوح پر داخل ہی نہ آلہ پر امام مالک کہتے ہین کہ با زائدہ
ہی مراد استیعاب ہی اور امام شافعی کہتے ہین کہ با الصاق کے لئے ہی ایک
یا دو بال کا مسح کفایت کرتا ہی اور ارجلکم مین دو قراءت ہین نصب اور جر پہلی صورت
سے یہ مراد ہی کہ جب پاؤن مین موزے نہون تب دھووے اور دوسری صورت
سے یہ مراد ہی کہ جو پاؤن مین موزے پہنے ہو تو مسح کرے کیونکہ دو قراءت بمنزلہ دو حکم
کے ہین اور بعضون نے اس سے دلیل پکڑی ترتیب کے وجوب پر اور یہ آیۃ دلیل ہی کہ
وضو شرط ہی نماز کے صحت کے لئے بدون ارادے نماز کے واجب نہین ہوتا اور رد
ہی اسپر جو مضمضہ اور تسمیہ اور استنشاق کو واجب جانتا ہی اس حدیث سے توضأ
کما امرہ اللہ تعالی کیونکہ قرآن مین سوائے چار عضو کے اور مذکور نہین ہی اور رد ہی
اسپر جو آنکھہ کی باطن کا غسل واجب کہتا ہی کیونکہ آنکھہ وجہ مین سے نہین ہی اور
بعضون نے دلیل پکڑی ہی لفظ الی سے کہ کہنیان اور ٹخنے غسل مین داخل نہین ہین کیونکہ
غایۃ خارج ہوتی ہی مغیا سے اور جو اسکے دخول کے قائل ہین وہ الی کو بمعنے مع کہتے ہین
اور آیۃ سے معلوم ہوا کہ عمامہ پر اور خمار پر اور ان بالون پر جو سر سے بڑھ گئے مسح جائز
نہین کیونکہ وہ سر مین داخل نہین ہین اور سر کا دھونا بھی نہین جائز ہی اور تین بار
دھونا عضو کا واجب نہین ہی کیونکہ امر تکرار پر دلالت نہین کرتا اگر مامور نے مامور بہ
کو ایکبار کیا ذمہ سے بری ہوا **فصل** وضو کے ٹوٹنے کا بیان ہی **قولہ تعالی**

أَوْ جَاءَ أَحَدٌ مِّنكُم مِّنَ الْغَائِطِ ف یا آیا ہی کوئی شخص تم مین سے جا ضرورسے
ف اکلیل مین ہی کہ اس سے معلوم ہوا کہ جو آگے اور پیچھے سے نکلے اوس سے وضو جاتا
رہتا ہی فصل مسجد ضرار کے ذکر سے وضو جانیکا بیان ہی قولہ تعالے وَالَّذِينَ اتَّخَذُوا
مَسْجِدًا ضِرَارًا وَكُفْرًا وَتَفْرِيقًا بَيْنَ الْمُؤْمِنِينَ وَإِرْصَادًا لِّمَنْ حَارَبَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ
مِن قَبْلُ وَلَيَحْلِفُنَّ إِنْ أَرَدْنَا إِلَّا الْحُسْنَىٰ وَاللَّهُ يَشْهَدُ إِنَّهُمْ لَكَاذِبُونَ
لَا تَقُمْ فِيهِ أَبَدًا لَّمَسْجِدٌ أُسِّسَ عَلَى التَّقْوَىٰ مِنْ أَوَّلِ يَوْمٍ أَحَقُّ أَن تَقُومَ فِيهِ فِيهِ
رِجَالٌ يُحِبُّونَ أَن يَتَطَهَّرُوا وَاللَّهُ يُحِبُّ الْمُطَّهِّرِينَ ف اور جنھون نے بنائی ہی
ایک مسجد ضد پر اور کفر پر اور پھوٹ ڈالنے کو مسلمانون مین اور ٹھکانا اس شخص کے جو لڑ
رہا ہی اللہ سے اور رسول سے آگے کا اور اب قسمین کھا دینگے کہ بھلائی چاہتے تھے
اور اللہ گواہ ہی کہ وہ جھوٹے ہین تو نہ کھڑا ہو اسمین کبھی جس مسجد کی بنیا دھری پرہیزگاری
پر پہلے دن سے وہ لائق ہی کہ تو کھڑا ہو اسمین اسمین وہ مرد ہین جنکو خوشی ہی پاک رہنے
کی اور اللہ چاہتا ہی ستھرائی والونکو ف موضح القرآن مین ہی کہ حضرت مکہ سے ہجرت
کر آئے تو مدینہ سے باہر اُترے ایک محلہ تھا بنی عمرو بن عوف کا بعد چند روز کے شہر
مین جا گہ پکڑی اور مسجد نبوی تعمیر کی اُس محلے مین جہان نماز پڑھتے تھے وہان کے لوگون
نے مسجد تیار کی اور جماعت قائم رہی مسجد قبا کر مشہور ہوئی حضرت اکثر ہفتے کے روز وہان
جاتے اور نماز پڑھتے اس محلے مین بعضے منافقون نے چاہا کہ اور مسجد بنا وین پہلون
کے ضد پر اور اپنی جماعت جدا ٹھہراوین اور ایک راہب ابو عامر کہ اسلام کے ضد سے نکل
گیا تھا اُسکو نفاق سے بلاکر وہان سردار و امام کرین حضرت سے چاہا کہ ایک بار اوّل آپ
وہان نماز پڑھین تو ہم جماعت قائم کرین حضرت کو انکی دغا معلوم نتھی وعدہ کیا کہ جنگ تبوک
سے ہم پھرینگے تو اوّل وہان نماز پڑھکر شہر مین داخل ہونگے حق تعالی نے پہلے
خبردار کر دیا اور مسجد قبا کے لوگون کی تعریف کی اور مدارک مین ہی کہ جب اللہ تعالی نے

حضرت کو اس حال سے مطلع کیا وحشی قاتل حمزہؓ و معد بن عدی وغیرہ کو بھیجا انھون نے
اس مسجد ضرار کو گرا کر جلا دیا اور مردار اور کوڑا بھر دیا اُس سے لوگون نے مستنبط کیا ہی کہ
جو مسجد کے بنا مین ریا اور سمعہ اور کوئی غرض اللہ کے سوا ہو یا مال بخیر طیب سے ہو وہ
مسجد ضرار مین داخل ہی اس آیۃ سے کئی مسئلہ معلوم ہوئے ایک یہ کہ جو مسجد ریا اور
سمعہ سے بنی اُسمین نماز نچاہیئے دوسری یہ کہ پانی سے استنجا کرنا افضل ہی تیسرے یہ
کہ پہلے کلوخ سے استنجا کرنا چاہیئے پھر پانی سے کیونکہ مسجد قبا والے ایسے ہی کرتے تھے اس
لیئے ممدوح خدا کے ہوئے چوتھے یہ کہ اصولیون نے لکھا ہی کہ ذکر کے چھونے سے وضو
نہین ٹوٹتا کیونکہ اللہ نے مستنجی بالما کو طہارت سے وصف کیا اور استنجا کے حالت مین
مس ذکر ضرور ہی جو مس ذکر ناقض وضو ہوتا طہارت ساتھہ کیون موصوف ہوتے ایسا
ہی اکلیل اور تفسیر احمدی مین **فصل غسل کا بیان ہی** **قولہ تعالی وان کنتم جنبا**
فاطہروا اور اگر تمکو جنابت ہو تو خوب طرح پاک ہو **ف** جنابت کہتے ہین شہو
رانی کو وہ کئی طرح سے ہوتی ہی ایک یہ کہ منی شہوت سے کود کر انزال ہو بیداری مین دوسری
یہ کہ ایسے ہی ہو نیند مین اسے فقہا احتلام کہتے ہین یا حشفہ کو قبل مین یا دُبر مین داخل کیا
اس صورتین فاعل اور مفعول دونون پر غسل واجب ہی اگرچہ منی باہر نہو اس سے معلوم
ہوا کہ یہ سب صورتین موجب ہین غسل کے اور غسل مین تین فرض ہین مُنہہ مین پانی ڈالنا
اور ناک مین اور سارا بدن دھونا کیونکہ یہ صیغہ چاہتا ہی کہ طہارت کاملہ ہو پس واجب ہی
منہہ اور ناک مین پانی ڈالنا اور سارے بدن کا دھونا اور نہ آنکھہ کی اندر ایسی ہی
تفسیر احمدی مین **فصل پانی کے طہارت کا بیان ہی** **قولہ تعالی اذ یغشیکم النعاس**
امنۃ منہ وینزل علیکم من السماء ماء لیطہرکم بہ ویذہب عنکم
رجز الشیطن ولیربط علی قلوبکم ویثبت بہ الاقدام ف جو وقت ڈال
دے تم پر اونگھہ اپنی طرف سے تسکین کو اور اتارا تم پر آسمان سے پانی کہ اس سے تمکو

پاک کرے اور دور کرے تم سے شیطان کی نجاست اور محکم کر دے تمہارے دل پر اور
ثابت کرے تمہارے قدم ف موضح القرآن مین ہے کہ جب دو لشکر مقابل ہوئے رات
کو مسلمانونکو حاجت غسل ہو گئی اور پانی پینے کا بھی تھا اور زمین ریت تھی جہان پانون
نہ ٹھہرے صبح کو لڑائی درپیش ہوئی یہ چیزین دیکھکر مسلمان ڈرے کہ آثار شکست کے ہین اُس
وقت باران کامل برسا کہ غسل اور پیاس کو کافی ہوا اور زمین جم گئی اور ایک اونگھ آ پڑی
اُس سے چونکے تو دل کا خوف جاتا رہا اور اکلیل مین ہے کہ طہارت کی اصل پانی
سے ہے احداث اور نجاسات مین اور تفسیر احمدی مین ہے کہ اس آیۃ سے معلوم ہوا کہ آسمان
کا پانی پاک کرنے والا ہے پس ظاہر ہے چنانچہ فرمایا حق تعالی نے وَاَنْزَلْنَا مِنَ
السَّمَاءِ مَاءً طَهُوْرًا قوله تعالے وَهُوَ الَّذِيْ اَرْسَلَ الرِّيَاحَ بُشْرًا بَيْنَ
يَدَيْ رَحْمَتِهٖ وَاَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَاءِ مَاءً طَهُوْرًا لِنُحْيِيَ بِهٖ بَلْدَةً مَيْتًا
وَنُسْقِيَهٗ مِمَّا خَلَقْنَا اَنْعَامًا وَاَنَاسِيَّ كَثِيْرًا ف اور وہی ہے کہ جسنے چلا
باوین خوشخبری لاتے اُسکی مہر سے آگے اور اُتارا ہم نے آسمان سے پانی ستھرائی کرنے
کا کہ جلا وین اُس سے مرگئے دیس کو اور پلاوین اُسکو اپنے بنائے بہت چوپایون اور
آدمیونکو ف اس آیۃ سے معلوم ہوا کہ آسمانکا پانی بہت پاک ہے اُسکی طہارت
جاتی نہین مگر جب کوئی نجاست اسمین ملجائے یا بدن مین استعمال کرین قربت
کے لئے خواہ کوئی وصف اسکا متغیر ہو یا نہ ایسی ہی ہے تفسیر احمدیہ مین کشاف سے
فصل تیمم کا بیان ہے قوله تعالے يَا اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوةَ
وَاَنْتُمْ سُكَارٰى حَتّٰى تَعْلَمُوْا مَا تَقُوْلُوْنَ وَلَا جُنُبًا اِلَّا عَابِرِيْ سَبِيْلٍ
حَتّٰى تَغْتَسِلُوْا وَاِنْ كُنْتُمْ مَرْضٰى اَوْ عَلٰى سَفَرٍ اَوْ جَاءَ اَحَدٌ مِنْكُمْ مِنَ
الْغَائِطِ اَوْ لٰمَسْتُمُ النِّسَاءَ فَلَمْ تَجِدُوْا مَاءً فَتَيَمَّمُوْا صَعِيْدًا طَيِّبًا فَامْسَحُوْا
بِوُجُوْهِكُمْ وَاَيْدِيْكُمْ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَفُوًّا غَفُوْرًا ف اے ایمان والو نزدیک

نہو نماز کے جب تمکو نشا ہو جبتک کہ سمجھنے لگو جو کہتے ہو اور نہ جب جنابت مین ہو مگر راہ چلتے
ہوئے جبتک غسل کر لو اور اگر تم مریض ہو یا سفر مین یا آیا ہی کوئی شخص تم مین جائے
ضرور سے یا لگے ہو عورتون سے پھر نہ پایا پانی تو ارادہ کرو زمین پاک کا پھر ملو لیپے
منہہ کو اور ہاتھون کو اللہ ہی معاف کرنیوالا بخشتا **موضح القرآن** مین ہی کہ پہلے
حکم فرمایا کہ نشا مین نماز کے پاس نجاؤ یہ حکم جب تھا کہ نشا حرام نہوا تھا لیکن نماز سے مانع
ٹھرا تھا اور اب اگر نیند سے بیہوش ہو یا مرض سے کہ اپنے موتھہ کی لفظ نہ سمجھے تو اس
حالت کی نماز درست نہین پھر قضا کرے پھر فرمایا کہ جنابت مین نماز کے پاس نجاؤ
جبتک غسل نکرو مگر راہ چلتے یعنے سفر مین کہ اُسکا حکم آگے ہی پھر فرمایا کہ اگر پانی کا عذر ہو
اور طہارت ضرور ہو تو زمین سے تیمم کرو پانی کا عذر تین صورت سے بتایا اور طہارت
کا ضرور ہونا دو صورتسے ایک صورت پانی کے عذر کی یہ کہ مریض ہو یا پانی ضرر کرتا
ہی دوسری یہ کہ سفر درپیش ہی پانی پینے کو رکھا ہی آگے دور تک نہ ملیگا تیسری یہ
کہ پانی موجود ہی نہین اس تیسرے کے ساتھہ دو صورتین طہارت کے ضرورت کی فرمائین
ایک یہ کہ شخص جائے ضرور سے آیا وضو کی حاجت ہی دوسری یہ کہ عورت سے
لگا غسل کی حاجت ہی اب تیمم کا طریق یہ ہی کہ زمین پاک پر دونو ہاتھہ مارے پھر
منہہ کو مل لے تمام پھر دونو ہاتھہ مارے پھر ہاتھونکو مل لے کہنی تک اور تفسیر احمدی مین
ہی کہ فَلَمْ تَجِدُوا مَآءً سے سب تیمم کے شرطین معلوم ہوئین جو تم پانی کے
استعمال پر قادر نہو یا اسکے نہونے سے یا اُسکے دوری سے یا رسی اور ڈول گم ہونے سے
یا اژدہا اور درندے اور دشمن کے ڈر سے تو تیمم کرو اور تیمم قصد کو کہتے ہین اس مفہوم سے
نیت کا فرض ہونا تیمم مین ثابت ہوا یہ حکم بالاتفاق ہی اور صعید کہتے ہین روے زمین
کو خواہ مٹی ہو خواہ اور کچھہ اس سے ابو حنیفہ مٹی اور ریگ اور پتھر پر اگرچہ اسپر غبار بھی نہو
تیمم درست رکھتے ہین مگر شرط ہی کہ طہارت کامل ہوا سپر ایک مسئلہ متفرع ہوتا ہی

جو زمین کی جنس سے ہو خشک ہو جاوے نماز اسمین پڑھے پر تیمم نکرے اور تفریع کرنا تیمم کو پانی کے نپانے پر دلیل ہی کہ پانی کی طہارت اصل ہی اور تیمم عوض ہی یہ بالاجماع ہی پر ہمارے نزدیک عوض مطلق ہی یعنی جسطرح پانی حدث کو زائل کرتا ہی ویسے ہی تیمم بھی اس سے جائز رکھا ہی کہ ایک تیمم سے بہت نمازین پڑھے جبتک کہ تیمم نہ ٹوٹے اور شافعی کے نزدیک عوض ضرور ہی یعنے اس سے نماز ہو جاتی ہی پر حدث حقیقت مین باقی رہتا ہی اس سے ہر فرض کے لیئے تیمم واجب کہتے ہین **قوله تعالی**

وَإِنْ كُنْتُمْ مَرْضَىٰ أَوْ عَلَىٰ سَفَرٍ أَوْ جَاءَ أَحَدٌ مِنْكُمْ مِنَ الْغَائِطِ أَوْ لَامَسْتُمُ النِّسَاءَ فَلَمْ تَجِدُوا مَاءً فَتَيَمَّمُوا صَعِيدًا طَيِّبًا فَامْسَحُوا بِوُجُوهِكُمْ وَأَيْدِيكُمْ مِنْهُ

ف اور اگر تم بیمار ہو یا سفر مین یا آیا ہی کوئی شخص تم مین جائے ضرور سے یا لگے ہو عورتون سے پھر نپایا پانی تو ارادہ کرو زمین پاک کا پھر مل لو اپنے منہہ کو اور ہاتھونکو وہان سے

ف اکلیل مین ہی کہ اس آیۃ سے معلوم ہوا کہ تیمم حدث اصغر اور حدث اکبر دونو سے ہوتا ہی اور فقط منہہ اور دونو ہاتھہ کا ملنا چاہیئے گو حدث اکبر سے بھی ہو اور تفسیر احمدی مین ہی کہ اگرچہ آیت سے تیمم ہاتھونکا بغلونتک معلوم ہوتا ہی مگر چونکہ تیمم خلیفہ وضو کا ہی اور وضو مین کہنیونکا دھونا واجب ہی یہان بھی ہاتھہ کا پھیرنا کہنیون تک ضرور ہی اور اکلیل مین ہی کہ لَمْ تَجِدُوا مَاءً سے معلوم ہوا کہ پانی کا ڈھونڈھنا تیمم کے قبل واجب ہی اور اُسکا گم ہونا ثابت ہو اور پوچھا گیا کہ جو تھوڑا پانی کہ وضو کو کافی نہین ہی پایا تو استعمال کرنا واجب ہی کیونکہ اُسپر ثابت ہوتا ہی کہ وہ واجد الماء ہی اور شافعی کے نزدیک قبل وقت کے تیمم نہوا ہے بدلیل اُسکے قول کے اذا قمتم الی الصلوۃ اور حنفیہ کے نزدیک درست ہی اور معلوم ہوا کہ اس سے فرض ساقط ہو جاتا ہی سفر اور حضر مین کیونکہ اللہ تعالی نے وجوب قضا ارشاد نہین کیا شرح وقایہ مین ہی کہ جو چیز زمین کے جنس سے ظاہر ہو اُس پر تیمم درست ہی جیسی مٹی اور ریت اور پتھر اور سرمہ اور ہرتال اور پھٹکری وغیرہ اور

جو چاندی اور سونا گلا گیا ہو اُس پر درست نہین پر جو کھانا ن گھولا ہوا ہو اور مٹی سے
ملا ہوا سو درست ہی فصل حیض کا بیان ہی قوله تعالی وَيَسْئَلُونَكَ عَنِ
الْمَحِيضِ قُلْ هُوَ أَذًى فَاعْتَزِلُوا النِّسَاءَ فِي الْمَحِيضِ وَلَا تَقْرَبُوهُنَّ حَتَّى يَطْهُرْنَ
فَإِذَا تَطَهَّرْنَ فَأْتُوهُنَّ مِنْ حَيْثُ أَمَرَكُمُ اللَّهُ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ التَّوَّابِينَ وَيُحِبُّ
الْمُتَطَهِّرِينَ نِسَاؤُكُمْ حَرْثٌ لَكُمْ فَأْتُوا حَرْثَكُمْ أَنَّى شِئْتُمْ وَقَدِّمُوا لِأَنْفُسِكُمْ
وَاتَّقُوا اللَّهَ وَاعْلَمُوا أَنَّكُمْ مُلَاقُوهُ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِينَ ف اور پوچھتے ہین تجھسے
حکم حیض کا تو کہہ وہ گندگی ہی سو تم پرے رہو عورتون سے حیض کے وقت اور نزدیک
نہو اُنسے جبتک پاک نہو وین پھر جب ستھرائی کرلین تو جاؤ اُن پاس جہان سے حکم کیا
تمکو اللہ نے اللہ کو خوش آتے ہین توبہ کرنے والے اور خوش آتے ہین ستھرائی عورتین
تمہاری کھیتی ہین تمہاری سو جاؤ اپنی کھیتی مین جسطرح چاہو اور آگے کی تدبیر کرو اپنے
واسطے اور ڈرتے رہو اللہ سے اور جان رکھو کہ تمکو اُس سے ملنا ہی اور خوشخبری سنا
ایمان والونکو ف موضح القرآن مین ہی کہ حیض کہتے ہین خون کو کہ جو عورتونکو عادت
ہی اور خلاف عادت جاوے سو آزار ہی حکم ہوا کہ اُسوقت پرے رہو عورت
سے رسول خدا نے فرمایا کہ آزار سے آگے نہ چلے پھر جب پاک ہوں تو جاوے
جہان سے حکم فرمایا اللہ نے یعنے دوسری جگہہ جو ناپاک ہی اُسکا تو حکم کبھی نہین
اور مدارک مین ہی کہ عرب حیض والی عورتونکے ساتھ نہ کھاتے نہ پیتے نہ رہتے انکے
ساتھ اور مجوس کیطرح ثابت بن وحداح نے حضرت سے پوچھا کہ حیض مین عورتون سے
کیا معاملہ چاہیے تب یہ آیۃ آئی اور تفسیر بیضاوی سے معلوم ہوتا ہی کہ نصاری اُن
عورتونسے صحبت کرتے تھے بے ڈر ہوکر اور یہود اُنسے علٰحدہ رہتے ہر امر مین اللہ نے
حکم اعتزال کا بین بین افراط و تفریط کے فرمایا اور تفسیر احمدی مین ہی کہ اجتناب کے
حد مین ہمارے علما مختلف ہین شیخین کہتے ہین کہ ناف کے نیچے سے زانو تک

اجتناب چاہیے اور مجاہدؒ کہتے ہیں کہ فقط فرج کا موضع مراد ہے حضرت عائشہؓ سے بھی یہی
مروی ہے اور حتّی یطہرن میں دو قرأتیں ہیں تخفیف اور تشدید اور دو قرأتیں
بمنزلہ دو آیتوں کے ہوتی ہیں دونوں پر عمل واجب ہے پہلے قرأت کو حمل کیا اسوقت پر کہ
دس دن کامل ہیں کہ اکثر مدت ہے حیض کی اگر خون بند ہو پس اس
وقت میں صحبت کرنی درست ہے گو غسل نکرے دوسری قرأت کو حمل کیا اسوقت پر
دس دن سے کم میں خون بند ہوا اسوقت میں جب تک غسل نکرے یا ایک وقت نماز کا گذر
جاوے گو خون موقوف ہو صحبت نکرے کہ معنی انّی شئتم کی یہ ہیں کہ اپنی کھیتی
کرنیکی جگہہ میں خواہ کھڑی ہو عورت خواہ لیٹی کروٹ پر خواہ اندر کی آؤ اور اسمیں
رد ہے یہود پر کہ جائز نہیں رکھتے تھے عورتوں کے پاس آنا اور کسی ہیئت کے حال میں
اور کہتے تھے کہ یہ ہوا دہ صغری ہے اور معالم التنزیل میں ہے کہ حرث کے لفظ میں دلیل
ہے اسبات پر کہ عورت سے لواطت حرام ہے اور خلاف ہے علما کا بیچ اسبات کے
ایا وطی اپنے عورت سے کفارہ دے یا استغفار اور توبہ کرے بعضے کفارہ واجب
جو وطی کرے حیض میں صحبت
کہتے ہیں اور اکثر استغفار اور توبہ پر اکتفا کرتے ہیں اور تفسیر احمدی میں ہے کہ اسی سے
فقہا نے لکھا ہے کہ جو مرد اپنی عورت سے لواطت کا ارادہ کرے اور حیض میں صحبت
چاہے اور وہ عورت اسکو قتل کرے اسپر قصاص اور دیت کچھہ واجب نہیں اور
مستنبط ہوا کہ جو کسی نے نادانستہ اس حالت میں صحبت کی اسکو توبہ واجب ہے ایک
دینار کی مدد ون تصدیق کے گناہ اسکا نہیں جاتا اور منتخب ہے کہ صحبت سے فقط
شہوت رانی منظور نرکھے بلکہ لڑکا چاہنا غرض رہے اور جب صحبت کا ارادہ
کرے بسم اللہ الرحمن الرحیم کہے حصن حصین میں ہے کہ جب ارادہ جماع کا کرے
تو کہے بسم اللہ اللّٰھم جنّبنا الشیطان وجنّب الشیطان ما رزقتنا اور
جب انزال منی ہو تو کہے اللّٰھم لا تجعل للشیطان فیما رزقتنی نصیبا

فصل جنب وغیرہ کے مصحف چھونیکا بیان ہے قولہ تعالے فسبح باسم
ربك العظیم فلا اقسم بمواقع النجوم وانه لقسم لو تعلمون عظیم انه لقرآن
کریم فی کتب مکنون لا یمسه الا المطهرون ف سو بول پاکی اپنے رب
کے نام کی جو سب سے بڑا ہے سو مین قسم کھاتا ہون تارے ڈوبنے کی اور یہ
قسم اگر سمجھو تو بڑی قسم ہے بیشک یہ قرآن ہے عزت والا لکھا چھپے کتاب مین اسکو وہی
چھوتے ہین جو پاک بنے ہین ف اس آیة سے معلوم ہوا کہ رکوع مین سبحان ربی
العظیم پڑھنا مستحب ہے اور محدث اور جنب اور حائض اور نفسا کو قرآن چھونا نچاہیے
مگر ساتھ غلاف علیحدہ کے اور محدث حافظ کو پڑھنا قرآنکا جائز ہے اور ناظر کو نہین
مگر قلم سے یا چھوری سے ورق گردانتا جاوے کراہت کے ساتھ جائز ہے اور لکھنا قرآنکا
جنب اور حائض کو امام ابو یوسف کے نزدیک جائز ہے اس شرط پر کہ ورق زمین
یا رحل پر ہون اسکے زانو پر نہون اور محمد کے نزدیک مطلقا جائز نہین ایسا ہی ہے
تفسیر احمدیہ مین فصل تجمل کے ظاہر کرنیکا بیان ہے قولہ تعالے واللہ جعل لکم
من بیوتکم سکنا وجعل لکم من جلود الانعام بیوتا تستخفونها یوم ظعنکم
ویوم اقامتکم ومن اصوافها واوبارها واشعارها اثاثا ومتاعا الی
حین ٭ والله جعل لکم مما خلق ظلالا وجعل لکم من الجبال اکنانا
وجعل لکم سرابیل تقیکم الحر وسرابیل تقیکم بأسکم کذلك یتم نعمته
علیکم لعلکم تسلمون ف اور اللہ نے بنا دے تمکو تمہارے گھر بسنے کی جگہ اور
بنا دے تمکو چوپایونکے کھال سے ڈیرے جو ہلکے لگتے ہین تمکو جسدن سفر مین ہو اور
جسدن گھر مین اور انکی اون سے اور بپرون سے اور بالون سے کتنی اسباب اور
برتنے کی چیز ایک وقت تک اور اللہ نے بنا دی تمکو اپنے بنائی چیزونکی چھاؤن
اور بنا دی تمکو پہاڑونمین چھپنے کی جگہین اور بنا دے تمکو کرتے جو بچاؤ مین گرمی کا

اور کرتے جو بچاؤ ہین لڑائی میں اسیطرح پورا کرتا ہی اپنا احسان تم پر شاید تم حکم مین آؤ
ف اکلیل مین ہی اس آیت سے معلوم ہوا کہ ماکولات کا چمڑا اور اون اور پشم اور بال
جب زندگی مین کاٹے ہون یا بعد تزکیہ کے یعنے بسم اللہ کہکر ذبح کئے جاوین سو طاہر ہین
اور بعضون نے مطلقًا اسکو مباح کیا ہی گو غیر مزکات بھی ہو اور تفسیر احمدیہ مین ہی کہ یہ آیت
دال ہی اوپر پہنے اون اور پشمینہ اور موئنہ اور روئی اور زرہ لوہے کی اور قبون
اور جمونکی استعمال پر شرح وقایہ مین ہی کہ مردے کے بال اور ہڈی اور پٹھے اور
سم اور سینگ اور آدمی کے بال اور ہڈی پاک ہی

کتاب الصلوٰۃ

قولہ تعالے وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ **ت** اور کہڑی کرو نماز **ف** تفسیر احمدیہ مین ہی
کہ نماز اور زکوٰۃ کا فرض ہونا بدیہی ہی ہمارے دین مین دلیل کی حاجت نہین
اور اللہ نے اپنے کتاب مجید مین بارہا بیان اسکا فرمایا اور پنجگانہ نماز کو بھی کہی
جگہہ ذکر کیا **قولہ تعالے** حَافِظُوْا عَلَى الصَّلَوٰتِ وَالصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى **ت**
خبردار رہو نمازون سے اور بیچ والی نماز سے **ف** تفسیر احمدیہ مین ہی کہ اس آیت سے سب
نمازونکی فرضیت عمومًا اور صلوٰۃ الوسطی کی خصوصًا معلوم ہوئی اور صلوٰۃ الوسطی کی تفسیر مین
اختلاف ہی ابو حنیفہ نے کہا ہی کہ عصر کی نماز یہی ہی قول جمہور اکابر صحابہ کا مثل
حضرت عمر رضؓ اور علی رضؓ اور عائشہ رضؓ اور ام سلمہ رضؓ اور حفصہ رضؓ اور ابن مسعود کے کیونکہ مصحف
حفصہ مین ہی والصلوٰۃ الوسطے صلوٰۃ العصر اور حضرت نے یوم احزاب مین فرمایا
جب کہ نماز عصر کی آپ سے فوت ہوئی کہ باز رکھا ہمکو صلوٰۃ الوسطے صلوٰۃ العصر
سے اللہ انکے گھر ونکو آگ سے بھرے اور انس بن مالک اور معاذ بن جبل
اور ابو امامہ نے کہا ہی کہ فجر کی نماز ہی کیونکہ وہ بیچ مین ہی دن کے دو نمازون
اور رات کے دو نمازونکے اور ابن عمر اور زید بن اسامہ نے کہا ہی کہ ظہر کی نماز ہی

کیونکہ وہ دنکے بیچ مین ہی اور ابن عباس کے روایۃ مین ہی کہ مغربکی نماز ہی کیونکہ
بیچ مین ہی دو نمازون خفی اور دو نمازون جہری کی اور بعضون نے کہا ہی کہ عشا کی
نماز ہی کیونکہ وہ دو وتر دنکے بیچ مین ہی اور بعضون نے کہا ہی کہ وہ غیر معینہ ہی
مثل لیلۃ القدر کے تا سب سے خبردار رہین اور اکلیل مین ہی کہ جمعہ ہی یا وتر یا ضحی
یا عید الفطر کی نماز یا عید الاضحی کی یا رات کی نماز یا جماعت کی نماز یا خوف کی **قولہ
تعالے** اَقِمِ الصَّلوٰۃَ طَرَفَیِ النَّهَارِ وَزُلَفًا مِّنَ اللَّیْلِ **ف** کھڑی کرو نماز دونو سرے
دنکے اور کچھہ ٹکڑون راتکی **ف** دنکی دو طرف غدوہ اور عشیہ ہین غدوہ سے مراد
فجر کی نماز ہی اور عشیہ سے مراد ظہر اور عصر کی نماز ہی اور زلفا من اللیل سے مغرب اور
عشا کی نماز مراد ہی حاصل یہ ہی کہ یہ آیۃ ان آیتون سے ہی کہ پنجگانہ نماز کا اسمین ذکر ہی
ایسا ہی تفسیر احمدی اور اکلیل مین **قولہ تعالے** اَقِمِ الصَّلوٰۃَ لِدُلُوْكِ الشَّمْسِ اِلٰی
غَسَقِ اللَّیْلِ وَقُرْاٰنَ الْفَجْرِ اِنَّ قُرْاٰنَ الْفَجْرِ كَانَ مَشْهُوْدًا **ف** کھڑی رکھہ نماز
سورج کے ڈھلنے سے راتکے اندھیری تک اور قرآن پڑھنا فجر کا بیشک قرآن پڑھنا فجر کا
ہوتا ہی روبرو **ف** دلوک کی معنی زوال ہی اور غروب پہلی صورتمین آیۃ جامع ہی پانچون
نماز کی کیونکہ زوال سے راتکے اندھیری تک چار نمازین یعنے ظہر اور عصر اور مغرب
اور عشا ہوتی ہین اور قرآن الفجر سے فجر کی نماز بوجھی جاتی ہی اور دوسری صورت مین
ظہر اور عصر شامل ہو گی اور قرآن الفجر سے معلوم ہوا کہ نماز مین قراءت رکن ہی
قولہ تعالے فَاصْبِرْ عَلٰی مَا یَقُوْلُوْنَ وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ
وَقَبْلَ غُرُوْبِهَا وَمِنْ اٰنَآئِ الَّیْلِ فَسَبِّحْ وَاَطْرَافَ النَّهَارِ لَعَلَّكَ تَرْضٰی **ف**
سو تو سہتا رہ جو کہین اور پڑھتا رہ خوبیان اپنے رب کے سورج نکلنے سے اور
ڈوبنے سے پہلے اور کچھہ گھڑیون مین رات کے پڑھا کر اور دنکے حدود پر شاید
تو راضی ہو گا **ف** اکلیل اور تفسیر احمدی مین ہی کہ قبل طلوع شمس سے فجر کی نماز مراد ہی

اور قبل غروبہا سے عصر کی ومن اناءی الیل سے مغرب اور عشا کی اور اطراف النہار سے
ظہر کی نماز قولہ تعالے فَسُبْحٰنَ اللّٰهِ حِیْنَ تُمْسُوْنَ وَحِیْنَ تُصْبِحُوْنَ وَلَهُ الْحَمْدُ
فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَعَشِیًّا وَّحِیْنَ تُظْهِرُوْنَ ف سو پاک اللہ کی یاد ہی
جب شام کرو اور صبح کرو اور اسی کی خوبی ہی آسمان اور زمین مین اور پچھلے
وقت اور جب دوپہر ہون ف تفسیر احمدیہ مین ہی ابن عباس کے روایت ہے کہ
یہ آیہ جامع ہی پانچون نماز کی کیونکہ حین تمسون سے مغرب اور عشا و حین تصبحون سے
فجر اور عشیا سے عصر اور حین تظہرون سے ظہر مراد ہی اور اصح یہی ہی کہ پانچون وقت کی نماز
مکہ مین فرض ہوئی اور حسن نے کہا ہی کہ پانچون نمازین فرض ہوئین مدینہ مین مکہ مین
فقط دو رکعت واجب تھین جسوقت چاہے پس یہ آیۃ اُنکے نزدیک مدنی ہی
فصل آذان کے مشروع ہونیکا بیان ہی قولہ تعالے وَاِذَا نَادَیْتُمْ اِلَی الصَّلٰوةِ
اتَّخَذُوْهَا هُزُوًا وَّلَعِبًا ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا یَعْقِلُوْنَ ف اور جسوقت پکارو نماز
کو اسکو ٹہراوین ہنسی اور کھیل یہ اسواسطے کہ وہ لوگ بے عقل ہین ف
موضح القرآن مین ہی کہ بعضے یہود اور بعضے مشرک آذان کے آواز پر ہنستے
یہ انکی بیعقلی تھی اللہ کی بڑائی ہر دین مین بہتر ہی تفسیر احمدی مین ہی کہ
مدینہ مین ایک نصرانی تھا جب موذن کہتا تھا اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ
وہ کہتا جلا دے کاذب کو ایک رات اُسکا غلام آگ لایا اُسکی گھر والی سوتی
تھی آگ کی چنگاریان سارے گھر مین پھیل گئین اُسکو اور اسکے اہل کو جلا دیا
اس آیۃ سے معلوم ہوا کہ آذان نص کتاب سے ثابت ہی نہ فقط خواب کے
حدیث سے جیسا کہ فقیہون نے کہا ہی اور آذان سنت موکدہ ہی پانچون وقت
اور جمعہ کے لئے اور مستحب ہی موذن کو طہارت اور وضو اور قبلہ رو کھڑا ہونا
اور وقت سے پہلے درست نہین اگر کسی نے پہلے اذان کہدی تو اعادہ واجب

ہی اور لحن اور ترجیع نہو اور حدیثون مین اسکی فضائل بیان ہین چاہیے کہ جو موذن
کہے سننے والا خوب سنکر اسکو اعادہ کرے فصل نماز کے شرطون کا بیان ہے
قولہ تعالے یا ایہا المدثر قم فانذر وربک فکبر وثیابک فطہر والرجز
فاہجر ولا تمنن تستکثر ولربک فاصبر ت اے لحاف مین لپٹے کھڑا ہو
پھر ڈرسنا اور اپنے ربکی بڑائی بول اور اپنے کپڑے پاک رکھ اور پلیدی کو
چھوڑدے اور ایسا نکر کہ احسان کرے اور بہت چاہے اور اپنے ربکی راہ دیکھ ف
تفسیر احمدی مین ہے کہ کہا صاحب ہدایہ نے کہ وربک فکبر سے تحریمہ کا فرض ہونا
معلوم ہوا اسواسطے کہ کبر سے مراد تکبیر افتتاح ہے اور ماثور تکبیر تحریمہ مین لفظ اللہ اکبر
کہنا ہے لیکن اگر اسکے عوض اللہ اجل یا اللہ اعظم یا الرحمن اکبر یا لا الہ الا اللہ کہے طرفین
کے نزدیک جائز ہے اور ابو یوسف اس شخص کے لیے جو اللہ اکبر یا اللہ الکبیر اچھی طرح
سے کہ سکتا ہے اور الفاظ جائز نہین رکھتے اور تحریمہ ہمارے نزدیک شرط ہے
اور شافعی رکن جانتے ہین اور وثیابک فطہر سے فرضیت پاک ہونی بدن کی
اور کپڑونکی نجاستون سے معلوم ہوئی اور نجاست دو قسم کی ہے ایک غلیظہ دوسری خفیفہ
غلیظ جیسی پیشاب آدمی یا گدہے یا بلی یا چوہے کا اور خون اور مرغی کی بیچال اور
گوبر وغیرہ اور خفیفہ جیسے پیشاب گھوڑیکا اور جسکا گوشت کھانا حلال ہے اور بیچال
اس جانور کی کہ وہ حرام ہے غلیظہ اگر درم کے برابر ہے نماز اسپر ہو جاتی ہے اور خفیفہ اگر
ربع کپڑیکے یا ربع عضو کے اوپر ہے تو وہ بھی نماز کی جواز سے مانع نہین قولہ تعالے
وکبرہ تکبیرا ت اور اسکی بڑائی کر بڑا جانکر ف تفسیر احمدی مین ہے کہ اس سے معلوم
ہوا کہ تحریمہ نماز کا فرض ہے فصل ستر عورتکا قولہ تعالے یا بنی آدم خذوا
زینتکم عند کل مسجد ت اے اولاد آدم کی لے لو اپنی رونق ہر نماز کے
وقت ف موضح القرآن مین ہے کہ اپنی رونق یعنے لباس نماز مین فرض ہے مرد کو

کمر سے زانو تک ڈھاکنا اور عورتنکو سارا بدن مگر لونڈیکو زانو سے نیچے اور بغل سے
اوپر کھلنا معاف ہی اور کپڑا باریک جسمین بدن یا بال نظر آوین معتبر نہین **فصل**
استقبال قبلہ کا بیان ہی **قولہ تعالے** قَدْ نَرٰی تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِي السَّمَآءِ فَلَنُوَلِّيَنَّكَ
قِبْلَةً تَرْضٰىهَا فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَحَيْثُ مَا كُنْتُمْ فَوَلُّوا
وُجُوهَكُمْ شَطْرَهٗ وَاِنَّ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ لَيَعْلَمُوْنَ اَنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّهِمْ
وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا يَعْمَلُوْنَ **ف** ہم دیکھتے ہین پھر پھر جانا تیرا منہہ آسمان مین
سو البتہ پھیرینگے تجھکو جس قبلے کیطرف تو راضی ہی اب پھیر منہہ اپنا طرف مسجد
الحرام کے اور جس جگہہ تم ہوا کرو پھیرو منہہ اسی کیطرف اور جنکو ملی ہی کتاب
البتہ جانتے ہین کیہی ٹھیک ہی انکے ربکے طرف سے اور اللہ بیخبر نہین ان کامون
سے جو کرتے ہین **ف** تفسیر احمدیہ مین ہی کہ ابراہیم علیہ السلام کعبہ کو بنا کر اسی کیطرف
نماز پڑھتے تھے جب انکی وفات ہوئی تب حضرت موسیٰ اور داؤد اور غیرہما اللہ
کے حکم سے بیت المقدس کیطرف پڑھنے لگے جب ہمارے حضرتکو نبوت ہوئی اور بعد
اسکے تیرہ برس مکہ مین رہے کعبہ کیطرف پڑھا کیے جب مدینہ کو ہجرت کی بیت المقدس
کیطرف حکم ہوا کتاب والے طعنہ کرنے لگے کہ ہمارا قبلہ بدستور ہی محمد تابع ہوا حضرتکو
اس کلام سے رنج ہوا اللہ سے توجہ کرکے آسمانکو دیکھتے تھے کہ کیا حکم آوے آپنے
بنی سلمہ کے مسجد مین ہجرت کی سولہ مہینے کے بعد نصف رجب کو دوشنبہ کے دن
بیت المقدس کیطرف دو رکعت ظہر کی پڑھا ئین تھین کہ جبرئیل یہ آیۃ لائے حضرت نے
کعبہ کیطرف پھر کر بقیہ نماز کو تمام کیا سو اس مسجد کو جامع القبلتین کہتے ہین اس سے
معلوم ہوا کہ قبلہ کیطرف ہونا فرض ہی اور قبلہ کعبہ کی ہوا اور ہیکے عرصہ کو کہتے ہین نہ اسکے
دیوارونکو اور یہ ہوا بلاد ہندیہ مین آفتابکے مغرب شتائی اور صیفی کے مابین مین ہی
قولہ تعالے قُلْ اَمَرَ رَبِّيْ بِالْقِسْطِ وَاَقِيْمُوْا وُجُوْهَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ

وادعوه

وَّادْعُوْهُ مُخْلِصِيْنَ لَہُ الدِّيْنَ ہ ت تو کہہ میرے رب نے فرمائی دینداری اور
سیدھے کرو اپنے منہ کو ہر نماز کے وقت اور پکارو اسکو نرے اسکے حکم بردار ہوکر
ف تفسیر احمدیہ مین ہے کہ اس آیۃ سے تین مسئلے معلوم ہوئے ایک فرض ہونا قیام
کا دوسرے منہ کرنا قبلہ کیطرف تیسرے شرط ہونا نیت کا ساری عبادتون
عموما اور نماز مین خصوصا قولہ تعالے وَقُوْمُوْا لِلّٰهِ قَانِتِيْنَ ت اور کھڑے رہو
اللہ کے آگے ادب سے ف تفسیر احمدیہ مین ہے کہ قانتین کے کئی معنے ہین دراز کرنیوالا
قیام کے ساتھ خاموشی کے ذکر ما سوی اللہ سے یا خاشعین یا داعین یا ذاکرین یا مطیعین
یا مکففین الایدی والابصار پس قوموا للہ سے معلوم ہوا کہ کھڑا رہنا نماز مین اللہ کے
لئے ساتھ قنوت کے فرض ہے پس اگر قیام نماز مین نپایا جاوے بایں طور کہ بیٹھ کے نماز پڑھے
یا اللہ کے لئے قیام نہو یا ساتھ قنوت یعنے خشوع اور سکوت کے نہو نماز فاسد ہوجاتی ہے
پس پہلے معنون سے معلوم ہوا کہ قیام اللہ کے لئے ساتھ خاموشی کے فرض ہے اور نماز مین
کلام کرنا حرام ہے اور ایک معنون سے بوجھا گیا کہ سنگریزونکا الٹنا اور راست اور چپ
التفات کرنا اور نظر بڑھانا مکروہ ہے قولہ تعالے فَاقْرَءُوْا مَا تَيَسَّرَ مِنَ الْقُرْاٰنِ ت
سو پڑھو جتنا آسان ہو قرآن ف اس سے قرآن کا پڑھنا نماز مین فرض ہوا اور
فرض کا مقدار ہمارے نزدیک ایک آیۃ بڑی ہے جیسی آیۃ الکرسی وغیرہ یا تین
آیتین چھوٹی مثل مدھامتان کے اور اصح ایسا ہی تفسیر احمدیہ مین اور جامع الرموز
مین کرمانی سے ہے یہ کہ تین آیتین کم نہون بڑی ایک آیۃ سے قولہ تعالے
وَاِنَّهٗ لَتَنْزِيْلُ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ نَزَلَ بِهِ الرُّوْحُ الْاَمِيْنُ عَلٰى قَلْبِكَ لِتَكُوْنَ
مِنَ الْمُنْذِرِيْنَ بِلِسَانٍ عَرَبِيٍّ مُّبِيْنٍ ہ وَاِنَّهٗ لَفِيْ زُبُرِ الْاَوَّلِيْنَ ہ ت اور
یہ قرآن ہے اُتارا جہان کے صاحب کا لے اترا ہے اسکو فرشتہ معتبر تیرے
دل پر کہ تو ہو ڈر سنانے والا کھلی عربی زبان سے اور یہ لکھا ہے پہلونکی کتابون

مین ف تفسیر احمدیہ مین ہے صاحب کشاف اور مدارک اور ہدایہ نے حجت پکڑی ہے
کہ قرآنکو غیر عربکی زبان مین مترجم ہو قرآن ہے اُسے پوچھا گیا کہ قرآن پڑھنا زبان
فارسی نماز مین جائز ہے ابو یوسف اور محمد اور شافعی کہتے ہین کہ جو عربیہ پر قادر
نہو تو البتہ درست ہے بیعذر جائز نہین مگر ابو حنیفہ پہلے قول مین دونو حال مین
جائز رکھتے ہین اور آخر امام صاحب نے بھی صاحبین کے قول کیطرف رجوع کیا ہے
اور اسی پر فتوی ہے **قولہ تعالے** یٰٓاَیُّہَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا ارْکَعُوْا وَاسْجُدُوْا **ف** اے
ایمان والو رکوع کرو اور سجدہ کرو **ف** اکلیل اور ہدایہ مین ہے کہ اس آیۃ سے رکوع اور سجدہ
فرض ہوا **قولہ تعالے** قُلِ ادْعُوا اللّٰہَ اَوِ ادْعُوا الرَّحْمٰنَ اَیًّا مَّا تَدْعُوْا فَلَہُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰی
وَلَا تَجْہَرْ بِصَلَاتِکَ وَلَا تُخَافِتْ بِہَا وَابْتَغِ بَیْنَ ذٰلِکَ سَبِیْلًا **ف** کہہ اللہ کر پکارو یا رحمن کر
جو کچھ کہکر پکاروگے سو اُسیکے ہین سب نام خاصے اور تو نہ پکار اپنے نماز مین نہ چپکی پڑھ
اور ڈھونڈ لے اسکے بیچ مین راہ **ف** موضح القرآن مین ہے کہ رحمن نام اللہ کا عرب کے
لوگ جانتے تھے اس پر یہ فرمایا کہ نام بہتیرے ہین اللہ وہی ایک ہے اور پکارنے کے
نماز مین بہت چلانا بھی نہین اور بہت دبے آواز بھی نہین بیچ کی چال پسند ہے
اور تفسیر احمدیہ مین ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پکار کے قراءت کرتے تھے اور مشرک
جب سنتے تھے برا کہتے تھے پس یہ آیۃ اُتری یعنے نہ اتنا چلا کر پڑھو کہ مشرک سنین
نہ اتنا آہستہ کہ پیچھے والے نہ سنین بلکہ اُسکے بین بین اور روایت ہے کہ ابو بکر رضی اللہ
عنہ دبے آواز سے پڑھتے تھے اور کہتے تھے کہ مین اپنے رب سے مناجات
کرتا ہون اور میری حاجت جانتا ہے اور عمر رضی اللہ عنہ چلا کر پڑھتے تھے اور کہتے
کہ شیطانکو بھگاتا ہون اور غافلونکو جگاتا پھر جب یہ آیۃ آئی حضرت ابو بکر کو تھوڑا سا
چلانیکا حکم دیا اور عمر کو تھوڑا سا دبے آواز کا یہ آیۃ جہر اور مخافت کی مقدار مین ہے
فقہا کہتے ہین کہ کمتر جہر وہ ہے کہ غیر سنے اور کمتر مخافت وہ ہے کہ خود سنے اور

بعضون نے کہا ہے کہ یہ آیۃ نماز کے لئے اتری یعنے نہ سب نماز مین چلا کر پڑھو اور نہ سب با
کر بلکہ رات کی نماز مین چلا کر اور دن کی دبا کر اور اکلیل مین ہے بخاری سے کہ یہ آیۃ
دعا کے شان مین اتری ہے **قولہ تعالے** وَاِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ
وَاَنْصِتُوْا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ وَاذْكُرْ رَّبَّكَ فِيْ نَفْسِكَ تَضَرُّعًا وَّخِيْفَةً وَّدُوْنَ
الْجَهْرِ مِنَ الْقَوْلِ بِالْغُدُوِّ وَالْاٰصَالِ وَلَا تَكُنْ مِّنَ الْغٰفِلِيْنَ **ف** اور جب
قرآن پڑھا جاوے تو اسطرف کان رکھو اور چپ رہو شاید تم پر رحم ہو اور یاد کرو اپنے ربکو دل مین
گڑگڑاتا اور ڈرتا اور پکار سے کم آواز بولنے مین صبح اور شام کے وقتون او مت رہ بیخبر
ف اکلیل مین ہے کہ ابن ابی حاتم نے مجاہد سے روایت کی ہے کہ ایک شخص حضرت
کے پیچھے قرآن پڑھتا تھا یہ حکم آیا حنفیہ اس سے دلیل پکڑتے ہین کہ مقتدیکو پڑھنا قرآن کا
مطلقاً نچاہیئے اور مالک نے دلیل پکڑی ہے کہ فقط جہریہ مین نچاہیئے اور شافعیہ نے
دلیل پکڑی ہے کہ جہریہ مین سورہ نچاہیئے پر فاتحہ آہستہ سے پڑھنا مضائقہ نہین ہے اور جمہور
نے استدلال کیا کہ اس آیۃ سے معلوم ہوا کہ نماز مین قرأت واجب ہے اور بعضون نے
کہا ہے کہ یہ آیۃ خطبہ کے لئے اتری اور وَاذْكُرْ رَّبَّكَ فِيْ نَفْسِكَ سے بوجھا گیا کہ ذکر
مستحب ہے قلب اور زبان سے پر اخفاف افضل ہے **قولہ تعالے** سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ
الْاَعْلٰى **ف** پاکی بول اپنے ربکے نام کی **ف** اکلیل مین ہے کہ جب یہ آیۃ آئی حضرت نے
ارشاد فرمایا کہ اسکو سجدہ مین داخل کرو اور جلالین مین اور تفسیر احمدی مین ہے کہ جب آیۃ
فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِيْمِ آئی حضرت نے فرمایا کہ اسکو رکوع مین داخل کرو **قولہ تعالے**
اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَ
سَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا **ف** اللہ اور اسکے فرشتے رحمت بھیجتے ہین رسول پر اے ایمان والو رحمت
بھیجو اسپر اور سلام بھیجو سلام کہکر **ف** موضح القرآن مین ہے کہ یہ حکم ادا ہوتا ہے نماز مین السلام
علیک ایہا النبی و اللہم صل علی محمد سے اللہ سے رحمت مانگی اپنے پیغمبر پر اور انکے ساتھ

اسکے گھر لے پر بڑی قبولیت رکھتی ہے اُن پر اُنکے لائق رحمت اُترتی ہے اور دس رحمتین
اُترتی ہین مانگنے والے پر جتنا چاہے اتنا حاصل کرے اور تفسیر احمدیہ مین ہی کہ یہ امر
وجوب کے لئے بالاتفاق ہے اس سے معلوم ہوا کہ حضرت پر صلوٰۃ واجب ہے
پر اوسکے اوقات اور عدد مین اختلاف ہے مالک اور طحاوی کے نزدیک ایکبار تمام
عمر مین واجب ہے اور باقی مستحب جسطرح اظہار شہادتین اور بعضونکے نزدیک جس
مجلس مین کہ ذکر حضرتکا ہو ایکبار واجب ہے جسطرح سجدہ قرآنکا اور تتمہ عاطس کی
اور کرخی کے نزدیک جب حضرتکا ذکر ہو یا آپ کا نام سُنے تب واجب ہے اُسے پڑھین
اور نماز مین ابوحنیفہ کے نزدیک قعدہ اخیرہ مین تشہد کے بعد سنت ہے اور قعدہ
مین جائز نہین اور شافعی کے نزدیک قعدہ اولیٰ مین سُنت ہے اور اخیرہ مین واجب
اور آپکے آل پر اور غیر پر بتبعیت جائز ہے اور بالاستقلال مکروہ ہے آل کا ذکر کرنا بعد آپکے
صلوٰۃ کے مثل اجماع کے ٹھہرا ہے بل بعضون نے کہا ہے کہ بدون صلوٰۃ آل کے صلوٰۃ مقبول
نہین ہے **فصل** نماز کے مُفسدات کا بیان ہے **قوله تعالے اِنَّمَا وَلِیُّکُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ**
وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوا الَّذِیْنَ یُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوۃَ وَیُؤْتُوْنَ الزَّکٰوۃَ وَھُمْ رَاکِعُوْنَ ۵ ت
تمھارا رفیق وہی اللہ ہے اور اُسکا رسول اور ایمان والے کہ جو قائم کرتے ہین نماز پر اور دیتے
ہین زکوٰۃ اور وہ جھکے ہوئے ہین **ف** مدارک مین ہے کہ بعضون نے کہا کہ یہ آیہ حضرت علی کے
شان مین نازل ہوئی ایک سائل نے سوال کیا وہ نماز کے رکوع مین تھے اُسکو انگشتری
پھینک دی اور انگشتری آپکے خنصر مین خوب ٹھیک نہ تھی اُسکے نکالنے مین عمل کثیر کی
حاجت نہوئی اس سے معلوم ہوا کہ صدقہ نماز مین دینا جائز ہے اور عمل قلیل نماز کو
کھوتا نہین دلالت کرتی ہے اوپر اسکے حضرتکا نماز مین جوتی اُتارنا اور عبداللہ بن مبارک
کے جوتیون کو داہنی جانب سے بائین جانب کر دینا اور یہ ان سب اقوال سے
بہتر ہے کہ اسمین ایک فائدہ جدید ہے شرح وقایہ مین ہے کہ عمل کثیر بعضونکے نزدیک

وہ ہی کہ دونو ہاتھ اُسمین پھنس جاوین آور بعضون کے نزدیک وہ ہی کہ اُسکا کرنیوالا نمازی نہ معلوم ہو سب مشائخ اُسی پر ہین آور بعضون کے نزدیک وہ ہی کہ نمازی خود اس عمل کو بہت جانے امام سرخسی نے کہا ہی کہ یہ ابو حنیفہ کے مذہب سے بہت قریب ہی ف قولہ تعالے اَلَّذِینَ هُمْ فِی صَلٰوتِهِمْ خَاشِعُونَ ف جو اپنی نماز مین نِوے ہین ف اکلیل مین ہی کہ حضرت نماز مین راست وچپ التفات فرماتے جب یہ آیۃ آئی تب آپ نے اپنی آنکھونکو جھکا لیا اس سے معلوم ہوا کہ التفات نماز مین مکروہ ہی فصل نوافل مین سے تہجد کا بیان ہی

ف قولہ تعالے وَمِنَ اللَّیْلِ فَتَهَجَّدْ بِهٖ نَافِلَةً لَّکَ عَسٰی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا ف اور کچھ رات جاگتا رہ اُسمین یہ پڑھتی ہی تجھکو شاید کھڑا کرے تجھکو تیرا رب تعریف کے مقام مین ف تفسیر احمدی مین ہی کہ اس سے معلوم ہوا کہ حضرت پر تہجد کی نماز فرض تھی اور آپکی امت پر نفل قولہ تعالے یَآ اَیُّهَا الْمُزَّمِّلُ قُمِ اللَّیْلَ اِلَّا قَلِیْلًا نِّصْفَهٗ اَوِ انْقُصْ مِنْهُ قَلِیْلًا اَوْ زِدْ عَلَیْهِ وَرَتِّلِ الْقُرْاٰنَ تَرْتِیْلًا ف اے جھرمٹ مارنیوالے کھڑا رہ راتکو مگر کسی رات آدھی رات یا اس سے کم تھوڑا گھٹا یا زیادہ کر اسپر اور کھول کھول کر پڑھہ قرآنکو صاف ف تفسیر احمدی مین ہی کہ قیام سے مراد تہجد ہی ابتداء اسلام مین واجب تھا صحابہ رات رات بھر کھڑے رہتے پاؤن سوج جاتے کفار اُسپر طعنہ کرتے تب اللہ نے یہ حکم منسوخ فرمایا پر حضرت پر اصل قیام باقی رہا اور مقدار معاف ہوا چاہتے دو رکعت پڑھتے اور چاہتے سو رکعت پڑھنا ضروری فرض تھا

ف فصل صلوۃ الاستسقا قولہ تعالے فَقُلْتُ اسْتَغْفِرُوْا رَبَّکُمْ اِنَّهٗ کَانَ غَفَّارًا یُّرْسِلِ السَّمَآءَ عَلَیْکُمْ مِّدْرَارًا وَّیُمْدِدْکُمْ بِاَمْوَالٍ وَّبَنِیْنَ وَیَجْعَلْ لَّکُمْ جَنّٰتٍ وَّیَجْعَلْ لَّکُمْ اَنْهٰرًا ف تو مین نے کہا گناہ بخشواؤ اپنے رب سے

بیشک وہی ہے بخشنے والا چھوڑ دے آسمان کو تم پر دھاریں اور بڑھتی دے تمکو مال اور بیٹون
سے اور بنا دے تمکو باغ اور بنا دے تمکو نہرین ف تفسیر احمدیہ میں ہے کہ اس سے معلوم ہوا
کہ استغفار سبب ہے پانی کے اترنے کا یہی معنے صلوۃ الاستسقا کی ہین حضرت عمر سے
روایت ہے کہ اسکا طریقہ یہی کہ جب پانی کی حاجت ہو امام قوم کے ساتھ صحرا مین جاوے
اور دعا اور استغفار کرے اور قبلہ رو رہے اور چادر کو نہ پھیرے جیسا کہ مذہب امام محمد
رحمۃ اللہ تعالی کی کا ہے اور ذمی کو آنے نہ دے اور جو جدی جدی نماز پڑھین تو جائز ہے
اور جماعت اور خطبہ سنت نہین پر صاحبین جماعت کے قائل ہین اور محمد کہتے ہین دو
خطبے چاہئین اور ابو یوسف کہتے ہین کہ ایک ہی خطبہ چاہیے ف فصل نماز قضا
قولہ تعالی فَاعْبُدْنِي وَأَقِمِ الصَّلٰوةَ لِذِكْرِي ف سو میری بندگی کر اور
نماز کھڑی رکھ میری یاد کو ف لِذِكْرِي کی بہت معانی ہین ایک یہ کہ جب نماز بھولے
بعد یاد آوے یعنے نسیان سے فوت ہوئی قضا کرے اکلیل مین ہے صحیحین سے بروایت
انس کہ حضرت نے فرمایا جب کوئی نماز سے غافل ہو چاہیے کہ پڑھ لے جب یاد آوے
فصل نماز مریض قولہ تعالی فَإِذَا قَضَيْتُمُ الصَّلٰوةَ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ قِيَامًا وَ
قُعُودًا وَعَلٰى جُنُوبِكُمْ ف پھر جب چاہو تم کہ نماز ادا کرو یاد کرو اللہ کو کھڑے اور
بیٹھے اور پڑے ف اکلیل مین ہے ابن مسعود سے کہ یہ مریض کے حق مین ہے یعنے
نماز پڑھے کھڑا ہو کر جو نہ ہو سکے تو بیٹھ کر جو نہ ہو سکے تو پہلو کے بل تفسیر احمدیہ مین ہے کہ جنوب
کے لفظ سے جو کتاب اور سنت مین ہے دلیل ہے کہ کروٹ کے بل پڑھنا مختار ہے نہ
چت فصل سجدہ تلاوت قولہ تعالی وَإِذَا قُرِئَ عَلَيْهِمُ الْقُرْاٰنُ لَا يَسْجُدُونَ
ف اور جب پڑھیے ان پاس قران سجدہ نہین کرتے ف جب آیۃ واسجد واقترب
اتری حضرت پڑھ کر آپ اور سب مسلمانون نے سجدہ کیا اور کفار قریش انکے سرون
پر کھڑے رہے پر سجدہ نکیا انکے برائی مین یہ آیۃ آئی اس سے ابو حنیفہ نے حجت پکڑی

کہ تلاوتکا سجدہ واجب ہی وہ چودہ ہین آخر سورہ اعراف اور رعد اور نحل اور بنی اسرائیل اور مریم اور پہلے حج اور فرقان اور نمل اور الم السجدہ اور ص اور حم السجدہ اور النجم اور انشقت اور اقرا ہین شافعی کے نزدیک بھی چودہ ہین پر ص ہین انکے نزدیک نہین ہی حج مین دو ہین ایک جو ہمارے موافق ہی دوسرے وارکعوا واسجدوا وافعلوا الخیر اور حم سجدہ مین انکنتم ایاہ تعبدون پر سجدہ کرتے ہین اور ہم لا یسأمون پر اور سجدہ پڑھنے والے اور سننے والے دونو پر واجب ہوتا ہی اور مشروط ہی بشرائط نماز مثل طہارت اور استقبال قبلہ اور ستر عورت کے یہ ایک سجدہ دو تکبیرون کے بیچ بدون تحریمہ اور تشہد اور سلام کے باقی اور مسئلہ فقہ کے کتابون مین ہین فصل رکوع سجدہ تلاوت کے قائم مقام ہوتا ہی قولہ تعالی فاستغفر ربہ وخر راکعا واناب ف پھر گناہ بخشوانے لگا اپنے رب سے اور گرا جھککر اور رجوع ہوا ف تفسیر احمدی مین ہی کہ راکع کے لفظ کو ساجد کے مقام پر اطلاق کیا پوچھا گیا کہ تلاوت کے سجدہ مین رکوع قائم مقام ہی سجدہ کی یہی مستدل ابی حنیفہ کا اور ایسا ہی اکلیل مین بھی ہی ف فصل نماز مسافر قولہ تعالی واذا ضربتم فی الارض فلیس علیکم جناح ان تقصروا من الصلوة ان خفتم ان یفتنکم الذین کفروا ف اور جب تم سفر کرو ملک مین تو تم پر گناہ نہین کہ کچھ کم کرو نماز مین سے اگر تمکو ڈر ہو کہ ستاوینگے تمکو کافر ف موضح القرآن مین ہی کہ سفر جو تین منزل کا ہو اسمین چار رکعت فرض مین سے دو پڑھنی چاہئین اور کافر کے ستانیکا ڈر اسوقت تھا جب یہ حکم ہوا اس تقریب سے معافی ملی ہر وقت کو اور پوری نہ پڑھے کہ اللہ صاحبکی بخشش سے بے پروائی ہوتی ہی اور سنت کا تقید سفر مین نہین رہتا ف اور تفسیر احمدی مین ہی کہ قصر سے مراد قصر رکعات ہی یعنے چار رکعت فرض مین سے دو پڑھے اور تین اور دو سے قصر نکرے کیونکہ اجماع سے یہی ثابت

ہی اگرچہ نص عام ہی ہر قسم کو اورکمتر مدت سفر کی کہ جسمین قصر چاہیے ابوحنیفہ کے نزدیک
مسافت ہی تین دن اور تین رات کے سیر وسط سے اور سیر وسط کا اعتبار خشکی مین اونٹ
کے قدمونکے چال پر ہی اور بعضون نے میل کے اعتبار سے پینتالیس میل کہا ہی اور
بعضون نے چون اور بعضون نے ترسٹھہ میل اور دریا مین ہوا کی اعتدال پر اور پہاڑ مین
اسکے لیاقت پر چلنے والیکی دیری اور جلدی کا اعتبار نہین ہی جو کسی نے تین رات
دنکی مسافت کو ایک دن مین طی کیا وہ قصر کرے اور جو کسی نے ایکرات دنکی مسافت کو تین
دن مین طی کیا وہ قصر نکرے اور بعضون نے قصر سے قصر اوصاف یعنے تخفیف قراءة
اور رکوع اور تسبیح یا اشارہ دا آیہ پر مراد رکھی ہی ایسی ہی نقل ہی ابن عباس سے وہ مختار
ہی فخر الاسلام بزدویکا فصل جمعہ کے نماز کا بیان ہی قولہ تعالی یا ایہا
الذین امنوا اذا نودی للصلوٰة من یوم الجمعة فاسعوا الی ذکر اللّٰہ
وذروا البیع ذلکم خیر لکم ان کنتم تعلمون ۔ فاذا قضیت الصلوٰة
فانتشروا فی الارض ت ای ایمان والو جب اذان ہو نماز کی دن جمعہ کے تو
دوڑو اللہکی یاد کو اور چھوڑ دیجیا پھر بہتر ہی تمہارے حق مین اگر تمکو سمجھ ہی پھر جب ہوچکی
نماز پہیل پڑو زمین مین ف اکلیل مین ہی کہ اس آیة مین مشروعیة ہی نماز جمعہ کے
اور اسکے اذان کی اور اُسکے لئے دوڑنے کی اور حرمة ہی خرید اور فروخت کے اذان
کے بعد دلیل پکڑی ہی بعضون نے کہ جمعہ کے سعی مین بادشاہ کے اذن کی حاجت نہین
کیونکہ اللہ نے سعی واجب کیا ہی کسی کے اذن کو شرط نہین کیا اور دلیل ہی کہ عورتون
پر سعی واجب نہین اس لیے کہ وہ مردون کے خطاب مین داخل نہین ہین اور فانتشروا
سے معلوم ہوا کہ خطبہ نماز پر مقدم ہی کیونکہ نماز کے بعد انتشار مباح فرمایا اور واذا رأوا
تجارة الآیة سے خطبہ کی مشروعیة معلوم ہوئی اور بوجہا گیا کہ خطبہ مین قیام چاہیے
اور جماعت نماز جمعہ مین شرط ہی اور حاضرین کو خطبہ سننا ضرور ہی اور متفرق ہونا

حرام ہی اور تفسیر احمدی مین ہی کہ سعی سے مراد چلنا ہی نہ دوڑنا اور ندا سے مراد
اذان پہلی ہی نہ دوسری جو خطبہ کے وقت ہوتی ہی اس سے معلوم ہوا کہ سعی
اور ترک بیع پہلے ہی اذان سے واجب ہوتی ہی ابو حنیفہ کے مذہب مین
یہی قول صحیح ہی **ف** اور فَانْتَشِرُوا سے محتمل ہی کہ اشارہ ہو اسپر کہ جمعہ کے
بعد اور کوئی نماز فرض نہین ہی تو یوجہا گیا کہ ظہر بھی جمعہ کے بعد فرض نہین ہی
اور ظاہر آیۃ مین اگرچہ خطاب ہی سب مسلمانون سے صحیح ہون یا معذور پر
واجب ہی جمعہ اُسپر جو مرد مکلف آزاد اور صحیح ہو شہر کا رہنے والا آنکھ اور
پانون اُسکے سالم ہون اور اسکے ادا کے شرط چھ ہین مصر یا فنا اسکا اور بادشاہ
یا نائب اُسکا اور وقت ظہر اور خطبہ اور جماعت اور اذن عام بدون اُنکے
جمعہ صحیح نہین پر دو شرطون پہلی مین فی زماننا بہت سا کلام ہی کیونکہ مصر کے
معنو ن مین اختلاف ہی بعضے کہتے ہین کہ مصر وہ موضع ہی کہ جسمین امیر ہو
اور قاضی اور نافذ ہون احکام اور قائم ہون حدود شرعی اور بعضون نے
کہا ہی کہ اُسکے اہل اُس مسجد مین کہ سب مسجدون مین بڑی ہو نہ سما وین اور سلطان
اور نائب مین نہین معلوم ہی کہ اُسکا حضور شرط ہی یا فقط اذن کافی
ہی اگرچہ کلام صاحب کشاف کا مشعر ہی اسپر کہ جب حاضر ہو تب اذن واجب
ہی اسلیئے لوگ مختلف مین بعضون نے جمعہ کو چھوڑ ہی دیا بالکلیہ اور بعضے جمعہ
پڑھتے ہین اور اُسی پر کفایت کرتے اور بعضے پہلے ظہر پڑھتے ہین پھر جمعہ کے
لیئے سعی کرتے ہین اور اکثر پہلے جمعہ کو ادا کرتے ہین بعد اُسکے ظہر پڑھتے ہین شکون
کی سبب گو جمع بین الفریضتین اہل اسلام کے نزدیک جائز نہین تمام ہوا خلاصہ
تفسیر احمدی کا **فصل صلوۃ العید قولہ تعالی فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ**
سو نماز پڑھ اپنے ربکی اور قربانی کر **ف** اکثر مین ہی کہ اس آیۃ مین نماز عید

کی اور قربانی کی مشروعیت ہی اور معلوم ہوا کہ قربانی نماز کے بعد چاہیے دلیل پکڑی
ہی اُسنے کہ جسنے کہا ہی کہ قربانی کا وقت نماز کے گذرنیکے بعد ہی اور خطبونکا
اعتبار نہیں اور قربانی اونٹ کی بہتر ہی گائی بکری سے **قوله تعالے** قَدْ
أَفْلَحَ مَنْ تَزَكَّىٰ وَذَكَرَ اسْمَ رَبِّهِ فَصَلَّىٰ **ف** بھلا ہوا اُسکا جو سنوارا اور
پڑھا نام اپنے ربکا پھر نماز پڑھی **ف فصل صلوٰة خوف کا بیان ہی قوله تعالے**
فَإِنْ خِفْتُمْ فَرِجَالًا أَوْ رُكْبَانًا فَإِذَا أَمِنْتُمْ فَاذْكُرُوا اللَّهَ كَمَا عَلَّمَكُمْ
مَا لَمْ تَكُونُوا تَعْلَمُونَ **ف** پھر اگر تمکو ڈر ہو تو پیادہ پڑھ لو یا سوار پھر جس وقت
چین پاؤ تو یاد کرو اللہ کو جیسا تمکو سکھایا ہی جو تم نہین جانتے تھے **ف** موضح القرآن
مین ہی کہ لڑائی کا وقت ہو تو ناچار ہیکو سواری پر بھی اور پیادہ بھی اشارہ سے
نماز روا ہی گو کہ قبلہ کیطرف بھی نہو **ف** تفسیر احمدیہ مین ہی کہ اس آیۃ سے صاحب
ہدایہ نے استدلال کیا ہی کہ جب بڑا ڈر ہو تو نماز پڑھین سوار علیحدہ علیحدہ
رکوع اور سجدہ کا اشارہ کرین جسطرف چاہین جب قادر نہون قبلہ کیطرف بقولہ تعالے
فَإِنْ خِفْتُمْ فَرِجَالًا أَوْ رُكْبَانًا اور محمد رحمہ اللہ سے روایت ہی کہ جماعت کے
ساتھ پڑھین مگر یہ صحیح نہین ہی **قوله تعالے** وَإِذَا كُنْتَ فِيهِمْ فَأَقَمْتَ لَهُمُ
الصَّلَاةَ فَلْتَقُمْ طَائِفَةٌ مِنْهُمْ مَعَكَ وَلْيَأْخُذُوا أَسْلِحَتَهُمْ فَإِذَا سَجَدُوا
فَلْيَكُونُوا مِنْ وَرَائِكُمْ وَلْتَأْتِ طَائِفَةٌ أُخْرَىٰ لَمْ يُصَلُّوا فَلْيُصَلُّوا
مَعَكَ وَلْيَأْخُذُوا حِذْرَهُمْ وَأَسْلِحَتَهُمْ وَدَّ الَّذِينَ كَفَرُوا لَوْ تَغْفُلُونَ عَنْ
أَسْلِحَتِكُمْ وَأَمْتِعَتِكُمْ فَيَمِيلُونَ عَلَيْكُمْ مَيْلَةً وَاحِدَةً وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ
إِنْ كَانَ بِكُمْ أَذًى مِنْ مَطَرٍ أَوْ كُنْتُمْ مَرْضَىٰ أَنْ تَضَعُوا أَسْلِحَتَكُمْ وَخُذُوا
حِذْرَكُمْ إِنَّ اللَّهَ أَعَدَّ لِلْكَافِرِينَ عَذَابًا مُهِينًا **ف** اور جب تو ہین
ہو پھر اُنکو نماز مین کھڑا کرے تو چاہیے اُنکی ایک جماعت کھڑی ہو تیرے ساتھ اور ساتھ

ساتھ لیوین

لیوین اپنے ہتھیار پھر جب یہ سجدہ کر چکین تو پرے ہو جاوین اور آوے دوسری جماعت جنہ
نے نماز نہین کی وہ نماز کرین تیرے ساتھ اور پاس لیوین اپنے بچاؤ اور ہتھیار کافر چاہتے
ہین کسی طرح تم بے خبر ہو اپنے ہتھیارون سے اور اسباب سے تو تم پر جھک پڑین ایک
حملہ کر کر اور گناہ نہین تم پر اگر تمکو تکلیف ہو مینھ سے یا تم بیمار ہو کہ اُتار رکھو اپنے ہتھیار اور ساتھ
لو اپنا بچاؤ اللہ نے رکھی ہی منکرون کے واسطے ذلت کی مار **ف** موضح القرآن مین
ہی کہ یہ نماز خوف فرمائی کہ اگر وقت مقابلہ کا ہو تو فوج دو حصہ ہو جاوے ہر جماعت
آدھی نماز مین امام کے شریک ہو اور آدھی جدی پڑھے جبتک دوسری جماعت دشمن
کے مقابلہ رہے اور اسوقت نماز مین آمد و رفت معاف ہی اور ہتھیار اور زرہ یا سپر ساتھ
رکھین اور اگر اسقدر بھی فرصت ہو تو جماعت موقوف کرین تنہا پڑھ لین پیادہ اور سوار باشارہ اگر یہ
بھی فرصت نہ ملے تو قضا کرین **ف۲** اس آیۃ مین دونو طائفہ کا حکم مفصل نہین بیان ہی اس
لئے اسکی کیفیت مین اختلاف ہی امام مالک کہتے ہین کہ اسکا طریقہ یہ ہی کہ امام طائفہ
کے ساتھ ایک رکعت پڑھکر کھڑا رہے یہان تلک کہ یہ گروہ اپنی نماز تمام کر کے بعد سلام کے چلے
جاوین پھر دوسرے طائفہ کے ساتھ ایک رکعت اور پڑھکر بیٹھا رہے یہانتلک کہ یہ دوسرا
گروہ اپنی نماز تمام کر کے سلام کرے یہ بعینہ مذہب ہی شافعی کا اور ہمارے نزدیک طریقہ
یون ہی کہ امام پہلی رکعت ایک گروہ کے ساتھ پڑھے پھر وہ گروہ جاوے دشمن پاس کھڑا
رہے دوسرا گروہ آوے امام اُسکے ساتھ یہ رکعت دوسری پڑھکے پھر تنہا سلام کرے
پھر پہلا گروہ آوے نماز کے مقام مین دوسری رکعت تنہا پڑھے بغیر قراءۃ اور سلام
کر کے دشمن پاس جاوے پھر دوسرا گروہ آوے اُسی مقام مین دوسری رکعت تنہا پڑھے
بقراءۃ یہ مذہب منحصر ہین مسافر کے نماز مین اور اگر مقیم ہو تو رباعی مین پہلے طائفہ کے
ساتھ دو رکعت پڑھے پھر دوسری گروہ کے ساتھ دو رکعت اور پڑھے اور ثلاثی
مین پہلے کے ساتھ دو رکعت پڑھے اور دوسرے کے ساتھ ایک رکعت خلاصہ یہ ہی کہ خوف

کی نماز حضرت کے بعد بھی درست ہی اور یہی صحیح ہی اور ابو یوسف کہتے ہین کہ واذا کنت فیہم مین خطاب ہی خضر کو اس سے معلوم ہوا کہ یہ نماز خاص حضرت کے لیئے تھی اسکا جواب یہ ہی کہ حضرت سے خطاب ہونا عین امہ سے خطاب ہی کیونکہ ائمہ حضرت کے نائب ہین نقل ہی تفسیر احمدی سے

کتاب الجنائز

فصل جنازہ کے بیان ہی قولہ تعالی وَلَا تُصَلِّ عَلٰٓی اَحَدٍ مِّنْهُمْ مَّاتَ اَبَدًا وَّلَا تَقُمْ عَلٰی قَبْرِهٖ ۭ اِنَّهُمْ كَفَرُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَمَاتُوْا وَهُمْ فٰسِقُوْنَ ت اور نماز نہ پڑھنا نہین کسی پر جو مرجاوے کبھی اور نہ کھڑا ہو اسکے قبر پر وہ منکر ہوئے اللہ سے اور اسکے رسول سے اور مرے ہین بے حکم ف اکلیل مین ہی کہ اس سے معلوم ہوا کہ کافر پر نماز پڑھنی اور اسکے قبر پر کھڑا ہونا حرام ہی پر دفن اسکا جائز ہی اور مسلمان پر نماز پڑھنی اور دفن کرنا اسکا واجب ہی اور اسکے قبر پر کھڑا ہونا اور دعا اور استغفار کرنا مشروع ہی تفسیر احمدیہ مین ہی کہ فاسقون بمعنے کافرون ہی کیونکہ اگر نماز پڑھنے کی علت فسق ہو تو باطل ہو فاسق پر نماز پڑھنا اور حالانکہ جائز ہی باجماع صحابہ اور تابعین کے ف فقہا نے ذکر کیا ہی کہ کافر پر نماز کسیطرح درست نہین اگرچہ ولی اسکا مسلمان بھی ہو یہانتک کہ جو ایک شخص مین اشتباہ ہو کہ کافر تھا یا مومن اسپر نماز نہ پڑھے کیونکہ اگر کافر ہی تو کسیطرح نماز روا نہین اور جو مسلمان ہی اس سے نماز ترک کرنی فی الجملہ جائز ہی بخلاف اور احکام کے مثلاً ایک کافر مرا اور اسکا ولی مسلمان ہی اسکو غسل دے مثل غسل نجاست کے نہ غسل مسنون اور ایک خرقہ مین کہ اسکے ستر کو ڈھانک لے لپیٹے اور کفن نہ دیوے طریق مسنون سے اور گڑھا کھود کر گاڑ دے نہ لحد کرے اور نہ کفن کرے طریق مسنون سے

باب الشهيد

قوله تعالى وَلَا تَقُولُوا لِمَن يُقْتَلُ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ اَمْوَاتٌ بَلْ اَحْيَاءٌ وَّلٰكِن لَّا تَشْعُرُونَ ف اور نکہو جو کوئی مارا جاوے اللہ کی راہ مین کہ مردے ہین بلکہ وہ زندے ہین لیکن تمکو خبر نہین ف تفسیر احمدیہ مین ہے کہ یہ آیہ شہداء بدر کے شان مین ہے کہ چودہ مرد تھے اس سے معلوم ہوا کہ شہید کو حیات بقدر ذوق نعمت کے ہوتی ہے اور یہ آیۃ اگر خاص شہداء کے حق مین ہے تو اور مسلمانونکی تنعیم اور کافرونکی تعذیب اور آیۃ سے معلوم ہوتی ہے اور اگر عام ہے تو دلیل ہے ہر مومن صالح کی تنعیم اور حیوٰۃ پر اور خصوص شہداء کا ذکر شرافت کے لئے ہے اور بعضے اصول کے کتابونمین ہے کہ اشارۃ النص عام ہوتی ہے اس سے خاص کر لیتے ہین جیسے کہ شافعی نے کہا کہ شہید پر نماز نچاہیے کیونکہ وہ حکم زندہ مین ہین بل احیاء عند ربهم کے اشارۃ النص سے ثابت ہے جب بعضون نے شافعی پر اعتراض کی کہ حضرت نبیؐ نے حمزہ رض پر ستر نماز پڑھین اگر شہداء پر نماز پڑھنا نہوتا تو کیون پڑھتے انہون نے جواب دیا کہ حمزہ رض اس عموم سے خاص ہین انکے غیر پر عموم باقی ہے اور شہید وہ ہے جو مسلمان پاک اور بالغ مارا گیا تیز چیز سے مظلومیۃ ہین اس مارنے سے مال واجب نہو یا معرکہ مین مردہ یا زخمی پایا گیا اور مرتث نہوا ایسے پر دنیا کے احکام جیسے غسل اور کفن ندینا اور نماز پڑھنا جاری ہوتے ہین اور آخرت مین مرتبہ بڑا ملتا ہے

ف قوله تعالى ثُمَّ اَمَاتَهٗ فَاَقْبَرَهٗ ف پھر اسکو مردہ کیا پھر اسکو قبر مین رکھوایا ف اکلیل مین ہے کہ اس سے معلوم ہوا کہ مردونکو دفن کرنا واجب ہے

فصل صلوٰۃ فی الکعبہ کا بیان ہے قوله تعالى وَعَهِدْنَا اِلٰى اِبْرٰهِيمَ وَاِسْمٰعِيلَ اَنْ طَهِّرَا بَيْتِيَ ف اور کہہ دیا ہم نے ابراہیم اور اسمٰعیل کو کہ پاک کر رکھو میرا گھر ف اکلیل مین ہے کہ رازی نے کہا کہ لفظ بیتی للطائفین و العاکفین والرکع السجود سے پوچھا گیا کہ نفس کعبہ مین نماز درست ہے بخلاف

مالک سے آتا ہیں کہتا ہوں کہ لفظ لاطائفین سے اس استنباط کو رد کرتا ہے کیونکہ
طواف نفس کعبہ میں نہیں ہوتا جب معطوف علیہ نفس کعبہ میں نہوا معطوف بھی نہوگا

کتاب الزکوٰۃ

قولہ تعالےٰ وَاٰتُوا الزَّکٰوۃَ ور دیا کرو زکوٰۃ ف اس سے زکوٰۃ کی فرضیت معلوم ہوئی فصل سونے اور چاندی کے زکوٰۃ کا بیان ہے قولہ تعالےٰ وَالَّذِیْنَ یَکْنِزُوْنَ الذَّھَبَ وَالْفِضَّۃَ وَلَا یُنْفِقُوْنَھَا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ فَبَشِّرْھُمْ بِعَذَابٍ اَلِیْمٍ یَّوْمَ یُحْمٰی عَلَیْھَا فِیْ نَارِ جَھَنَّمَ فَتُکْوٰی بِھَا جِبَاھُھُمْ وَجُنُوْبُھُمْ وَظُھُوْرُھُمْ ھٰذَا مَا کَنَزْتُمْ لِاَنْفُسِکُمْ فَذُوْقُوْا مَا کُنْتُمْ تَکْنِزُوْنَ ت اور جو لوگ گاڑ رکھتے ہیں سونا اور روپا اور خرچ نہیں کرتے اللہ کی راہ میں سو انکو خوشخبری سنا دکھ والی مار کی جسدن آگ دہکا دینگے اسپر دوزخکی پھر داغینگے اس سے انکے ماتھے اور کروٹین اور پیٹھین یہ ہے جو تم گاڑتے تھے اپنے واسطے اب چکھو مزا اپنے گاڑنیکا ف اور تفسیر احمدی میں ہے کہ اس سے معلوم ہوا کہ سونے اور روپے میں زکوٰۃ واجب ہے یہ آیۃ اگرچہ وجوب میں مفصّل ہے پر مقدار اور شرطون میں مجمل حضرت نے اسکی تفصیل فرمائی کہ سونے میں جبتک بیس مثقال نہو زکوٰۃ نہیں واجب ہے اور چاندی میں جبتک دو سو درم نہو زکوٰۃ نہیں لیکن اس سے بھی بیان صاف منکشف نہیں ہوتا لہذا ایک شرط اور وجوب زکوٰۃ میں کی وہ پورے سال کا گذرنا ہے نصاب مذکور پر اور فارغ ہونا سب حاجتوں اصلی سے اور ہونا اسکا مملوک بملک تام ہر مکلف کو اور موجود ہونا اسکے پاس اور یہ عام ہے مردوں اور عورتونکے حق میں اس سے معلوم ہوا کہ عورتونکے زیور میں بھی زکوٰۃ واجب ہے اور شافعی کے نزدیک نہیں فصل تجارت کے زکوٰۃ کا بیان ہے قولہ تعالےٰ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْفِقُوْا مِنْ طَیِّبٰتِ مَا کَسَبْتُمْ وَمِمَّآ اَخْرَجْنَا لَکُمْ مِّنَ الْاَرْضِ وَلَا تَیَمَّمُوا الْخَبِیْثَ مِنْہُ تُنْفِقُوْنَ

وَلَسْتُمْ بِاٰخِذِيْهِ اِلَّآ اَنْ تُغْمِضُوْا فِيْهِ ؕ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ حَمِيْدٌ

اے ایمان والو خرچ کرو ستھری چیزین اپنے کمائی مین سے اور جو ہمنے نکال دیا تمکو زمین مین سے اور نیت نرکھو گندی چیز پر کہ خرچ کرو اور تم اب وہ نہ لوگے مگر جو آنکھین موندلو اور جان رکھو کہ اللہ بے پروا ہے خوبیون والا ف اکلیل مین ہے کہ اس آیۃ سے معلوم ہوا کہ مال تجارت مین اور دانون مین اور پھلون مین زکوۃ واجب ہے اور ناقص مال کا تصدق کرنا مکروہ ہے اور بہتر کا مستحب ابو حنیفہ نے اس سے دلیل پکڑی کہ جو زمین سے نکلے کم ہو یا زیادہ اسمین زکوۃ واجب ہے اور وَمِمَّآ اَخْرَجْنَا لَكُمْ مِّنَ الْاَرْضِ عام ہے روئیدگی ہو یا کھان یا گرا مال جو کسی نے زمین کو اکرا ہو یا اسپر زکوۃ چاہیے نہ مالک زمین پر ف فصل زکوۃ خارج کا بیان ہے قولہ تعالے وَهُوَ الَّذِيْٓ اَنْشَاَ جَنّٰتٍ مَّعْرُوْشٰتٍ وَّغَيْرَ مَعْرُوْشٰتٍ وَّالنَّخْلَ وَالزَّرْعَ مُخْتَلِفًا اُكُلُهٗ وَالزَّيْتُوْنَ وَالرُّمَّانَ مُتَشَابِهًا وَّغَيْرَ مُتَشَابِهٍ ؕ كُلُوْا مِنْ ثَمَرِهٖٓ اِذَآ اَثْمَرَ وَاٰتُوْا حَقَّهٗ يَوْمَ حَصَادِهٖ ۖ وَلَا تُسْرِفُوْا ؕ اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِيْنَ ف اور اسنے پیدا کیے باغ چھتر پر کے اور بغیر چھتر پر کے اور کھجور اور کھیتی کئی طرح ہے اسکا پھل اور زیتون اور انار ایسمین ملتا اور جدا کھاؤ اسکے پھل مین سے جسوقت پھل لاوے اور دو اسکا حق جسدن کٹے اور بیجا نہ اڑاؤ اسکو خوش نہین آتے اڑانے والے ف موضح القرآن مین ہے کہ اسکا حق دو جسدن کٹے یعنے زکوۃ اور مال کی زکوۃ ہے برس کے بعد اور اسکی زکوۃ ادا اسی دن ہے جسدن ہاتھ لگے جو زمین اپنی ملک مین ہو اور اسمین خراج نہ آتا ہو اسکے محصول مین حق اللہ کا ہے اگر پانی دیئے سے ہو تو بیسوان حصہ اگر بن پانی دئے سے ہو تو دسوان حصہ اور تفسیر احمدی مین ہے کہ آتوا صیغہ وجوب کے لیے ہے اور حق سے مراد زکوۃ ہے عشر ہو یا اسکا نصف اسکو فقہ مین زکوۃ فی الخارج کہتے ہین اور بیان مسئلہ کا یہ ہے کہ جو چیز زمین سے نکلی اسمین ابو حنیفہ کے نزدیک زکوۃ واجب

مگر ہیزم اور نے اور گیاہ یعنی پھر جو آسمان سے پانی پاوے اُسمین عشر چاہیے اور جو
مشکیزہ اور ڈول سے پانی پاوے اُسمین نصف عشر چاہیے اور سال بھر باقی
رہنا اور پانچ وسق کو پہنچنا شرط نہین ہی اور صاحبین شرط کہتے ہین اور ترکاری
مین امام کے نزدیک صدقہ ہی پر صاحبین کے نزدیک نہین اور جو شہد عشری
زمین مین ہو اُسمین بھی عشر ہی خواہ قلیل ہو خواہ کثیر اور شافعی کے نزدیک واجب
نہین اور جو شہد اور پھل پہاڑ مین ہو اسمین عشر واجب ہی ابوحنیفہ کے نزدیک
اور ابویوسف کے نزدیک نہین جو گھر کہ باغ ہو گیا اگر مسلمان اُسکو پانی عشری دیتا
ہی تو عشر اسمین واجب ہی اور جو پانی خراجی دیتا ہی تو خراج واجب ہی اور
جو ذمی اسکو پانی دیتا ہی تو خراج ہی واجب ہی گو عشری پانی دیتا ہو اور جو گھر
کہ رہنے کے لئے ہو اُسمین کچھ واجب نہین کیونکہ حضرت عمر رض نے مساکن مین عفو
کیا ہی **ف** اکلیل مین ہی کہ اس آیۃ سے دلیل پکڑی ہی جنے کہ زکوۃ ہر کھیت مین
اور پھل مین خصوصًا زیتون اور انار مین واجب گردانا ہی **فصل مصارف زکوۃ**
کا بیان ہی **قولہ تعالے** إِنَّمَا الصَّدَقَاتُ لِلْفُقَرَاءِ وَالْمَسَاكِينِ وَالْعَامِلِينَ
عَلَيْهَا وَالْمُؤَلَّفَةِ قُلُوبُهُمْ وَفِي الرِّقَابِ وَالْغَارِمِينَ وَفِي سَبِيلِ اللَّهِ وَابْنِ
السَّبِيلِ فَرِيضَةً مِنَ اللَّهِ وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ **ف** زکوۃ جو ہی سو حق ہی
مفلسونکا اور محتاجونکا اور اس کام پر جانیوالونکا اور جنکا دل پرچانا ہی اور گردن
چھڑانے مین اور جو تاوان بھرین اور اللہ کی راہ مین اور راہ کے مسافر کو ٹھہرا دیا ہی
اللہ کا اور اللہ سب جانتا ہی حکمت والا **ف** موضح القرآن مین ہی جس پاس
مال نہو وہ مفلس ہی گو حاجت چلی جاوے جیسے ہر روز کے محنتی اور محتاج جنکی
حاجت بند ہو اور زکوۃ کے عامل ہمیشہ پاوے موافق خرچ کے اور دل جنکا پرچانا
ہی وہ لوگ تھے کہ ابھی پر مسلمان ہوئے لیکن سردار قوم تھے اُنکے طفیل سے بہ

بھی مسلمان ہوئے اب علما انکو نہین گنتے اور گردن چھڑانی غلام کی آزادی یا بندا پیکی اور
تاوان دار جو قرضدار ہو اگرچہ مالدار ہو اور قرض برابر رکھتا ہو اور اللہ کی راہ یعنے جہاد کا
خرچ اور مسافر جو بے خرچ ہو اگرچہ گھر مین سب موجود رکھے ف فصل مسلمانون سے
زکوۃ لینا اور دعا دینے کا بیان ہی قولہ تعالے خذ من اموالہم صدقۃ
تطہرہم وتزکیہم بہا وصل علیہم ت لے انکے مال مین سے زکوۃ کہ انکو
پاک کرے اس سے اور دعا دے انکو ف اکلیل مین ہی کہ ابن ابی حاتم نے عکرمہ
سے اخراج کیا ہی کہ خذ من اموالہم سے مراد اونٹ اور گائی اور بکری اور غیر اسکے
ہی اس سے دلیل ہی کہ زکوۃ امام کو دینا واجب ہی اور مستحب ہی کہ امام زکوۃ دینے
والیکو دعا دے اور ظاہر معلوم ہوتا ہی کہ دعا امام پر واجب ہی اور بعضون نے ظاہر
آیت سے استدلال کی ہی کہ پیغمبر کے سوا اور پربھی درود بالاستقلال درست ہی

کتاب الصوم

قولہ تعالے یا ایہا الذین امنوا کتب علیکم الصیام کما کتب علی الذین من
قبلکم لعلکم تتقون ایاما معدودات فمن کان منکم مریضا او علی سفر
فعدۃ من ایام اخر وعلی الذین یطیقونہ فدیۃ طعام مسکین فمن تطوع
خیرا فہو خیر لہ وان تصوموا خیر لکم ان کنتم تعلمون ت اے ایمان
والو حکم ہوا تم پر روزیکا جیسے حکم تھا تم سے اگلون پر شاید تم پرہیزگار ہو جاؤ گنتی کے دن ہین گنتی کے پھر جو کوئی تم مین
بیمار ہو یا سفر مین تو گنتی چاہیے اور دنون سے اور جنکو طاقت ہی تو بدلا چاہیے ایک
فقیر کا کھانا پھر جو کوئی شوق سے کرے نیکی تو اسکو بہتر ہی اور روزہ رکھو تمہارا بھلا ہی
اگر تم سمجھ رکھتے ہو ف تفسیر احمدی مین ہی کہ کتب علیکم الصیام سے روزیکی فرضیت
معلوم ہوئی اور کما کتب مین جو تشبیہ ہی سو فقط روزیکی فرضیت مین ہی نہ تعین ایام
مین اس لئے کہ اگلون سابقین پر روزے رمضان کے فرض نہ تھے بلکہ اور روزے

سے تھے جیسے ایام بیض کے روزے آدم ؑ پر اور عاشورہ کا روزہ موسیٰ ؑ پر اور تشبیہ بھی
کیفیت میں اس لئے کہ مریم کا روزہ چپکے کا تھا اور اور لوگوں کا روزہ اسطرح تھا کہ آفتاب کے
ڈوبنے کے بعد فقط عشا تک کھانا اور پینا اور صحبت کرنا درست تھا نہ صبح تک اور
ایام معدودات سے روزے مہینے رمضان کے مراد ہیں اور فمن کان منکم مریضا
او علی سفر سے معلوم ہوا کہ مریض اور مسافر کو رخصت ہے افطار کی ف اور اللہ تعالیٰ نے
علی سفر فرمایا اور مسافر نہ کہا جیسے کہ مریضا فرمایا تھا اس لئے کہ علی استعلا کی معنوں پر آتا ہے
وہ مشعر ہے اسپر کہ سفر امر اختیاری ہے بخلاف مرض کے کہ وہ بے اختیاری ہے اس سبب
سے ہے کہ جو مقیم نے افطار کیا پھر مسافر ہوا اس سے کفارہ ساقط نہیں ہوتا اور جو
مریض کہ صحت کی حالت میں افطار کرے پھر اسی دن بیمار ہوا اس سے کفارہ ساقط
ہو جاتا ہے اور فعدة من ایام اخر سے معلوم ہوا کہ جو رمضان میں مریض اور مسافر نے
افطار کیا سوای رمضان کے تمام سال میں سکو اختیار ہے کہ قضا کرے لیکن پانچ دن
ایک عید الفطر دوسرا عید الضحیٰ اور تین دن ایام تشریق کہ گیارھویں اور بارھویں
اور تیرھویں تاریخ ذیحجہ کو ہیں مستثنیٰ ہیں کیونکہ حضرت نے فرمایا کہ ان دنوں میں
روزہ نہ رکھو کہ وہ ایام کھانے اور پینے اور عورتوں سے صحبت کرنے کے ہیں اور قضا میں
پے در پے ہونا شرط نہیں ہے وصلاً اور فصلاً سب طرح درست ہے اور وعلی الذین
یطیقونہ فدیة طعام مسکین کے دو معنے ہیں ایک یہ کہ جو لوگ طاقت روزہ کی رکھتے
ہیں پر عادت نہیں ہے انکو چاہیئے بدلہ ایک فقیر کا کھانا اس صورت میں یہ آیت محمول
ہے اوائل اسلام پر کہ پہلے ایسے ہی تخییر تھی جو چاہے روزہ رکھے اور جو چاہے اسکے
بدلے فدیہ دے بعد اسکے فمن شهد منكم الشهر فليصمه سے اختیار منسوخ ہوا دوسرے
یہ کہ لا نفی کا اس مقام سے محذوف ہے یا ہمزہ افعال کا سلب کے لئے ہے معنے
یہ ہیں کہ جو طاقت روزہ کی نہیں رکھتے ہیں وہ فدیہ دیں ایک غریب کا کھانا اس صورت

میں یہ آیۃ شیخ فانی کے حق میں ہے ف اکلیل میں ہے فمن کان منکم مریضا الآیۃ
سے دلیل پکڑی ہے اسنے کہ مباح کیا ہے فطر کو بمجرد مرض کے اگرچہ آسان بھی ہو اور بمجرد
سفر کے اگرچہ چھوٹا بھی ہو یا غیر مباح اور فعدۃ من ایام اخر سے بعضون نے دلیل
پکڑی ہے کہ قضا پر فور لازم نہیں ہے بخلاف داؤد کے کہ بر فور کے قائل ہیں اور جو
کوئی سارا رمضان افطار کرے وہ قضا کرے موافق دنون گنتی کے جو رمضان کے
تیس دن پورے تھے اور قضا کا مہینا کم نقصان نہیں کر سکتا اور جو رمضان کے
انتیس دن تھے اور قضا کا مہینا شہر کامل ہوا تو پورا مہینا قضا لازم نہیں بخلاف
اس شخص کے کہ جسنے دونو صورتین مخالفت کی ہے اور دلیل پکڑی ہے آیتہ سے اس
بات پر کہ جو روزے رمضان کے بڑے دنو نہیں تھے اور قضا چھوٹے دنون میں کیا
تو درست ہے اور طعام مسکین سے معلوم ہوا کہ اس فدیہ کا مصرف مسکینونکا گروہ ہے
نہ اہل زکوۃ اور ابو عبیدہ نے کہا کہ عورت حاملہ اور دودھ پلانیوالی میں اختلاف ہے
بعضون نے کہا ہے انپر فقط فدیہ ہے قضا نہیں اور بعضون نے کہا کہ فقط قضا ہے
فدیہ نہیں اور بعضون نے کہا کہ انپر دونو ہیں ہر قائل نے اپنے موافق آیۃ میں دلیل
کی ہے جو فقط فدیہ کے قائل ہیں وہ کہتے ہیں کہ یہ دونو عورتین ان میں سے ہیں جو
طاقت نہیں رکھتیں اور اہل سفر اور اہل مرض سے نہیں تھیں ایسے لوگ اہل فدیہ ہیں
اور جو فقط قضا کے قائل ہیں انھون نے ان دونونکو بیمارونمین گنا ہے اور جو فدیہ
اور قضا کے قائل ہیں وہ کہتے ہیں کہ اللہ نے عذر والونکے دو حکم فرمائے ایک آیۃ
میں قضا کا حکم دوسری آیۃ میں فدیہ کا ان دونونکو کسی میں نپایا اسلئے احتیاطا قضا
اور فدیہ دونون پر واجب کیا اور بعضون نے دلیل پکڑی ہے آیتہ سے کہ مسافر اور بیمار بھی
فدیہ دین عموم لفظ کے لیئے اسکا جواب یہ ہے کہ مسافر اور مریض کے حق میں پہلے فعدۃ من
ایام اخر ارشاد کیا وعلی الذین یطیقونہ فدیۃ طعام مسکین کو اسپر معطوف کیا

اور معطوف مجبر ہوتا ہے معطوف علیہ کا اور آیۃ مین رد ہے اس شخص پر جو قائل ہے کہ شیخ فانی سے روزہ ساقط ہوجاتا ہے بلا فدیہ اور جو قائل ہے کہ فدیہ یا لعتق بھی جائز ہے قولہ تعالے شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِيٓ أُنْزِلَ فِيهِ الْقُرْآنُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَبَيِّنَاتٍ مِّنَ الْهُدٰى وَالْفُرْقَانِ فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ وَمَنْ كَانَ مَرِيضًا أَوْ عَلٰى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ أَيَّامٍ أُخَرَ يُرِيدُ اللّٰهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيدُ بِكُمُ الْعُسْرَ وَلِتُكْمِلُوا الْعِدَّةَ وَلِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ عَلٰى مَا هَدٰىكُمْ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ ت مہینا رمضانکا جسمین نازل ہوا قرآن ہدایت واسطے لوگونکے اور کھلی نشانیان راہ کی اور فیصلہ پھر جو کوئی پاوے تم مین یہ مہینا تو اسکو روزہ رکھے اور جو کوئی ہو بیمار یا سفر مین تو گنتی چاہیے اور دنونسے اللہ چاہتا ہے تم پر آسانی اور نہین چاہتا تم پر مشکل اور اسواسطے کہ پوری کرو گنتی اور بڑائی کرو اللہ کی اسپر کہ تمکو راہ بتائی اور شاید تم احسان مانو ف موضح القرآن مین ہے کہ اس سے معلوم ہوا کہ رمضانکا مہینا اس سے بڑا ٹھہرا کہ اسمین اترا قرآن پس قرآنکی خدمت اس مہینہ مین اول چاہیے اسی سبب رسول خدا نے تقید کیا تراویح کا اور آپ چند روز جماعت کرکر پھر نکروائی کہ قرآن اشارہ ہے صریح فرض نہو جاوے ف اور اکلیل مین ہے کہ بعضے اصولیون نے دلیل پکڑی ہے فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ سے کہ مسافر اور مریض اور حائض پر روزہ واجب ہے کیونکہ وہ بھی فمن شہد مین داخل ہین اور ابو حنیفہ نے دلیل پکڑی ہے کہ جو بعض شہر مین شاہد ہو تو اسکو تمام روزے لازم ہین جو سفر کرے تو اسکو افطار مباح نہین ہے اور سعید بن منصور نے ابن عمر سے اور ابن ابی حاتم نے حضرت علی سے اخراج کیا کہ جو کوئی رمضان پاوے اپنے گھر مین پھر مسافرت اختیار کرے اسکو روزہ لازم ہے کیونکہ اللہ نے فرمایا فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ

فلیصمہ ف قولہ تعالے اُحِلَّ لَکُمْ لَیْلَۃَ الصِّیَامِ الرَّفَثُ اِلٰی نِسَآئِکُمْ ہُنَّ
لِبَاسٌ لَّکُمْ وَاَنْتُمْ لِبَاسٌ لَّہُنَّ عَلِمَ اللّٰہُ اَنَّکُمْ کُنْتُمْ تَخْتَانُوْنَ اَنْفُسَکُمْ فَتَابَ عَلَیْکُمْ
وَعَفَا عَنْکُمْ فَالْاٰنَ بَاشِرُوْہُنَّ وَابْتَغُوْا مَا کَتَبَ اللّٰہُ لَکُمْ وَکُلُوْا وَاشْرَبُوْا حَتّٰی
یَتَبَیَّنَ لَکُمُ الْخَیْطُ الْاَبْیَضُ مِنَ الْخَیْطِ الْاَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ ثُمَّ اَتِمُّوا الصِّیَامَ اِلَی الَّیْلِ

ف حلال ہوا تمکو روزی راتین بے پردہ ہونا اپنے عورتونسے وہ پوشاک ہین تمھاری اور تم پوشاک ہو انکی اللہ نے معلوم کیا کہ تم اپنی چوری کرتے تھے سو معاف کیا تمکو اور درگذر کی تمسے پھر اب ملو اُنسے اور چاہو جو لکھ دیا اللہ نے تمکو اور کھاؤ اور پیو جبتک صاف نظر آوے تمکو دھاری سفید جدی اور دھاری سیاہ سے فجر کی پھر پورا کرو روزہ رات تک ف تفسیر احمدی مین ہی کہ مفطرات یعنے صحبت عورتکی اور کھانا اور پینا مغرب سے عشا تک حلال تھا بعد اسکے حرام یہ حکم ہمارے حضرتکے زمانہ تک باقی رہا یہانتک کہ حضرت عمر رض اور بہت صحابہ نے شہوت سے رمضانکے راتونکو صحبت کی پھر نادم ہوکر صبحکو حضرتسے عرض کیا تب آیۃ اُحِلَّ لَکُمْ لَیْلَۃَ الصِّیَامِ الرَّفَثُ اتری اس سے معلوم ہوا کہ تمام رات فجر تک صحبت روا ہے فخر الاسلام بزدوی نے اشارۃ النص کے بحث مین کہا ہی کہ جو اللہ نے سبب جنابت کو یعنے جماع کو فجر تک مباح کیا اسمین اشارہ ہے کہ جنابت روزی کی منافی نہین ہے اس شخصکو کہ جنب ہوکر صبحکو اٹھا اسنے کہ جو آخر راتکو جماع کیا بیشک دنمین غسل واقع ہوگا اور بعضون نے کہا کہ صرمہ بن القیس الغنوی ایک شخص فقیر تھا مزدوری کرکے اپنے اہل کو کھلاتا تھا ایکمرتبہ رمضان مین تھک گیا اور راتکو سو گیا کھانا اسکو نہ ملا پھر دوسرے دن روزہ رکھا حضرت نے اُسکا چہرہ متغیر اور ضعیف دیکھکر حال پوچھا اس نے قصہ بیان کیا اسکے حق مین کُلُوْا وَاشْرَبُوْا الآیۃ نازل ہوئی اَتِمُّوا الصِّیَامَ اِلَی اللَّیْلِ مین اشارہ ہے کہ کفارہ کھانے اور پینے سے بھی واجب ہے اس لیے کہ اللہ نے

اس امت کو مباح کین وہ چیزین جو سابق مین حرام تھین اور آیۃ مین پہلے جماع کا ذکر کیا پھر کھانے اور پینے کا پھر فرمایا ثم اتموا الصیام الی اللیل معلوم ہوا کہ روزہ نام اسکا ہی کہ ان تینون سے باز رہے پس کفارہ کھانے اور پینے سے بھی واجب ہوگا جیسے جماع سے نہ جیسا کہ شافعی کہتے ہین کہ کفارہ فقط جماع سے واجب ہی نہ کھانے اور پینے سے اور آیۃ مین اشارہ ہی کہ نیت دن مین چاہیئے کیونکہ جب مفطرات فجر تک مباح فرمائین پھر ثم اتموا الصیام بحرف ثم کہا اور ثم تراخی کے لئے موضوع ہی تب معلوم ہوا کہ عزیمت بعد فجر کے ہی لامحالہ اسلئے کہ جب تک ایک جزبھی دن کا نہوگا رات منقضی نہوگی پھر ہم نے جائز رکھا ہی سنت سے کہ نیت فجر پر مقدم کرے اور ثم اتموا الصیام الی اللیل مین دلیل ہی کہ صوم وصال کا حرام ہی تصریح ہی اسکی کشاف اور مدارک مین اور اس ساری آیۃ سے روزہ کی حد معلوم ہوئی یعنی باز رہنا کھانے اور پینے اور صحبت سے مع نیت روزہ کے دن بھر اللیل مین ہی کہ وابتغوا ما کتب اللہ کو ابن عباس نے ایکروایت مین ساتھ ولد سے تفسیر کی ہی اور ایک روایت مین ساتھ لیلۃ القدر کے پس صحبت سے نسل کی اور اقامت سنت کی نیت کرے نہ فقط لذاتکی اور کلوا واشربوا حتی الفجر سے بعضون نے دلیل پکڑی ہی کہ جسکو شک ہو فجر کی طلوع مین اسکو کھانا روا ہی

باب الاعتکاف

قولہ تعالی وَلَا تُبَاشِرُوهُنَّ وَأَنْتُمْ عَاكِفُونَ فِي الْمَسَاجِدِ تِلْكَ حُدُودُ اللّٰهِ فَلَا تَقْرَبُوهَا كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ آيَاتِهِ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَّقُونَ **ف** اور نہ لگو انسے جب اعتکاف بیٹھے ہو مسجدون مین یہ حدین باندھی ہین اللہ کے سو انکے نزدیک نجاؤ اسیطرح بیان کرتا ہی اللہ اپنی آیتین لوگونکو شاید وہ بچتے رہین **ف** تفسیر احمدی مین ہی کہ صاحب کشاف نے کہا ہی کہ

وَاَنۡتُمۡ عَاكِفُوۡنَ فِی الۡمَسَاجِدِ سے دلیل ہی کہ اعتکاف نہین ہوتا مگر مسجد مین اور
کسی مسجد مین خاص نہین ہی اور بعضون نے کہا ہی کہ سوائے دو مسجد ونکے اور
مین اعتکاف نچاہیئے ایک مسجد بیت المقدس دوسری مسجد الحرام اور بعضون
نے کہا ہی کہ مسجد جامع چاہیئے اور عامہ اسی پر ہین اور اعتکاف لغت مین
فقط ٹھہرنیکو کہتے ہین اور فقہا کے نزدیک اُسے کہتے ہین کہ جو روزہ دار مسجد
جماعت مین بہ نیت ٹھہرے صاحب کشاف کا کلام صریح ہی کہ مسجد کی قید قرآن
سے مفہوم ہی اور امام زاہد کا کلام صریح ہی کہ روزہ کی قید قرآن سے معلوم ہی
ف۲ اکلیل مین ہی کہ اس آیۃ سے ابو حنیفہ رح نے دلیل پکڑی ہی کہ عورت غیر
مسجد مین اعتکاف کرے نہ مرد اس لیئے کہ عورت مرد و نکے خطاب مین داخل نہین
اور دلیل پکڑی ہی کہ روزہ اعتکاف مین شرط ہی کیونکہ خطاب فقط روزہ دارون
پر مقصور ہی اور اعتکاف ایکدن سے کم نہین ہوتا جیسے روزہ ایکدن سے کم نہین ہوتا

کتاب الحج

فصل پہلے کعبہ کے تعظیم کا بیان ہی **قولہ تعالےٰ وَاِذۡ جَعَلۡنَا الۡبَیۡتَ
مَثَابَةً لِّلنَّاسِ وَاَمۡنًا** ف۱ اور جب ٹھہرایا ہم نے یہ گھر کعبہ کو اجتماع کی جگہہ
لوگونکی اور پناہ **ف** تفسیر احمدی مین ہی زاہدی اور بیضاوی اور حسینی سے کہ امن
مراد یہ ہی کہ اُسکے حرم مین قتل اور غارت حرام ہی یا پناہ ہی جنون اور جذام
اور برص سے یا زبر دستون سے یا شکارونکا پناہ ہی یہانتک کہ شیر یا بھیڑیا
یا جو ہرن کا پیچھا کرے اور ہرن حرم مین آوے تو اسکے پیچھے سے باز رہتا ہی
یا پناہ ہی اللہ کے عذاب سے **ف۲** اور مکہ کے حرم کی حد مشہور کتابونمین نہین پر
فقہ کے حاشیو مین ہی کہ حرم مکہ کے گرد کو کہتے ہین مشرق کیطرف چھہ میل اور
مغرب کیطرف چوبیس میل اور بعضونکے نزدیک تین میل ہین یہ صحیح ہی اور شمال

کیطرف اٹھارہ میل اور جنوب کیطرف چوبیس میل قوله تعالے اِنَّ اَوَّلَ بَیْتٍ وُّضِعَ
لِلنَّاسِ لَلَّذِیْ بِبَکَّةَ مُبَارَکًا وَّهُدًی لِّلْعٰلَمِیْنَ فِیْهِ اٰیٰتٌ بَیِّنٰتٌ مَّقَامُ اِبْرٰهِیْمَ
وَمَنْ دَخَلَهٗ کَانَ اٰمِنًا وَلِلّٰهِ عَلَی النَّاسِ حِجُّ الْبَیْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَیْهِ سَبِیْلًا
ف تحقیق پہلا گھر جو ٹھہرا لوگونکے واسطے وہی ہے جو مکہ مین ہے برکت والا اور
نیک راہ جہانکے لوگونکو اسمین نشانیان ظاہر ہین کھڑے ہونیکی جگہہ ابراہیم کی اور جو اُسکے
اندر آیا اسکو امن ملا اور اللہ کا حق ہے لوگون پر حج کرنا اس گھر کا جو کوئی پاوے
اس تک راہ ف من دخله کان آمنا سے اکثرون نے یہ مراد لی ہے کہ جو اُسکے
اندر آیا جاہلیت والا امن ہوا قتل اور غارت سے اور جو اسکے اندر آیا اسلام
والا خون ریزی وغیرہ کئے ہوئے وہ امن ہوا حدود اور قصاص سے ف اور
وللّٰه علی النّاس حج البیت الآیة سے معلوم ہوا کہ جو استطاعت رکھتا ہو اسپر حج فرض
ہے استطاعت السبیل مین اختلاف ہے شافعی کہتے ہین کہ استطاعت عبارت ہے
زاد اور راحلہ سے اور پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی استطاعت السبیل کو زاد اور راحلہ کرکے
تفسیر کی ہے اور مالک کہتے ہین کہ صحیح ہونا بدنکا اور قادر ہونا چلنے پر اور سفر پر کہ
اُسی سے زاد اور راحلہ حاصل ہو استطاعت ہے اور ہمارے امام فرماتے ہین کہ
بدنکا صحیح اور قادر ہونا زاد و راحلہ پر شرط ہے بلکہ امن راہ بھی اور زاد اور راحلہ مین شرط
ہے کہ کفایت کرے آتے اور جاتے اور فاضل ہو اسکے ضروریات سے اور
اسکے عیال کے نفقہ سے اور اسوقت تک کہ وہ پھرے اپنے گھر کو اور راحلہ مین
اسقدر چاہیے کہ ایک جانب محمل کے دونو جانبون اسکے سے کرایہ لے سکتا ہو یا ایک
سواری اونٹ کی کہ اسکا اسباب لے چلے اور ہدایہ مین ہے کہ اگر اسقدر مال ہو کہ ایک اونٹ
کو دو آدمی کرایہ کرین اور ایک پیچھے دوسرے کے بیٹھے تو اسپر حج فرض نہین فصل قوله تعالی
وَاِذْ بَوَّاْنَا لِاِبْرٰهِیْمَ مَکَانَ الْبَیْتِ اَنْ لَّا تُشْرِکْ بِیْ شَیْـًٔا وَّطَهِّرْ بَیْتِیَ

لِلطَّائِفِينَ وَالْقَائِمِينَ وَالرُّكَّعِ السُّجُودِ وَأَذِّنْ فِي النَّاسِ بِالْحَجِّ يَأْتُوكَ رِجَالًا
وَعَلَىٰ كُلِّ ضَامِرٍ يَأْتِينَ مِنْ كُلِّ فَجٍّ عَمِيقٍ ف اور جب ٹھیک کر دیا ہم نے ابراہیم کو
ٹھکانا اُس گھر کا کہ شریک نہ کر میرے ساتھ کسیکو اور پاک رکھ میرا گھر طواف کرنیوالون
کے واسطے اور کھڑے رہنے والونکے اور رکوع اور سجدہ کرنیوالونکے اور پکار دے
لوگونمین حج کے واسطے کہ آوین تیری طرف پانو چلتے اور سوار ہو کر دبلے دبلے
اونٹون پر چلے آتے راہون دور سے ف یاتوک رجالا سے پوچھا گیا کہ حج مین
پیادہ اور سوار چلنا درست ہے ابن عربی نے کہا ہے کہ ہمارے علما نے رجالا کی
تقدم سے دلیل پکڑی ہے کہ پیادہ جانا افضل ہے ایسا ہی ہے احمدی اور بیضاوی اور
اکلیل مین موضح القرآن مین ہے کہ اپنے شوق سے ہزارون خلق پیادہ آتے ہین لیکن فرض
تب ہے کہ سواری پیدا ہو اگر مکہ نزدیک ہے یا کسی شخص کو چلنے کی عادت ہے تو
امام مالک کے نزدیک فرض ہے فصل حج کے وقت کا بیان ہے اور غیر اسکے
کا قولہ تعالے الْحَجُّ أَشْهُرٌ مَعْلُومَاتٌ فَمَنْ فَرَضَ فِيهِنَّ الْحَجَّ فَلَا رَفَثَ وَلَا
فُسُوقَ وَلَا جِدَالَ فِي الْحَجِّ وَمَا تَفْعَلُوا مِنْ خَيْرٍ يَعْلَمْهُ اللَّهُ وَتَزَوَّدُوا فَإِنَّ
خَيْرَ الزَّادِ التَّقْوَىٰ وَاتَّقُونِ يَا أُولِي الْأَلْبَابِ لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَنْ
تَبْتَغُوا فَضْلًا مِنْ رَبِّكُمْ فَإِذَا أَفَضْتُمْ مِنْ عَرَفَاتٍ فَاذْكُرُوا اللَّهَ عِنْدَ
الْمَشْعَرِ الْحَرَامِ وَاذْكُرُوهُ كَمَا هَدَاكُمْ وَإِنْ كُنْتُمْ مِنْ قَبْلِهِ لَمِنَ الضَّالِّينَ ثُمَّ
أَفِيضُوا مِنْ حَيْثُ أَفَاضَ النَّاسُ وَاسْتَغْفِرُوا اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ
ف حج کے کئی مہینے ہین معلوم پھر جس نے لازم کر لیا اُنمین حج تو بے پردہ
ہونا نہین عورتون سے نہ گناہ کرنا نہ جھگڑا کرنا حج مین اور جو کچھ تم کروگے نیکی وہ اللہ
کو معلوم ہوگی اور خرچ راہ لیا کرو کہ خرچ راہ مین بہتر ہے گناہ سے بچنا اور مجھ سے
ڈرتے رہو اے عقلمندو کچھ گناہ نہین تم پر کہ تلاش کرو اپنے ربکا فضل پھر جب طوف کر

چلو عرفات سے تو یاد کرو اللہ کو نزدیک مشعر الحرام کے اور اسکو یاد کرو جس طرح
تکو سکھایا اور تم تھے اس سے پہلے راہ بھولے پھر طواف کو چلو جہان سے
سب لوگ چلین اور گناہ بخشواؤ اللہ سے اللہ ہی بخشنے والا مہربان ف حج کا
وقت شوال اور ذیقعدہ اور دس دن ذی الحج کے ہین ہمارے نزدیک اور
شافعی کے نزدیک نو دن ذی الحج کے معہ دسوین تاریخکی رات اس صورتمین
عید قربان کا دن حج کے وقت مین داخل نہین ہی اور مالک کے نزدیک تمام
ذی حج کا مہینا ہی اور خلاف اسلیئے ہی کہ شافعی کے نزدیک وقت سے
مراد وقت احرام ہی وہ نحر کے دن صحیح نہین اور مالک کے نزدیک مراد وقت ہی
کہ جسمین سوائے حج کے اور شخص نہون اسصورتمین عمرہ انکے نزدیک ذی الحج کے
بقیہ مین مکروہ ہی اور ہمارے نزدیک وہ وقت ہی کہ اسمین حج کے اعمال اور
اور مناسک بھی ادا ہون وہ ہمارے قول مین حاصل ہی اور رفث سے مراد
جماع ہی یا ذکر جماع کا عورتونکے پاس یا کلام فاحش اس سے معلوم ہوا کہ
احرام مین نکاح کرنا منع نہین جو محرم اور محرمہ نکاح کرین تو اسکو درست ہی پر جماع
نکرین اور فسق وہ گناہ ہی کہ شرع کے حدون سے نکل جاوے یا مسلمانونکو لقب
بد سے پکارنا اور جدال سے مراد جھگڑا کرنا رفیقون اور خادمون سے یا جھگڑا
کرنا مشرکونکا حج کے وقت تقدیم اور تاخیر مین کیونکہ مشرک مخالف تھے تمام عرب
کے وہ مشعر الحرام مین ٹھہرتے اور سب عرفہ مین اور یمن والے بے زاد اور راحلہ
جاتے شدت حاجت سے اہل مکہ سے سوال کرتے لوگونکو رنج ہوتا اللہ نے ارشاد فرمایا
وتزودوا یعنے اپنے گھر وسے زاد لو اور کھانا نہ مانگو اور ایک قوم گمان کرتی تھی کہ
جو لوگ حج کو آتے ہین اور تجارت وغیرہ کرتے ہین تو وہ حاجی نہین ہین اور حج کا
ثواب انکو نہین اللہ نے فرمایا لیس علیکم جناح ان تبتغوا فضلا من ربکم

یعنے تمکو نفع اور فائدہ تجارتکا مباح ہی اس سے معلوم ہوا کہ حج کے راہ
مین تجارت اور سب کسب درست ہین اور فمن فرض مین مشروعیت ہی
نیت کی اور تلبیہ کی ابن منذر نے ابن مسعود اور ابن زبیر سے اور ابن
جریر نے ابن عباس سے اخراج کیا ہی کہ فرض سے مراد احرام ہی اور
ابن حاتم نے ابن عمر سے اور ابن المنذر نے ابن عباس سے اخراج کیا
کہ احلال مراد ہی اور سعید بن منصور نے عطا سے اخراج کیا کہ تلبیہ مراد ہی
اور تزودوا فان خیر الزاد التقوی مین کئی باتین ہین ایک یہ کہ تزود
مستحب ہی دوسری یہ کہ تزود توکل کی منافی نہین تیسری یہ کہ سوال بد ہی
اور فاذا افضتم من عرفات فاذکروا اللہ عند المشعر الحرام مین دلیل ہی
کہ عرفات مین ٹھہرنا فرض ہی کیونکہ افاضت نہین ہوتا ہی مگر وقوف کے
بعد اس لئے کہ افاضت کے معنے ہین ٹھہرنا اور بکثرت پانی کا گرنا اور افضتم کا
مفعول محذوف ہی یعنے پھیرو ذاتون اپنے کو عرفات سے اس سے معلوم
ہوا کہ پہلے عرفات مین کھڑے تھے پھر حکم ہوا وہان سے چلنے کا اور عرفات
جمع عرفہ کی ہی نام ایک موقف کا ہی ف۲ اکلیل اور موضح القرآن مین ہی
کہ یہ بھی کفر کی غلطی تھی کہ مکے کے ساکن عرفات تک نجاتے کہ عرفات حرم سے
باہر ہی حد پر کھڑے رہتے سو فرمایا کہ جہان سے سب لوگ چلین طواف کو
تم بھی چلو اور اگلی تقصیر پر نادم ہو **فصل** طواف زیارتکا بیان ہی قولہ تعالی
وَلْيَطَّوَّفُوا بِالْبَيْتِ الْعَتِيقِ ف اور طواف کرین اس قدیم گھر کا ف
یہ امر وجوب کے لئے ہی اس سے مراد ہی طواف زیارتکا اور ہو سکتا ہی
کہ طواف رجوع مراد ہو اسلئے کہ آیت آفاقی کے حق مین ہی اور عتیق قدیم کو
کہتے ہین اسلئے کہ پہلے وہی گھر بنا ہی یا یہ کہ جبابرہ کے ہاتھ سے آزاد رہا

اور جو حجاج نے بے ادبی کی اسکو کعبہ کا ہدم منظور نتھا فقط ابن زبیر کے لئے حیلہ کیا تھا پھر بنا دیا یا نوحؑ کے طوفان مین غرق سے آزاد رہا اور اہل اصول نے ذکر کیا ہی کہ محدث کو طواف کعبہ کا جائز ہی اور شافعی کہتے ہین کہ نہین جائز ہی کیونکہ اسکے اعمال مین شرطین نماز کے چاہئین اس لئے کہ حضرتؐ نے فرمایا الطواف الصلوۃ ہم جواب دیتے ہین کہ نص غیر مقید ہی طہارت سے وہ خاص ہی محتمل بیان کے نہین پس خبر واحد اسکی بیان نہوگی بل زیادت ہوگی اور زیادت بمنزلہ نسخ کے ہی ہمارے نزدیک اور خبر واحد سے کتاب کا نسخ ہرگز جائز نہین پس محدث کو طواف درست ہوگا اور حطیم کعبہ مین داخل ہی اسکا بیان شرح وقایہ مین مفصل ہی کہ طواف اسکے ورا مین واجب ہی پر اسکے طرف نماز جائز نہین ایسی ہی ہی تفسیر احمدیہ مین **فصل** خلف مقام کے دوگانہ پڑھنے کا بیان ہی **قولہ تعالی** وَاتَّخِذُوا مِن مَّقَامِ إِبْرَاهِيمَ مُصَلًّى **ف** اور کر رکھو جہان کھڑا ہوا ابراہیم نماز کی جگہہ **ف** تفسیر احمدیہ مین ہی کہ مقام ابراہیم وہ پتھر ہی کہ جسمین ابراہیم کی قدمونکا نشان ہی یہ امر استحباب کے لئے ہی کیونکہ نماز کعبہ کے گرد چارون طرف روا ہی کسی سمت کی تخصیص نہین **ف** اور بعضے سارے حرم کو مقام ابراہیم کہتے ہین اور بعضے مواضع مناسک کو اور بعضے مکہ کو اور مسجد اور خانہ کعبہ کو **فصل** سعی بین الصفا والمروہ کا بیان ہی **قولہ تعالی** إِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِن شَعَائِرِ اللَّهِ فَمَنْ حَجَّ الْبَيْتَ أَوِ اعْتَمَرَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ أَن يَطَّوَّفَ بِهِمَا وَمَن تَطَوَّعَ خَيْرًا فَإِنَّ اللَّهَ شَاكِرٌ عَلِيمٌ **ف** صفا اور مروہ جو ہین نشان ہین اللہ کے پھر جو کوئی حج کرے اس گھر کا یا زیارت تو گناہ نہین اسکو کہ طواف کرے ان دونون مین جو کوئی شوق سے کرے کچھ نیکی تو اللہ قدردان ہی سب

جاننا ف موضح القرآن میں ہے کہ صفا اور مروہ دو پہاڑ ہیں مکے کے شہر
میں عرب کے لوگ حضرت ابراہیم کے وقت سے ہمیشہ حج کرتے رہے ہیں
لیکن کفر کے وقتوں میں اکثر غلطیاں پڑ گئیں تھیں ان دو پہاڑوں پر دو بت دھرے
تھے حج میں وہاں بھی طواف کرتے تھے جب لوگ مسلمان ہوئے جانا کہ یہ
کفر کی غلطی تھی اب وہاں نہ جایا چاہیے اسپر یہ آیۃ اتری ف اور تفسیر
احمدی میں ہے کہ سعی احمد بن حنبل کے نزدیک سنت ہے یہی قول ہے انس
بن مالک اور ابن عباس کا جیسا کہ تصریح کی قاضی بیضاوی اور صاحب کشاف
نے کیونکہ آیۃ کے مفہوم سے اباحت ہے اور رسول اور صحابہ کے فعل سے
جانب وقوع کو رجحان ہوا پس سنت ہوئی اور مالک اور شافعی کہتے ہیں
کہ رکن ہے کیونکہ حضرت نے فرمایا کہ دوڑو تم اللہ نے تم پر دوڑنا لکھ دیا ہے
اور ہمارے نزدیک واجب ہے کیونکہ حضرت اور آپ کے اصحاب نے
اس پر مداومت فرمائی کبھی ترک نہیں کیا پس واجب ہوا اسکے ترک
سے دم واجب ہوتا ہے جیسا کہ فقہ میں معلوم ہوا اور حضرت کے قول
میں جو لکھ دینا مذکور ہے سو لکھ دینا استحباباً مراد ہے نہ وجوباً فصل عمرہ
کا بیان ہے قولہ تعالیٰ وَاَتِمُّوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ لِلّٰهِ ف اور پورا کرو
حج اور عمرہ اللہ کے واسطے ف حج میں تین فرض ہیں احرام باندھنا اور
عرفہ میں ٹھہرنا اور طواف زیارت کرنا اور چار واجب ہیں مزدلفہ میں ٹھہرنا
اور صفا اور مروہ کے مابین میں سعی کرنا اور رمی الجمار اور طواف رجوع
کرنا آفاقی کو اور حلق وغیرہ سنت اور آداب ہیں اور عمرہ میں دو رکن
ہیں طواف اور سعی اسمیں توقیت نہیں سال بھر درست ہے پر عرفہ کے
دن اور دسویں گیارھویں بارھویں تیرھویں ذی الحجہ کی مکروہ ہے یہ فرق ہے

درمیان حج اور عمرہ کے جو کوئی کہے کہ اگر اتموا کا صیغہ وجوب کے لئے ہی
تو چاہیے عمرہ بھی واجب ہو حج کی طرح جیسے کہ مذہب ہی امام شافعی کا
اور اگر ندب کے لئے ہی چاہیے حج مثل عمرہ کے سنت ہو یہ خلاف ہی
مذہب کے تو اسکا جواب ظاہر یہ ہی کہ یہ امر ندب کے لئے اس لئے
ہی کہ ابتداء اسلام مین حج اور عمرہ دونو مندوب تھے پھر حج کی فرضیت
وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ سے ثابت ہوئی اور اتموا کے لفظ سے
دلیل ہی اسبات پر کہ جو حج اور عمرہ شروع کرے فرض ہو یا نفل اسکو تمام
کرنا واجب ہی بعضون نے دلیل پکڑی ہی کہ حج اور عمرہ دونو کا علیحدہ
ہونا افضل ہی اور بعضون نے اتمام سے یہ مراد لی ہی کہ قصد حج اور عمرہ
کا خالص ہو نہ قصد ہو اسمین تجارت اور تماشا دیکھنا اور نفقہ حلال ہو اور بعضون
نے کہا کہ دونو کی مناسک تمام اور کمال علیحدہ علیحدہ ادا کرے اور بعضون
نے عموم آیۃ سے حجت پکڑی کہ جو احرام جماع سے فاسد ہو تو تمام کرے فصل
عمرہ مین حلق کا شرط ہونیکا بیان ہی **قولہ تعالےٰ** لَقَدْ صَدَقَ اللّٰهُ
رَسُولَهُ الرُّؤْيَا بِالْحَقِّ لَتَدْخُلُنَّ الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ آمِنِينَ
مُحَلِّقِينَ رُءُوسَكُمْ وَمُقَصِّرِينَ لَا تَخَافُونَ فَعَلِمَ مَا لَمْ تَعْلَمُوا فَجَعَلَ
مِنْ دُونِ ذٰلِكَ فَتْحًا قَرِيبًا ت اللہ نے سچ دکھایا ہی اپنے رسول
کو خواب بتحقیق تم داخل ہو رہوگے ادب والی مسجد مین اگر اللہ نے چاہا ما
چین سے بال مونڈتے اپنے سرون کے اور کترتے بے خطرہ پھر جانا جو
تم نہین جانتے پھر ٹھہرادی اسکے ورے ایک فتح نزدیک ف اکلیل مین
ہی کہ لتدخلن المسجد الحرام انشاء اللہ سے پوچھا گیا کہ ہر کلام
مین مشیت کا ذکر مستحب ہی اور محلقین رءوسکم ومقصرین سے

معلوم ہوا کہ حلق غیر معین ہے بلکہ اسکے عوض تقصیر ہے اور حلق اور تقصیر خاص ہے سر کے لیئے نہ ڈارھی اور تمام بدنکے بالکے لیے قولہ تعالے وَاذْكُرُوا اللّٰهَ فِيْ اَيَّامٍ مَّعْدُوْدٰتٍ فَمَنْ تَعَجَّلَ فِيْ يَوْمَيْنِ فَلَآ اِثْمَ عَلَيْهِ وَمَنْ تَاَخَّرَ فَلَآ اِثْمَ عَلَيْهِ لِمَنِ اتَّقٰى وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّكُمْ اِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ **ت** اور یاد کرو اللہ کو گنتی کے دن گنتی کے پھر جو کوئی جلدی چلا گیا دو دنمین اسپر نہین گناہ اور جو کوئی رہگیا اسپر نہین گناہ جو اولی کہ ڈرتا رہے اور ڈرتے رہو اللہ سے اور جان رکھو کہ تم اسی پاس جمع ہوگے **ف** ایام معدودات سے ایام تشریق مراد ہین اور ذکر سے تکبیر نمازونکی یعنی کہ واجب ہے اسپر جو جماعت سے نماز پڑھے عرفہ کی فجر سے عید کی عصر تک امام کے نزدیک اور آخر ایام تشریق کے عصر تک صاحبین کے نزدیک اور اسی پر عمل ہے اس صورتمین امر وجوب کے لیئے ہے یا وہ تکبیر جو بطن وادی جمرہ عقبہ کو سات کنکر پھینکتے اور ہر کنکر پر تکبیر کہتے ہین اس صورتمین اگرچہ رمی واجب ہے پر تکبیر سنت ہے امر استحباب کے لیئے ہے **فصل** احرام مین صید حرام ہونے کا بیان ہے **قولہ تعالے** يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَوْفُوْا بِالْعُقُوْدِ اُحِلَّتْ لَكُمْ بَهِيْمَةُ الْاَنْعَامِ اِلَّا مَا يُتْلٰى عَلَيْكُمْ غَيْرَ مُحِلِّي الصَّيْدِ وَاَنْتُمْ حُرُمٌ **ت** اے ایمان والو پورا کرو قرار حلال ہو تمکو چوپائے مواشی سوا اسکے جو تمکو سنا دینگے مگر حلال نجانو شکار کو اپنے احرام مین **ف** موضح القرآنمین ہے کہ مواشی وہ جانور ہین کہ جنکو لوگ پالتے ہین کھانیکو جیسے گائے بکری پھر جنگل کے ہرن اور نیلہ گاؤ وغیرہ اسمین داخل ہین کہ جنس ایک ہے انکو احرام کے وقت اور اسیطرح حرم کے مکانمین حرام فرمایا اسکے ساتھ حرم کے آداب اور بھی فرمائے **ف۳ قولہ تعالے** يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقْتُلُوا الصَّيْدَ وَاَنْتُمْ حُرُمٌ **ت** اے ایمان والو نہ مارو شکار جسوقت تم ہو احرام مین **ف** صید سے مراد وہ حیوان ہے کہ اس سے وحشت ہو خواہ ماکول اللحم ہو خواہ غیر ماکول اللحم اور مالک

اور شافعی خاص کرتے ہین ماکول اللحم کو ہر تقدیر مین گزندہ کتا اور کوا اور بچھو اور چوہا اور چیل اس آیۃ سے مستثنیٰ ہین اور مچھر اور پسو اور قراد اور کچھوا اور چیونٹی ہمارے نزدیک عفو ہے بخلاف زفر کے اور بعضون نے عموم آیۃ سے دلیل پکڑی ہے کہ چوہا اور کوا اور کتا اور مثل اسکے موذیات مین اسے نہ قتل کرے مگر حدیث سے یہ مردود ہے ایسا ہی تفسیر احمدی اور اکلیل مین **قوله تعالیٰ** أُحِلَّ لَكُمْ صَيْدُ الْبَحْرِ وَطَعَامُهُ مَتَاعًا لَّكُمْ وَلِلسَّيَّارَةِ وَحُرِّمَ عَلَيْكُمْ صَيْدُ الْبَرِّ مَا دُمْتُمْ حُرُمًا **ت** حلال ہوا دریا کا شکار اور اسکا کھانا فائدہ کو تمہارے اور مسافرونکے اور حرام ہے تم پر شکار جنگل کا جب تک ہو احرام مین **ف** موضح القرآن مین ہے کہ احرام مین دریا کا شکار یعنے مچھلی حلال ہے اور دریا کا شکار کھانا یعنے مچھلی پانی سے جدا ہو کر مرگئی اور اس نے نہین پکڑی وہ بھی حلال ہے اور مدارک مین ہے کہ حلال ہے دریا کا شکار ماکول اللحم ہو یا غیر ماکول اللحم اور وہ وہ ہے کہ سوا پانی کے اور جگہہ نہ جئے مدعا یہ ہے کہ دریا مین جتنی چیزین شکار ہوتی ہین ان سب سے نفع لینا حلال ہے اور جو چیز دریا کی کھائی جاوے اسکا کھانا حلال ہے مقیمونکے لئے کہ وہ گوشت تازہ کھاوین اور مسافرونکے لئے یعنے فقط مچھلی کہ اسکے بھونے گوشت کو راہ مین لیجاوین جیسے حضرت موسیٰ جب خضر پاس چلنے لگے مچھلی کا توشہ لیگئے اور جنگل کا شکار وہ ہے کہ جو جنگل مین بچے دیوے گو بعض وقت پانی مین رہے جیسی بط کہ جنگلی ہے بچے جنگل مین دیتی ہے دریا اسکا گویا چراگاہ ہے **ف ۲** **فصل تمتع کا بیان ہے** **قوله تعالیٰ** فَإِذَا أَمِنتُمْ فَمَن تَمَتَّعَ بِالْعُمْرَةِ إِلَى الْحَجِّ فَمَا اسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْيِ فَمَن لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ فِي الْحَجِّ وَسَبْعَةٍ إِذَا رَجَعْتُمْ تِلْكَ عَشَرَةٌ كَامِلَةٌ ذَٰلِكَ لِمَن لَّمْ يَكُنْ أَهْلُهُ حَاضِرِي الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَاتَّقُوا اللَّهَ وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ شَدِيدُ الْعِقَابِ **ت** پھر جب تمکو خاطر جمع ہو تو جو کوئی فائدہ لیوے عمرہ ملا کر حج

کے ساتھ جو میسر ہو قربانی پہنچا دے پھر جسکو پیدا نہو تو روزہ تین دن کا حج کے وقتمین
اور سات دن جب پھر کر جاؤ یہ دس ہوئے پورے یہ اسکو ہے جسکی گھر والے نہوں
رہتے مسجد الحرام پاس اور ڈرتے رہو اللہ سے اور جان رکھو کہ اللہ کا عذاب سخت ہے
ف تفسیر احمدیہ مین ہے کہ حج اور عمرہ کے تین طریق ہین ایک یہ کہ حج کا احرام باندھے اور
اسکے اعمال اور افعال ادا کرے پھر عمرہ کا احرام باندھے اور اسکے اعمال اور افعال
ادا کرے اسکو افراد کہتے ہین دوسری یہ کہ میقات سے حج اور عمرہ دونو کا احرام
باندھے اور کہے لبیک بحجۃ وعمرۃ اور شافعی کے نزدیک اس صورتمین فقط حج کے اعمال
کرنے مین عمرہ اسکے ضمن مین ہو جاتا ہے پر ہمارے نزدیک دونو احرام ساتھہی باندھے
ہین پہلے عمرہ کے افعال کرے سات بار طواف بعد اسکے صفا اور مروہ مین دوڑنا پھر
حج کے افعال کرے سات بار طواف قدوم کرے بعد اسکے کرے وہ حج کے افعال
کہ جسکا بیان گذرا اسکو قران کہتے ہین تیسری یہ کہ عمرہ احرام میقات سے باندھے
اور مکہ مین آکر اسکے اعمال سے فارغ ہوکر احرام سے نکلے اور ممنوعات سے فائدہ
مند ہو پھر احرام باندھے مکہ مین حج کا ترویہ کے دن اور قبل اسکے افضل ہے اور
حج کے افعال ادا کرے پر اسکا حکم ہے کہ جو قربانی نلاوے اور جو قربانی لاوے وہ
احرام سے نہ نکلے پھر حج کا احرام ترویہ کو مکے کے رہنے والون کے طرح باندھے اسکو
تمتع کہتے ہین شافعی کے نزدیک افراد قران اور تمتع سے افضل ہے اور مالک کے
نزدیک تمتع قران سے افضل ہے اور قران افراد سے اور ہمارے نزدیک قران
افضل ہے تمتع اور افراد سے اللہ تعالے نے اس آیۃ سے تمتع کے احکام بیان فرمائے
یعنے متمتع کو قربانی ضرور ہے نحر کے دن اونٹ یا گائی یا بکری یہ عید کے قربانی کے
قائم مقام نہین اور ہمارے نزدیک متمتع کو اسکا کھانا درست ہے اور شافعی کے
نزدیک نہین اور جو قربانی نپاوے تو دس روزے رکھے تین روزے حج کے

نوین مین یعنے حج اور عمرہ کے احرام کے مابین حج کے مہینو نمین اور سات روزے
جب حج سے فراغت پاوے اور شافعی کہتے ہین کہ تین روزے احرام کے
باندہنے کے بعد حلال ہونیکے قبل جن دنونمین کہ حج مین مشغول ہوا اور سات جب اہل اپنا
پہنچے اور بہتر یہ ہی کہ ذی حج کی ساتوین آٹھوین نوین روزہ رکھے جو یہ دن جاتے
رہین ہمارے نزدیک دم متعین ہی اور شافعی قضا کے قائل ہین اور مالک کے
نزدیک عید کے دن اور ایام تشریق مین جائز ہی اور ہم قائل ہین کہ بعد فراغت
حج کے یہ سات روزے رکھے اسکی وجہ یہ ہی کہ اذا رجعتم سے مراد ہی اذا فرغتم
اور شافعی کے نزدیک سواے وطن کے اور کہین جائز نہین کیونکہ رجوع کی معنے اپنے
ظاہری پر ہین اور ذلک کا مشار الیہ ہمارے نزدیک تمتع ہی یعنے تمتع اسکو ہی کہ
جسکی گھر والے رہتی نہون مسجد الحرام پاس یعنے مکے اور میقات سے باہر ہون کیونکہ
ہمارے نزدیک مسجد الحرام کے حاضرونکو تمتع اور قران نہین ہی اور شافعی کے نزدیک
ذلک کا مشار الیہ احکام ہین یعنے قربانی اور روزہ اسپر ہی جو مکے کا رہنے والا نہو
یعنے حرم سے قصر کی مسافت پر ہو مدعا یہ کہ شافعی مکی کے لیے بھی تمتع تجویز کرتے ہین
لیکن اسپر قربانی یا روزے واجب نہین گردانتے ہین اور ہدایہ کی حواشی مین ہی
کہ تمتع کو مشار الیہ کرنا حق ہی کیونکہ جو حکم مشار الیہ ہوتا تو علی من لم یکن ہوتا نہ لمن لم
یکن فصل ہدی اور قلائد کے مشروعیت کا بیان ہی قولہ تعالے جَعَلَ اللّٰہُ الْکَعْبَةَ
الْبَیْتَ الْحَرَامَ قِیٰمًا لِّلنَّاسِ وَالشَّهْرَ الْحَرَامَ وَالْهَدْیَ وَالْقَلَآئِدَ ذٰلِكَ
لِتَعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ یَعْلَمُ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ وَاَنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ
شَیْءٍ عَلِیْمٌ ف اللہ نے کیا ہی کعبہ یہ گھر بزرگی کا ٹہراو لوگونکے واسطے اور مہینا بزرگی
کا اور قربانی پہنچانے اور گلے مین لٹکن والیان یہ اسواسطے کہ تم سمجھو کہ اللہ کو معلوم ہی جو
کچھ ہی آسمان اور زمین مین اور اللہ ہر چیز سے واقف ہی ف تفسیر احمدی مین ہی کہ اس

آیت سے دلیل ہے اوپر مشروعیت ہدی اور قلائد کے بخلاف اسکے جو ابتدا
سورہ مین اسکا ذکر ہے اور ہدی کا اطلاق بکری اور گائے اور اونٹ پر
ہوتا ہے اور بدنکا ہمارے نزدیک گائے اور اونٹ پر اطلاق ہوتا ہے
اور شافعی کے نزدیک فقط اونٹ پر اور قلادہ گائی اور اونٹ کے لئے
ہے بکری کو نہین **ف** **قولہ تعالے** وَيَذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ فِيْ أَيَّامٍ
مَّعْلُومَاتٍ عَلٰى مَا رَزَقَهُم مِّن بَهِيمَةِ الْأَنْعَامِ فَكُلُوا مِنْهَا وَأَطْعِمُوا
الْبَائِسَ الْفَقِيرَ ہ **ف** اور پڑھین اللہ کا نام کئی دن جو معلوم ہین ذبح پر
چوپاؤن مواشی کے جو انسے دئیے ہین انکو سو کھاؤ اسمین سے اور کھلاؤ برے
حال محتاج کو **ف** حضرت علی اور ابن عباس اور قتادہ کا قول ہے کہ ایام
معلومات ذی حج کا عشرہ ہے یہی ہے مذہب ابو حنیفہ کا یا ایام نحر ہین یہ مذہب
صاحبین کا اور انکے غیر کا بہر تقدیر اس مقام مین بعض دن مراد ہے وہ خاص
عید کا دن ہے اگرچہ قربانی کے تین دن ہوتے ہین اور ذکر سے احتمال ہے
کہ اول صورت مین ذبح کے ساتوین اور نوین کا خطبہ مراد ہو اور دوسری صورت
مین تکبیرات تشریق مراد ہے اور مقاتل کا قول ہے کہ ذکر سے یہان مراد وہ
ہے کہ ہدی کے ذبح پر پڑھتے ہین اور بعضون نے ایام کے لفظ سے استدلال
کیا ہے کہ راتکو ذبح درست نہین ہے اور بہیمہ سے اونٹ گائی بکری بھیڑ مراد
ہے اور امر بالاکل اباحت کا ہے **ف** **فصل** ہدی کے بے عیب ہونیکا بیان
ہے **قولہ تعالے** ذٰلِكَ وَمَن يُعَظِّمْ شَعَائِرَ اللّٰهِ فَإِنَّهَا مِن تَقْوَى
الْقُلُوبِ لَكُمْ فِيهَا مَنَافِعُ إِلٰى أَجَلٍ مُّسَمًّى ثُمَّ مَحِلُّهَا إِلَى الْبَيْتِ الْعَتِيقِ
ف یہ سن چکے اور جو کوئی ادب رکھے اللہ کے نام لگے چیزونکا سو وہ دلکی
پرہیزگاری سے ہے تمکو چوپاؤن مین فائدے ہین ایک ٹھہرے وعدہ تک پھر انکو

پہنچنا اس قدیم گھر تک ف شعائر اللہ سے مراد ہدی ہی اور اسکی تعظیم یہہ ہی کہ
خوب صورت اور موٹی اور گران قیمت ہون اسی سے فقہا فرماتے ہین کہ جانور
اندھا اور دبلا اور لنگڑا کہ نسک تک نہ چلے اور ہاتھہ پاؤن کا کٹا اور جسکا کان
اور دم اور آنکھہ تہائی حصہ سے زیادہ جاتا رہا ہو جائز نہین رکھا کیونکہ اضحیہ بھی ہدی
کیطرح واجب التعظیم ہی لکم فیہا منافع الآیۃ کے ظاہر سے معلوم ہوتا ہی کہ نفع
لینا ہدی سے دودھ اور نسل اور سواری سے جائز ہی اور واجب ہی کہ ہدایا
حرم کعبہ مین ذبح کئے جاوین اسی سے شافعی نے ہدی سے انتفاع مطلقاً جائز رکھا
اور ہم کہتے ہین مجاہد کے قول سے کہ آیۃ کی معنے یہ ہین کہ تمکو چوپاؤن مین فائدے
ہین ایک وعدہ تک یعنے جب تک کہ اُسے ہدی نکرو جب ہدی کیا تو اس سے نفع
حرام ہی جب تک کہ اپنے مقام مین پہنچے یعنے کعبہ مین اسی سے حنفیہ کا مسئلہ ہی کہ
ہدی کا دودھ اور نسل اور سواری حرام ہی پر جو چلنے سے عاجز ہو تو سواری جائز
ہی اور دودھ جو ہدی کو ضرر ہو تو وہ لینا جائز ہی پر فقیر کو تصدق کر دے یہ خلاصہ ہی
تفسیر احمدی کا قولہ تعالے وَالْبُدْنَ جَعَلْنَاهَا لَكُمْ مِنْ شَعَائِرِ اللَّهِ لَكُمْ فِيهَا خَيْرٌ
فَاذْكُرُوا اسْمَ اللَّهِ عَلَيْهَا صَوَافَّ فَإِذَا وَجَبَتْ جُنُوبُهَا فَكُلُوا مِنْهَا
وَأَطْعِمُوا الْقَانِعَ وَالْمُعْتَرَّ كَذَلِكَ سَخَّرْنَاهَا لَكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ ۝ لَنْ
يَنَالَ اللَّهَ لُحُومُهَا وَلَا دِمَاؤُهَا وَلَكِنْ يَنَالُهُ التَّقْوَى مِنْكُمْ كَذَلِكَ سَخَّرَهَا
لَكُمْ لِتُكَبِّرُوا اللَّهَ عَلَى مَا هَدَاكُمْ وَبَشِّرِ الْمُحْسِنِينَ ف اور کعبہ کے چڑہنے کو
اونٹ ٹھہرائے ہین ہم نے تمہارے واسطے نشانی اللہ کے نام کی تمہارا اُسمین بھلا
ہی سو پڑہو ان پر نام اللہ کا قطار باندہ کر پھر جب گر پڑے کروٹ تو کھاؤ
اُسمین سے اور کھلاؤ صبر سے بیٹھے کو اور بیقراری کرنے کو اسیطرح تمہارے
بس مین دئے وہ جانور شاید تم احسان مانو اللہ کو نہین پہنچتے اُنکے گوشت نہ لہو

لیکن اسکو پہنچتا تمھاری دل کا ادب اسیطرح انکو بس مین دیا تمھارے کہ
اللہ کی بڑائی پڑھو اسپر کہ تمکو راہ سوجھائی اور خوشی سنا نیکی والونکو ف
تفسیر احمدی مین ہی کشاف سے کہ ہدی پر اسم اللہ کا ذکر کرنا یہ ہی کہ کہنے نحر کے
اللہ اکبر اللہ اکبر لا الہ الا اللہ و اللہ اکبر اللہ اکبر اللھم تقبل
منک والیک ف اور لن ینال اللہ لحومھا کے تفسیر مین ابن ابی حاتم سے
کہ جاہل اونٹ کی گوشت اور خون سے کعبہ کو بھرتے تھے مسلمانونکو
نے اس سے منع فرمایا اس سے پوچھا گیا کہ اور جو عوام قربانیون
کے خون سے گھر بھرتے ہین نچا ہے اور لتکبروا اللہ سے معلوم ہوا کہ
تسمیہ کے ساتھ وقت ذبح کے تکبیر بلانا مستحب ہی اور بعضون نے
کہا کہ ذبح کے وقت تسمیہ ساتھہ جب جمل مین ہو تب اللہ اکبر کہے
جیسے احرام مین لبیک کہتے ہین فصل جنایات کا بیان ہی قولہ تعالی
یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقْتُلُوا الصَّیْدَ وَاَنْتُمْ حُرُمٌ وَمَنْ قَتَلَهٗ مِنْكُمْ
مُتَعَمِّدًا فَجَزَآءٌ مِّثْلُ مَا قَتَلَ مِنَ النَّعَمِ یَحْكُمُ بِهٖ ذَوَا عَدْلٍ مِّنْكُمْ هَدْیًا
بٰلِغَ الْكَعْبَةِ اَوْ كَفَّارَةٌ طَعَامُ مَسٰكِیْنَ اَوْ عَدْلُ
ذٰلِكَ صِیَامًا لِّیَذُوْقَ وَبَالَ اَمْرِهٖ عَفَا اللّٰهُ عَمَّا سَلَفَ
وَمَنْ عَادَ فَیَنْتَقِمُ اللّٰهُ مِنْهُ وَاللّٰهُ عَزِیْزٌ ذُو انْتِقَامٍ
ف اے ایمان والو نہ مارو شکار جو وقت تم احرام مین اور جو کوئی
تم مین اسکو مارے جان کر تو بدلا ہی اسپر مارے کے برابر مواشی
مین سے وہ ٹھہرا دین دو معتبر تمھارے کہ نیاز پہنچا وے کعبہ تک
یا گناہ کا اتار ہی کئی محتاج کا کھانا یا اسکے برابر روزے کہ چکھے سزا اپنے
کام کی اللہ نے معاف کیا جو ہو چکا اور جو کوئی پھر کریگا اس سے بدلے گا

اللہ اور اللہ زبردست ہی بدلا لینے والا ف تقریر مسئلہ کی تحقیق
کے نزدیک یون ہی کہ جو کسی شخص نے شکار مارا دو عادل اسکی قیمت ٹھیرا
دین اسطرح سے کہ جو مقتل مین مقرر ہوا اور جو مقتل مین اسکی قیمت مقرر نہو
تو اس مکان کے کہ مقتل سے بہت نزدیک ہی جب قیمت دو عادلون
نے ٹھہرا دی قاتل مختار ہی اُسی قیمت کی چاہے ہدی مول لیکر مکہ مین ذبح
کرے کیونکہ اللہ نے کہا ہی بالغ الکعبۃ اور چاہے غلہ لیکر غربا کو تصدق
کر دے ہر ایک غریب کو جو گیہون ہون تو آدھا صاع اور جو خرمے یا جو
ہون تو ایک صاع دیوے اور چاہے ہر غریب کے کھانیکے عوض روزہ
رکھے اور جو غلہ غریبونکے کھانے سے بڑھ پڑے مثلاً سوا تین صاع گیہون
مول لئے اور چھ غریبون کو تین صاع دئے ایک پاؤ جو بڑھ پڑا اُسکو
تصدق کرے یا اُسکے عوض روزہ کامل رکھے اور محمد اور شافعی کے
نزدیک جو شکار کا مثل ہو صورت مین تو وہی مثل چاہیے مثلاً شترمرغ کے
جزا مین اونٹ اور گورخر کے جزا مین گائے اور ہرن اور کفتار مین بکری
اور خرگوش مین بزغالہ اور درازگوش مین بزغالہ چہار ماہہ اور فقط شافعی
کے نزدیک کبوتر مین بکری اور جو مثل صورت مین نہین ہی جیسی گنجشک تو قیمت
چاہیے لیکن جب قیمت ہوئی تو موافق قول ابو حنیفہ کے قاتل کے لئے مذکور
ہی شافعی کے نزدیک بھی ہر جگہہ وہی واجب چاہیے اور قیمت کرنے والا
ایک ہی کافی ہی پر دو اولی ہین اور بعضونکے نزدیک دو واجب ہین اور
سوای مکہ کے ہدی کی ذبح نہین چاہیے کیونکہ اللہ فرماتا ہی ھدیا بالغ الکعبۃ
یہ کنایہ ذبح فی الحرم سے ہی کیونکہ عین کعبہ مین ذبح درست نہین ہی اور کھانا
کھلانا غیر مکہ مین بھی درست ہی ہمارے نزدیک بخلاف شافعی کے اور روزہ

غیر مکہ مین بالاتفاق درست ہی اور جو اضحیہ مین درست ہی وہ ہدی مین بھی درست ہی
اور محمد اور شافعی کے نزدیک چھوٹے چوپائے بھی ہدی مین درست ہین اور نص مقتضی ہی
کہ جزا فقط متعمد پر ہو یعنے اسپر جو احرام کو یاد رکھتا ہی اور جانتا ہی کہ شکار مارنا اسپر
حرام ہی پر اکثرون نے خاطی پر بھی واجب کیا ہی مثل متعمد کے اور تعمد کے قید اسلئے
ہی کہ فعل مین اصل وہی ہی خطا اُسکے ملحق ہی اور ایسا ہی آیۃ سے بوجھا جاتا ہی کہ
فقط قاتل پر جزا ہو اور ہم کہتے ہین کہ جو قاتل کو شکار بتلا دے یا اشارہ کرے یا مدد کرے
اسپر بھی واجب ہی اس دلیل سے کہ حضرت نے ابی قتادہ کے اصحاب سے جس حال
مین کہ محرم تھے فرمایا آیا تمنے اشارہ کیا آیا تمنے مدد کیا آیا تمنے بتلا دیا اور شافعی کے نزدیک
سوائے قاتل کے اور پر واجب نہین **ف فصل احصار کا بیان ہی قولہ تعالے**
فَاِنْ اُحْصِرْتُمْ فَمَا اسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْيِ وَلَا تَحْلِقُوا رُءُوسَكُمْ حَتّٰى يَبْلُغَ الْهَدْيُ
مَحِلَّهٗ فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَرِيْضًا اَوْ بِهٖ اَذًى مِّنْ رَّاْسِهٖ فَفِدْيَةٌ مِّنْ صِيَامٍ اَوْ صَدَقَةٍ
اَوْ نُسُكٍ **ت** پھر اگر روکے گئے تو جو میسر ہو قربانی بھیجو اور حجامت نکرو سر کی جبتک
پہنچ چکے قربانی اپنے ٹھکانے پر پھر جو کوئی تم مین مریض ہو یا اسکو دکھ دیا اُسکے سر نے تو بدلا
دیوے روزے یا خیرات یا ذبح کرنا **ف** تفسیر احمدیہ مین ہی کہ آیۃ کے معنے یہ ہین کہ جو تم حج
یا عمرہ شروع کر کعبہ کو چلے احرام باندھ اور پھر کسی مرض یا دشمن کے خوف سے روکے
گئے اور چاہا تمنے کہ احرام سے نکلو تم پر واجب ہی جو میسر ہو اونٹ یا گائے یا بکری
قربانی بھیجو اور احصار ہمارے نزدیک عام ہی مرض سے ہو یا دشمن کے خوف سے یا غیر
اُسکے سے اور شافعی اور مالک کے نزدیک خاص ہی کہ دشمن کے خوف سے ہو
اس قرینہ سے کہ بعد اسکے فاذا امنتم فرمایا اور ہماری دلیل ہی کہ حضرت نے فرمایا کہ
جسکو شکست اور لنگی پہنچے وہ حلال ہو گیا اسپر حج سال آئندہ کو ہی اس کلام سے شکست
اور لنگی احصار مین داخل ہی اور فاذا امنتم سے جو تمسک کیا ہی وہ خود دال ہی

عموم پر ہے جب ہو تمام ہون بیماری اور خوف دشمن سے اور احصار جسطرح
حج سے ہوتا ہی ویسا ہی عمرہ سے بھی ہوتا ہی اور مالک کے نزدیک عمرہ
سے نہین ہوتا ہماری دلیل یہ ہی کہ حدیبیہ مین حضرت اور آپکے اصحاب روکے
گئے تھے اور سب عمرہ سے تھے اور نص سے بھی معلوم ہوتا ہی کیونکہ پہلے حج اور
عمرہ کا بیان کیا پھر احصار کا حکم فرمایا اور مشروط ہی کہ قربانی حرم مین ذبح ہو
جبتک حرم مین پہنچ نہ لے وہ حلال نہین ہوتا مقرر کرے ایکدن ذبح کے لئے
رشا ہین اور صاحبین کہتے ہین کہ جو حج سے روکا گیا تو قربانی کے دن ذبح
مقرر ہی اور جو عمرہ سے روکا گیا تو کوئی دن مقرر نہین جونسا دن چاہے
اسیدن ذبح کرے اور شافعی کہتے ہین کہ قربانی کا حرم مین ذبح شرط نہین ہی
جہان روکا گیا وہین ذبح کرے کیونکہ حضرت حدیبیہ مین عمرہ کے قصد سے
اترے پھر روکے گئے دشمن سے مکے کو کوئی قربانی نہین پہنچی وہین ذبح
کیا ہم کہتے ہین کہ آیتہ ہماری دلیل کافی ہی اور جو بیمار ہو اور حلق کی حاجت
ہوئی یا اسکے سر مین زخم ہوگیا یا جون تو ہی کا پہنچنا مینا مین حلال کی شرط نہین
ہی بلکہ ضرورۃً اسکو رخصت ہی لیکن جو حلق کیا اس صورت مین فدیہ چاہیے
تین روزے یا چھ غریبونکو کھلانا یا بکری ذبح کرنا کیونکہ نسک سے ذبح
گوسفند مراد ہی عذر کی صورتین ان تینو مین اسکو اختیار ہی اور جو بیعذر
حلق کیا چوتھائی سر کا حلق مین دم چاہیے اس سے کم مین صدقہ چاہیے

کتاب النکاح

قولہ تعالیٰ وَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تُقْسِطُوْا فِی الْیَتٰمٰی فَانْکِحُوْا مَا طَابَ لَکُمْ مِّنَ النِّسَآءِ مَثْنٰی وَثُلٰثَ وَرُبٰعَ فَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تَعْدِلُوْا فَوَاحِدَۃً اَوْ مَا مَلَکَتْ اَیْمَانُکُمْ ذٰلِکَ اَدْنٰی اَلَّا تَعُوْلُوْا اور اگر ڈرو کہ انصاف

نکروگے یتیم لڑکیونکے حقمین تو نکاح کرو جو تمکو خوش آوین عورتین دو دو تین تین چار
چار پھر اگر ڈرو کہ برابر نرکھوگے تو ایک ہی یا جو اپنے ہاتھہ کا مال ہی اسمین لگتا
ہی کہ ایکطرف نہ جھک پڑو ف موضح القرآن مین ہی یعنے اگر جانو کہ یتیم لڑکی
کو ہم نکاح کرینگے تو اسکا حق ادا نکرینگے کیونکہ اسکا حق مانگنے والا نہین تو اور
عورتین بہت ہین کچھہ کمی نہین ایکمرد کو دو بھی تین بھی چار بھی روا ہی اس سے زیادہ
جمع کرنا روا نہین کیونکہ اتنے مین بھی انصاف کرنا مشکل ہی زیادہ مین کب ہوسکتا
ہی سو اسقدر بھی جب کرو کہ جانو انصاف سے رہینگے نہین تو ایک ہی بس ہی
یا اپنی لونڈی کفایت ہی مدارک مین ہی کہ ماطاب کے معنے ماحل کے ہین اسلیئے
کہ جو عورتین آیۂ تحریم مین ہین وہ حرام ہین اور بعضون نے کہا ہی کہ جہان زنا کرنے
مین بیباک تھے اور ولایت یتامی سے اندیشہ کرتے اللہ نے فرمایا کہ جو تمکو
خوف جو یتامی کا ہی تو زنا کو بھی ڈرو اور حلال عورتین ہین انسے نکاح کرو اور
محرمات کی گرد نجاؤ اور بعضون نے کہا ہی کہ خوف کرتے تھے یتیمونکی ولایت سے
اور بہت سے عورتونکی نکاح سے پروا نرکھتے تھے پس فرمایا کہ اگر ولایت یتیمون
کی سے اندیشہ ہی تو کثرت نکاحونکی سے بھی ڈرو اور تفسیر احمدی مین ہی کہ یتیم شرع
مین اسکو کہتے ہین کہ نابالغ ہو اور باپ مرگیا ہو مرد ہو یا عورت زاہدی مین ہی کہ
جائز ہی او ماملکت ایمانکم کا معطوف ہونا ماطاب لکم پر اس صورتمین
نسا سے خاص حرائر مراد ہونگے اور ایمانکم کا خطاب غیر کے ملک ہین کیطرف منصرف
ہوگا اور مدعا یہ ہوگا کہ بعضے تزوج کرین بعضونکے لونڈیون سے نہ اپنے لونڈیون سے
کیونکہ مولا اور مملوکہ کے مابین نکاح نہین ہی بلکہ بے نکاح حلال ہین اب رد ہوگی
شافعی کے مذہب پر جو قائل ہین کہ لونڈی سے نکاح اسوقت جائز ہی کہ حرہ کی طاقت
نہو اور ردکی وجہہ یہ ہی کہ اللہ نے اختیار دیا خواہ حرہ سے نکاح کرے خواہ

لونڈیسے آور بھی رد ہی اُن پر جو قائل ہین کہ لونڈیسے نکاح بشرطیکہ وہ نہ ہو درست
ہی کتابیہ سے نہین درست اس رد کی وجہہ یہ ہی کہ او ما ملکت ایمانکم مطلق ہی
قید ایمان سے اور جائز ہی او ما ملکت کا معطوف ہونا الا پر اس صورتمین یہ
بیان ہی ما طاب کے معنے یہ ہونگی کہ نکاح کرو جو تمکو خوش آوین عورتین دو دو تین
تین چار چار یہ عورتین خواہ حرہ خواہ لونڈیان ہون نا غیر کی مملوکہ یہ بھی شافعی پر رد
ہی جو قائل ہین کہ لونڈی ایک ہی درست ہی فقط حرہ البتہ چار روا ہین ف ۲
اور اکلیل مین ہی کہ ما طاب سے اشارۃً معلوم ہوا کہ قبل نکاح کے دیکھنا جائز
ہی کیونکہ خوش آنا دیکھنے پر موقوف ہی اور عورت جمیلہ سے نکاح کرنا مستحب
ہی کیونکہ قریب تر ہی عفت سے اور مثنیٰ اور ثلاث اور رباع کے ظاہر سے بعضون
نے دلیل پکڑی ہی کہ غلام کو بھی چار نکاح مباح ہین ابن عربی نے کہا کہ غلام کو اس
مین دخل نہین کیونکہ یہ خطاب اسکو ہی کہ جسکو ولایت اور ملک اور تولی اور توکیل
ہو یہ صفات حر ہی مین ہین ف ۳ فصل بیان ہی کہ نکاح کن لفظون سے منعقد ہوتا
ہی **قولہ تعالے** زَوَّجْنَاكَهَا **ف** ہمنے وہ تیرے نکاح مین دی **ف**
اکلیل مین ہی کہ اس سے اور شعیب کے قصہ سے دلیل پکڑی گئی ہی کہ تزویج اور
نکاح کے لفظ سے نکاح منعقد ہوتا ہی مگر یہ قول شافعی کا ہی اور ہمارے یہان
بلفظ ہبہ وغیرہ بھی نکاح جائز ہی **قولہ تعالے** يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِنَّا أَحْلَلْنَا لَكَ
أَزْوَاجَكَ اللَّاتِي آتَيْتَ أُجُورَهُنَّ وَمَا مَلَكَتْ يَمِينُكَ مِمَّا أَفَاءَ اللَّهُ عَلَيْكَ
وَبَنَاتِ عَمِّكَ وَبَنَاتِ عَمَّاتِكَ وَبَنَاتِ خَالِكَ وَبَنَاتِ خَالَاتِكَ اللَّاتِي
هَاجَرْنَ مَعَكَ وَامْرَأَةً مُؤْمِنَةً إِنْ وَهَبَتْ نَفْسَهَا لِلنَّبِيِّ إِنْ أَرَادَ النَّبِيُّ
أَنْ يَسْتَنْكِحَهَا خَالِصَةً لَكَ مِنْ دُونِ الْمُؤْمِنِينَ **ت** اے نبی ہمنے حلال
رکھین ہین تجھکو تیری عورتین جنکی مہر تو دے چکا اور جو مال ہو تیرے ہاتھ کا جو ہاتھ

لگا دے تجھکو اللہ اور تیرے چچا کی بیٹیان اور پھوپھیونکی بیٹیان اور تیرے
ماموںکی بیٹیان اور خالاونکی بیٹیان جنھون نے وطن چھوڑا تیرے ساتھہ اور
جو کوئی عورت ہو مسلمان اگر بخشے اپنی جان نبی کو اگر نبی چاہے کہ اسکو نکاح
مین ملے نری تجھے کو سواے سب مسلمانونکے ۱ ف آیۃ احللنا لک سے
مفہوم ہوا کہ حضرت کو جسقدر کہ بیبیان اور لونڈیان چاہتے حلال تھین کیونکہ
اللہ نے چار قسمین بیان کی ہین ایک وہ عورتین کہ جنکو حضرت نے مہر دیا
دوسری وہ لونڈیان کہ جو لوٹ سے آئی ہون اور تیسری ماموں اور
چچا وغیرہ کے بیٹیان بشرطیکہ حضرت کے ساتھ ہجرت کے ہون اور چوتھی
وہ عورت کہ جنے اپنے نفس کو حضرتکو بخشا اور چارون قسمونمین قید
فرمائین کہ انکا بیان ضرور ہے ازواج کو اٰتیت اجورھن سے مقید کیا یعنے
ان عورتونکا تو مہر معجل دے چکا ہو یہ بیان افضلیت کا ہے نہ شرط
ہے حلت کے مہر کو جلد دینا واجب نہین ہے اور ما ملکت کو مقید
کیا مما افاء اللہ علیک سے یعنے لونڈیان لوٹ کی ہون یہ بھی افضلیت
کا بیان ہے کیونکہ جو لونڈیان خرید کی اور ہبہ کی اور ارث کی اور وصیت کی ہون وہ
بھی حلال ہین اور ماموں اور چچا وغیرہ کے بیٹیونکو مقید فرمایا ھاجرن
معک سے یہ بھی بیان افضلیت کا ہے کیونکہ بغیر ھاجرت مع النبی صلعم
کے بھی حلال ہین یا احتمال ہے کہ یہ قید حضرت کے لئے خاص ہوئی جیسا کہ
اُمّ ہانی ابی طالب کی بیٹی نے کہا ہے کہ مجھہ سے حضرت نے خطبہ فرمایا مین نے
عذر کیا پھر اللہ نے یہ آیۃ اتاری مین حلال نہوئی کیونکہ مین نے حضرت کے
ساتھہ ہجرت نہین کی تھی مین زنان مطلقہ مین سے تھی اور امراۃ مومنۃ کو قید
سے مقید کیا ایک ان وھبت نفسھا للنبی دوسری ان اراد النبی

آن لیتنکھا یہ دونو قیدین بیان واقعی مین نہ افضلیت کے لئے کیونکہ معنی یہ ہین کہ
ہم نے حلال رکھی تجھکو وہ عورت مسلمان کہ تجھکو بخشے اپنی جان بغیر مہر اور بغیر شرطون
نکاح کے یہ احلال سب حالون مین نہین ہی بلکہ جب پیغمبر کا ارادہ بھی ہو نرالی بخشنے
عورت سے بدون ارادہ پیغمبر کے حلال نہین اور یہ عورت واہبہ میمونہ بنت الحارث
ہی یا خولہ بنت الحکم یا ام شریک یا زینب بنت خزیمہ یا ام سہل شافعی ہبہ کے
لفظ سے نکاح جائز نہین رکھتے امت کے لئے کیونکہ وہ خاص پیغمبر کے لئے ہی؛
بقولہ تعالی خالصۃ لک اور ہمارے نزدیک جائز ہی اور دلیل یہ ہی کہ ہبہ لنفس
مین دو باتین ہین ایک تو نکاح ہونا بلفظ ہبہ دوسری مہر کی معافی ہونی اول مین سب مومن
شریک ہین دوسری مین حضرت خاص ہین اور معنے آیۃ کی یہ ہین کہ نکاح بلا مہر خالص
تیرے لئے جائز ہی اور تیری امت کو نہین یہ عامہ کتب حنفیہ مین ہی پر صاحب
توضیح منفرد ہی کہ معنے یہ ہین کہ حلال رکھین تجھکو تیری عورتین خالص یعنے تیرے
غیر کو وہ حلال نہین ہین کیونکہ وہ امہات المومنین ہین **فصل محرمات کا بیان ہی**

قولہ تعالی وَلَا تَنْكِحُوا مَا نَكَحَ آبَاؤُكُمْ مِنَ النِّسَاءِ إِلَّا مَا قَدْ سَلَفَ إِنَّهُ كَانَ
فَاحِشَةً وَمَقْتًا وَسَاءَ سَبِيلًا حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ أُمَّهَاتُكُمْ وَبَنَاتُكُمْ وَأَخَوَاتُكُمْ
وَعَمَّاتُكُمْ وَخَالَاتُكُمْ وَبَنَاتُ الْأَخِ وَبَنَاتُ الْأُخْتِ وَأُمَّهَاتُكُمُ اللَّاتِي
أَرْضَعْنَكُمْ وَأَخَوَاتُكُمْ مِنَ الرَّضَاعَةِ وَأُمَّهَاتُ نِسَائِكُمْ وَرَبَائِبُكُمُ اللَّاتِي فِي
حُجُورِكُمْ مِنْ نِسَائِكُمُ اللَّاتِي دَخَلْتُمْ بِهِنَّ فَإِنْ لَمْ تَكُونُوا دَخَلْتُمْ بِهِنَّ فَلَا
جُنَاحَ عَلَيْكُمْ وَحَلَائِلُ أَبْنَائِكُمُ الَّذِينَ مِنْ أَصْلَابِكُمْ وَأَنْ تَجْمَعُوا بَيْنَ
الْأُخْتَيْنِ إِلَّا مَا قَدْ سَلَفَ إِنَّ اللَّهَ كَانَ غَفُورًا رَحِيمًا ۝ وَالْمُحْصَنَاتُ مِنَ
النِّسَاءِ إِلَّا مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ كِتَابَ اللَّهِ عَلَيْكُمْ ت اور نکاح مین نہ لاوین
عورتونکو نکاح مین لائے تمھارے باپ مگر جو آگے ہو چکا یہ بے حیائی ہی اور کام غضب کا

اور بری راہ ہے حرام ہوئی ہین تم پر تمھاری مائین اور تمھاری بیٹیان اور
بہنین اور پھوپھیان اور خالائین اور بھائی کی بیٹیان اور بہن کی اور جن
ماؤن نے تمکو دودہ دیا اور دودہ کی بہنین اور تمھارے عورتونکی مائین اور
انکی بیٹیان جو تمھارے پرورش ہین جن عورتونسے تم نے صحبت کی پھر اگر تم
نے صحبت نہین کی تو تم پر نہین گناہ اور عورتین تمھارے بیٹونکی جو تمھارے
پشت سے ہین اور یہ کہ اکھٹی دو بہنین کرو مگر جو آگے ہو چکا اللہ بخشنے
والا مہربان ہے اور نکاح بند ہین عورتین مگر جنکو مالک ہو جاوین تمھارے
ہاتھہ حکم ہوا اللہ کا تم پر موضح القرآن اور تفسیر احمدیہ ہین ہے کہ سات ناتے
حرام فرمائے ایک ماں اسمین داخل ہے نانی اور دادی یعنے جو عورت کہ اس شخص
کی جڑ ہے دوسری بیٹی اسمین داخل ہے نواسی اور پوتی یعنے جو اسکی شاخ ہے
تیسری بہن اعیانی ہو یا اخیافی یا علاتی یعنے ایک ماں باپ کی ہو یا ایک ماں یا ایک باپ کی
چوتھی بھتیجی پانچوین بھانجی یعنے جو اسکی ماں باپ مین ملتی خواہ بھتیجی اور بھانجی
اعیانی ہو یا اخیافی یا علاتی ہے چھٹی پھوپھی ساتوین خالہ یعنے جو ماسے اور پلتی
ہے بشرطیکہ بیواسطے ملتی ہوا اور جو واسطے سے ملے وہ حلال ہے جیسے پھوپھی کی بیٹی اور
دودہ کے ناتے فرمائے ما اور بہن اشارت ہے کہ ساتون ناتے اس مین بھی
حرام ہین اسواسطے کہ فرمایا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ حرام ہین دودہ سے
وہ ناتے جو حرام ہین نسب سے لیکن وقایۃ الروایہ مین اس سے استثنا کیا ہے
آٹھہ عورتون رضاعی کو کہ وہ مرد پر حلال ہین بہن اور بھائی اور چچا اور پھوپھی
اور ماموں اور خالہ کی مائین اور بیٹی کی بہن اور نانی اور دادی بشرطیکہ سب
یہ ناتے رضاعی ہون اور سسرال کے چار ناتے فرمائے عورتکو مرد کی جڑ اور شاخ
اور مرد کو عورتکی جڑ اور شاخ مگر شاخ جب حرام ہے کہ نکاح کے بعد صحبت بھی ہوئی ہو اور جو فقط نکاح

حرام ہوا اور دودھ سے بھی یہ چار رشتے حرام ہوئے لیکن دودھ پینا وہ معتبر ہے کہ اسی عمر میں ہو اور بڑی عمر میں پینا
نہیں پھر ربائب کی حرمت میں دو قیدیں ذکر کی ہیں ایک اللاتی فی حجورکم دوسری
من نسائکم اللتی دخلتم بہن پہلی قید اتفاقی ہے اور حضرت علیؓ سے مروی ہے اور
داؤد نے کہا ہے کہ جو اسکی گود میں نہو تو وہ حرام نہیں اور دوسری قید ربائبکم سے
متعلق ہے یعنے مدخول بہا کی ربائب حرام ہیں اور غیر مدخول بہا کی حلال اور دخلتم
بہن سے مراد جماع ہے بوسہ لینا اور چھونا شہوت سے جماع کے قائم مقام ہے جس
عورتکو کہ مس کیا یا اسکے فرج کو شہوت سے دیکھا اسکی بیٹی حرام ہے ابد اسکے منع
فرمایا جمع کرنا فقط دو بہنونکا یعنے جمع بین الاختین عام ہے خواہ نکاح سے ہو خواہ ملک
یمین سے اور نص سے فقط حرمت جمع اختین کی معلوم ہوتی ہے پر علما نے کتاب پر
زیادہ کیا ہے اس حدیث سے کہ لا تنکح المرأة علی عمتها ولا علی خالتها ولا علی ابنة
اخیها ولا علی ابنة اختها یعنے عورت کو پھوپھی اور خالہ پر اور بھتیجی اور بھانجی اسکی
پر نکاح نکرو ان عورتوں میں جمع حرام کیا ہے ضابطہ اسکا یہ ہے کہ دو عورتیں ایسی ہوں
کہ جو ان میں سے ایک مرد قرار دیا جاوے اور دوسری ویسی ہی عورت رہے تو انکے
درمیان میں نکاح حرام ہو جیسی جورو کی پھوپھی اور یہ بھتیجی ہوئی اگر پھوپھی کو مرد قرار دیں
تو چچا ہو جاتی ہے اور چچا بھتیجی میں نکاح ناروا ہے اور ایسی ہی اگر بھتیجی کو مرد قرار دیویں
تو بھتیجا ہو جاوے اور پھوپھی بھتیجے میں نکاح نہیں جیسے دونو بہنونکا بھی حال یہی ہے
اور اگر ایک جانب سے حرمت ثابت ہو تو جمع نکاح میں درست ہے جیسی عورت کے
خاوند کی بیٹی ساتھ عورت کے پس اس لڑکی کو بیٹا فرض کریں تو عورت اسکی ماں ہوتی ہے تب
راہ حرمت کی ہے اور اگر عورتکو باپ فرض کریں اور اسکو بیٹی تو یہ راہ جواز نکاح کی ہے
کیونکہ بیٹی صلبی نہیں ہے آخر کو حرام فرمایا نکاح بندھی عورت یعنے ایک کے نکاح میں
ہے تو پھر کسیکو اس سے نکاح حرام ہے مگر یہ کہ اپنی ملک ہو جاویں اسکی صورت یہ کہ کافر

اور عورتین نکاح تھا وہ عورت قید مین آئی جسکو پہنچے اسکو حلال ہے اور یہ جو فرمایا کہ
عورتین تمھارے بیٹونکی جو تمھارے پشت سے ہین لیتنے لی پالک کو بیٹا نہ جانو
کسی حکم مین وہ بیٹا نہین بدلیل نکاح فرمائے حضرت کے زینب زید کی بی بی سے
جب زید نے کہ حضرت نے انکو بیٹا کیا تھا انکو طلاق دی لیکن رضاعی بیٹے اور پوتے کی
جورو البتہ حرام ہے اگرچہ وہ اُسکے پشت سے نہین ہے جیسے ہدایہ اور بیضاوی
اور مدارک اور کشاف اور تفسیر احمدیہ مین ہے کہ عورتکے بیٹے کی جورو سے کہ وہ
دوسرے خاوند سے ہوظاہر یہ ہے کہ نکاح حلال ہے اور جب آیۃ لایحل لکم
ان ترثوا النساء کرھًا اتری لوگون نے کہا کہ اپنے مورث کی عورتون پر کرھًا
وارث ہونگے پر انکی رغبت سے خطبہ کرکے نکاح کرین تو کرین اللہ نے اس سے بھی
منع فرمایا کہ نکاح مین نہ لاؤ جن عورتونکو نکاح مین لائے تمھارے باپ نکاح سے
مراد وطی ہے اس سے معلوم ہوا کہ باپ کے سب موطوۂ حرام ہین منکوحہ ہون یا
ملک مین کے ہون یا زنا سے اسی پر ہین بہت مفسر اور بعضون نے کہا ہے کہ عقد نکاح
مراد ہے اس سے شافعی باپکے مزنیہ کو بیٹے پر حرام نہین جانتے اور جو ممسوسہ باپکی
ہو یا ماسہ یا وہ عورت کہ جسکے فرج کو اسکے باپ نے شہوت سے دیکھا ہو وہ بھی ہمارے
نزدیک حرام ہے پر شافعی کے نزدیک نہین اور الا ما قد سلف کے فرمانیکی وجہ
مدارک مین ہے کہ لوگ سب محرمانکو جانتے تھے فقط باپکے عورتنکی حرمت اور دو
بہنو کے جمع کی حرمت نہین جانتے تھے اسلئے ان دونو مقامون مین یہ لفظ
ارشاد فرمائے یعنے اگر بسبب ناواقفی کے کسینے اس معنے پر اقدام کیا تو مواخذہ نہین
ہے اور الا ما ملکت ایمانکم سے یہ مراد ہے کہ سب مرد والی عورتین حرام ہین مگر وہ
عورتین کہ تمھارے ملک مین ہون اس نمط سے کہ دار الحرب سے بدون
ازواج کے نکال لائے ہون وہ حلال ہین کیونکہ تباین دارین سے فرقت ہوئی

پس لوٹ والے ملک یمین سے استبرا کے بعد وطی حلال ہی اور شافعی کے نزدیک
جو دار حرب سے پکڑ آوین وہ حلال ہین خواہ اُنکے ازواج اُنکے ساتھ ہون یا نہون کیونکہ
اُنکے نزدیک قید ہونیسے نکاح جاتا رہتا ہی نہ دارین کے تباین سے اور اکلیل مین
ہی کہ لا تنکحوا ما نکح آباءکم سے معلوم ہوا کہ باپ اور دادونکی عورتین خواہ ماکی
جانب سے ہون خواہ باپکی جانب سے خواہ نسبتی ہون خواہ رضاعی حرام ہین ابن الفرس نے کہا ہی کہ بناتکم
مین جو لڑکی زنا سے ہو داخل نہین کیونکہ وہ شرعًا لڑکی نہین ہی یہ دلیل ورثہ نہ ملنے
کی جب اسمین داخل نہوئی احل لکم ما وراء ذٰلکم کے تحت مین داخل ہوئی اور جس
نے اسکو حرام گردانا ہی وہ کہتا ہی کہ وہ حقیقت مین بیٹی ہی احکام کے انتفا سے
خارج نہین ہوتی اور عمات اور خالات مین وہ شامل ہین کہ جسے جدا اور جدّہ نے
جنا ہو ماکیطرف سے ہو یا باپ کیطرف سے اور بنات الاخ اور بنات الاخت مین
جسکو بھائی اور بہن نے جنا ہو داخل ہی اور امہات رضاعی مین جو دودھ پلاوے
اسکے باپکو دودھ پلاوے اور اسکے مرضعہ کو دودھ پلاوے داخل ہی اور حلیلہ
ابن مین موطوءہ اسکے بھی داخل ہی اور ماملکت کے عموم سے بعضون نے دلیل پکڑی
ہی کہ انتقال ملک کا نکاح کو قطع کرتا ہی **قولہ تعالےٰ** وَالْمُحْصَنٰتُ مِنَ الْمُؤْمِنٰتِ
وَالْمُحْصَنٰتُ مِنَ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْکِتٰبَ مِنْ قَبْلِکُمْ اِذَآ اٰتَیْتُمُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ
مُحْصِنِیْنَ غَیْرَ مُسٰفِحِیْنَ وَلَا مُتَّخِذِیْٓ اَخْدَانٍ ؕ **ف** یعنے حلال ہوئین قید والی
عورتین مسلمان اور قید والی عورتین پہلے کتاب والونکی جب دو انکو مہر انکے قید مین
لانے کو مستی نکالنے کو اور نہ چھپی آشنائی کرنیکو **ف** تفسیر احمدی مین ہی حسینی سے کہ
محصنات سے مراد عورتین عفیفہ ہین یا حرہ بہرکیف یہ قید استحباب کے لئے ہی کیونکہ
مسلمان لونڈی یا غیر عفیفہ اور کتابی لونڈی یا غیر عفیفہ سے بھی نکاح درست ہی
اور مہر دینے کی بھی قید شرط حلت کی نہین ہی بلکہ اسکے وجوب کے تاکید کے

ے ہی قولہ تعالے ومن لم یستطع منکم طولا ان ینکح المحصنٰت
المؤمنٰت فمن ما ملکت ایمانکم من فتیٰتکم المؤمنٰت
ف اور جو کوئے نپاوے تم مین مقدور اسکا کہ نکاح مین لاوے بیبیان مسلمان
تو جو ہاتھہ کا مال ہین آپسکے تمھاری لونڈیان مسلمان ف تفسیر احمدی مین ہی
کہ محصنات سے مراد حرائر ہین اور طول سے زیادہ ہونا مال کا اور من
فتیٰتکم سے یہ مراد ہی کہ اور مسلمانونکے لونڈیکو نکاح مین لاو کیونکہ لونڈی
اور مالک مین نکاح نہین ہی لونڈی اپنی بے نکاح حلال ہی س ۱
قولہ تعالے ولا تنکحوا المشرکٰت حتی یؤمن ولامة مؤمنة
خیر من مشرکة ولو اعجبتکم ولا تنکحوا المشرکین حتی یؤمنوا
ولعبد مؤمن خیر من مشرک ولو اعجبکم ف اور نکاح مین نہ
لاو شرک والی عورتین جبتک ایمان نہ لاوین اور البتہ لونڈی مسلمان بہتر ہی
کسی شرک والی سے اگرچہ تمکو خوش آوے اور نکاح نکرو شرک والونکو جبتک
ایمان نہ لاوین اور البتہ غلام مسلمان بہتر ہی کسی شرک والے سے اگرچہ تمکو
خوش آوے ف موضح القرآن مین ہی کہ پہلے مسلمان اور کافر
مین نسبت ناتا جاری تھا اس آیۃ سے حرام ٹھہرا اگر مرد نے یا عورت
نے شرک کیا انکا نکاح ٹوٹ گیا اور شرک یہ کہ اللہ کی صفت کسی اور
مین جانے مثلا کسیکو سمجھے کہ اسکو ہر بات معلوم ہی یا وہ چاہے سو کر
سکتا ہی یا ہمارا بھلا اور برا اسکے اختیار مین ہی اور یہ کہ اللہ کی تعظیم
کسی اور پر خرچ کرے مثلا کسی چیز کو سجدہ کرے یا اس سے حاجت
مانگے اسکو مختار جانکر باقی یہود اور نصارے کی عورت سے نکاح درست
ہی انکو مشرک نہین فرمایا اور تفسیر احمدی مین ہی کہ آیہ سے معلوم ہوا

مشرک عورتین نے مسلمانکو نکاح حرام ہی جبتک وہ ایمان نہ لاوین ف ۲
اور ولاتنکحوا المشرکین حتے یؤمنوا سے معلوم ہوا کہ مسلمان عورتونکا نکاح مشرک
مردون سے جائز نہین حر ہو یا غلام اور اکلیل مین ہی کہ ابن عمر قوم
اریسے یہودیہ اور نصرانیہ کا نکاح مسلمان سے حرام جانتے ہین اور
ولامۃ مؤمنۃ خیر من مشرکۃ سے معلوم ہوا کہ باوجود حرہ مشرکہ کے
لونڈیسے نکاح درست ہی کیونکہ جب مشرکہ حرام ہوئی مثل عدم کے ہی
اور ولو اعجبتکم سے پوچھا گیا کہ نکاح مین دین کو تقدم ہی شرافت
اور جمال پر اور ولاتنکحوا المشرکین سے بعضون نے دلیل پکڑی ہی کہ
نکاح مین ولی کا اعتبار ہی اور ولعبد مؤمن خیر من مشرک سے
معلوم ہوا کہ غلام کو حرہ سے نکاح روا ہی قولہ تعالے اَلزَّانِيْ لَا
يَنْكِحُ اِلَّا زَانِيَةً اَوْ مُشْرِكَةً وَّالزَّانِيَةُ لَا يَنْكِحُهَآ اِلَّا زَانٍ اَوْ مُشْرِكٌ
وَحُرِّمَ ذٰلِكَ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ ہ ف بدکار نہین بیاہتا مگر عورت بدکار
یا شرک والی اور بدکار عورتکو بیاہ نہین لیتا مگر بدکار مرد یا شرک والا
اور یہ حرام ہوا ہی ایمان والون پر ف موضح القرآن مین ہی کہ مرد اگر بدکار
ہو تو عورت پارسا نہ بیاہ لاوے اور اگر نیک ہو تو عورت بدکار نہ لاوے
دو واسطے ایک یہ کہ اسکا کفو نہین اسکو عار ہی دوسری یہ کہ ایک سے
دوسریکو علت نہ لگ جاوے لیکن اگر کرے تو درست ہی مگر مرد کو بدکار
عورت درست نہین جب تک بدکاری کرتی رہے اور اگر توبہ کرے درست
ہی اور تفسیر احمدی مین ہی کہ لاینکح مین دو قرأۃ ہین رفع اور جزم اول
صورت مین ظاہر ابقی ہی اور معنے نہی اور دوسری صورت مین نہی یقینی
ہی اس صورت مین یہ آیۃ وانکحوا الایامی منکم سے منسوخ ہی کیونکہ ایامی

شامل ہے بدکار اور پارسا کو یا اجماع سے منسوخ ہے کیونکہ عورت بدکار کا نکاح مرد
پارسا سے یا برعکس مشروع ہے اسکے موافق ہے ایک روایت ف باب
الولی قوله تعالی فانکحوهن باذن اهلهن ت سو انکا نکاح کرو انکے
لوگونکے اذن سے ف مدارک مین ہے کہ اہل سے مراد مالک ہے جو لونڈیان
بنفسه عقد نکاح کرین تو درست ہے کیونکہ اللہ نے مالک کے اذن کا اعتبار کیا ہے
نہ عقد کا اور غلام اور لونڈیکو بحکم مولے اسکے شادی کرنی روا نہین یہ آیہ ہماری
دلیل ہے اور تفسیر احمدیہ مین ہے کہ یہ مدارک کا قول رد ہے شافعی پر جو قائل ہین کہ
لونڈیکو عقد کرنا درست نہین اور مالک پر جو قائل ہین کہ غلام کا نکاح مولے کے
اذن پر موقوف نہین اس رد کی وجہ یہ ہے کہ لونڈیکا نکاح نص سے مولے اسکے
اذن پر موقوف ہے اور غلام کا نکاح دلالۃ نص سے باب المهر قوله تعالی واحل لکم
ما وراء ذلکم ان تبتغوا باموالکم محصنین غیر مسافحین فما استمتعتم
به منهن فاتوهن اجورهن فریضة ت اور حلال ہوئین تمکو جو انکے سوا ہین
یون کہ طلب کرو اپنے مال کے بدلے قید مین لانیکو نہ مستی نکالنے کو پھر جو کام مین لائے
تم ان عورتون مین سے انکو دو انکو حق جو مقرر ہوا ف موضح القرآن مین ہے کہ جو عورتین
حرام فرمائین انکے سوائے سب حلال ہین چار شرط سے اول یہ کہ طلب کرو یعنے
زبان سے ایجاب وقبول درمیان آوے دوسری یہ کہ مال دینا قبول کرو یعنے
مہر تیسری یہ کہ قید مین لانیکی طرح ہو مستی کی نکالنے کو نہو یعنے ہمیشہ کو وہ عورت اسکی
ہو جاوے اسکے چھوڑے بغیر نہ چھوٹے یعنے مدتکا ذکر نہ آوے کہ مہینے یا برس
تک اس سے متعہ حرام ٹہرا چوتھی شرط سورہ مائدہ مین فرمائی اور یہان بھی لونڈیون
کے نکاح مین آگے فرمائی ہے کہ چھپی یاری نہو یعنے لوگ شاہد ہون کم سے کم دو مرد
یا ایک مرد دو عورت پھر فرمایا کہ جو عورت کام مین آئی اسکا مہر پورا دینا پڑا کام مین

آئی یعنے صحبت ہوئی یا خلوت ہوئی اب کسی طرح مہر نہین چھوٹتا اور جب تک کام
مین نہین آئی تو اگر مرد چھوڑے تو آدھا مہر دے اور اگر عورت ایسا کام کرے کہ نکاح
ٹوٹ جاوے تو سب مہر اتر گیا اور تفسیر احمدیہ مین ہے کہ اسلئے حرمت پوچھا گیا کہ
محرمات مذکورہ کے سوا اور حلال ہین حالانکہ عورتین مشترک اور خالہ اپنی بی بی پر حرام
ہی اس سے الا ما سے نسا مومنات اور رجل سے جبل مراد لیتے ہین سا اور
جو چوتھی عورت کی عدت مین پانچوین عورت کرنی حرام ہے اور لونڈی حرہ پر یا اسکی
عدت مین اور عورت حامل قیدائی ہوئی آوے وہ عورت کہ اسکے حمل کا نسب ثابت ہو
یہہ سب سو بذاتہ نہین حرام ہین بلکہ عارضی ہین جب وہ عارض جاتا رہے نکاح
حلال ہے مثلاً چوتھی عورتکی عدت تمام ہوئی یا حمل ہو چکا اور محرمات رضاعی کی اور
پھوپھی اور بھتیجی اور خالہ اور بھانجی کی جمع کرنیکی حرمت حدیث سے ثابت ہے اور
تبتغوا باموالکم سے معلوم ہوا کہ نکاح بے مہر نہین ہوتا اور مہر واجب ہے گو مقرر
نہوا ہو اور مال کے سوا اور چیز مہر کی صلاحیت نہین رکھتی اور قلیل کو مہر نہین کہتے
کیونکہ ایک دانہ عادت مین مال نہین ہے اور لفظ من کی جو منہن مین ہے بعضے
اسکو تبعیضیہ کہتے اور بعضے بیانیہ پر ابتدائیہ ہونا اولی ہے اس صورتمین دلیل ہے
کہ مہر خلوت صحیحہ سے ثابت ہوتا ہے یہی ہے مذہب ہمارا اور قاضی نے کہا کہ یہ آیۃ
متعہ کی ہے مین اتری تین دن اسکا حکم رہا جب مکہ فتح ہوا یہ حکم منسوخ ہوا چنانچہ
مروی ہے حضرت نے متعہ مباح کیا تھا پھر صبح کو کہتے اٹھے کہ اے آدمیو مین نے تمکو
متعہ کا حکم دیا تھا خبردار ہو کہ اللہ نے اسکو قیامت تک حرام گردانا اور متعہ کہتے
ہین ایک وقت معلوم تک نکاح کرنے کو کیونکہ اسمین غرض ہے عورت سے متمتع
ہونا اور عورتکو اپنے مال سے متمتع کرنا ابن عباس نے جائز رکھا تھا پھر رجوع کیا اسکی
حرمت کے طرف اور اکلیل مین ہے کہ ان تبتغوا باموالکم مین دلیل ہے کہ جو کوئی

لونڈیکو آزاد کرنا مہر کرے عورتکا تو درست نہین کیونکہ آیۃ دلیل ہی کہ مہر مال ہو اور
آزاد کرنا تسلیم مال نہین ہی اور دلیل ہی کہ جو شراب یا سور کو مہر مقرر کرے تو مہر نہین
ہی **قولہ تعالے** قَدْ عَلِمْنَا مَا فَرَضْنَا عَلَيْهِمْ فِي أَزْوَاجِهِمْ وَمَا مَلَكَتْ أَيْمَانُهُمْ
ت ہمکو معلوم ہی جو ٹھہرا دیا ہم نے اُن پر اُنکے عورتون مین اور اُنکے ہاتھ کے مال مین
ف تفسیر احمدیہ مین ہی کہ یہ رد ہی شافعی پر جو قائل ہین کہ مہر اللہ کے نزدیک سے
غیر مقدر ہی اسکا اندازہ زوج کے رائے پر ہی اور رد کی وجہ یہ ہی کہ حکم مہر کے
باب مین ہی اور فرض تقدیر کو کہتے ہین ضمیر متکلم کی طرف اسناد کرنے سے معلوم ہوا
کہ وہ مقدر شرعی ہی اللہ کے نزدیک سے پھر اس مفروض مجمل کو حضرت نے بیان
فرمایا کہ لا اقل من عشرۃ دراہم یعنے دس درم سے کم مہر نہین ہی اس سے معلوم
ہوا کہ زیادہ کرنا احسان ہی اور کمی منع ہی نہ جیسے کہ شافعی کہتے ہین کہ جو بیع مین
قیمت ہوسکے وہ نکاح مین مہر ہوسکتا ہی تھوڑا ہو یا بہت **ف۲ قولہ تعالے**
قَالَ إِنِّي أُرِيدُ أَنْ أُنكِحَكَ إِحْدَى ابْنَتَيَّ هَاتَيْنِ عَلَىٰ أَن تَأْجُرَنِي ثَمَانِيَ حِجَجٍ فَإِنْ
أَتْمَمْتَ عَشْرًا فَمِنْ عِندِكَ وَمَا أُرِيدُ أَنْ أَشُقَّ عَلَيْكَ سَتَجِدُنِي إِن شَاءَ اللَّهُ
مِنَ الصَّالِحِينَ قَالَ ذَٰلِكَ بَيْنِي وَبَيْنَكَ أَيَّمَا الْأَجَلَيْنِ قَضَيْتُ فَلَا عُدْوَانَ
عَلَيَّ وَاللَّهُ عَلَىٰ مَا نَقُولُ وَكِيلٌ **ت** کہا مین چاہتا ہون کہ بیاہ دون تجھکو ایک
بیٹی اپنی ان دونون مین سے اسپر کہ تو میری نوکری کرے آٹھ برس پھر اگر تو پورے کرے
دس تو تیری طرف سے اور مین نہین چاہتا کہ تجھ پر تکلیف ڈالون تو آگے پاویگا
مجھکو اگر اللہ نے چاہا نیک بختون سے بولا یہ ہوچکا میرے تیرے بیچ جونسی مدت
ان دونون مین پوری کر دون سو زیادتی نہو مجھ پر اور اللہ پر بھروسا اُسکا جو ہم کہتے
ہین **ف** تفسیر احمدیہ مین ہی کہ مشہور یہ ہی کہ تاجرنی سے بکری چرانا مراد ہی اس
سے معلوم ہوا کہ شعیب نے بکری چرانا اپنے لڑکیونکا مہر کیا تھا اور اللہ نے بغیر انکار

اسکا ذکر قرآن مین فرمایا الا انکہ ہماری شریعت مین بھی جائز ہو ہیچ
ہدایہ سے نقل کیا ہی کہ جو حر ایک عورت سے شادی کرے اسپر کہ ایکسال
خدمت کرے یا قرآن پڑھاوے تو روا ہی اور یہ مذکور مہر ہوگا صاحبین
کے نزدیک مہر مثل چاہیے اور محمد کے نزدیک خدمت کی قیمت ہی اور
جو غلام اپنے مالک کے حکم سے ایک حرہ سے شادی کرے اسپر کہ
خدمت کرے یا بکری چراوے تو مذکور مہر ہوگا بعد اسکے لکھا ہی کہ اس قصہ
سے جسطرح شبانی کا مہر ہونا بوجھا جاتا ہی ویسے ہی باپکو مہر لینا اور الفاظ
مقتضیہ سے نکاح ہوتا ہی اور مہر اور منکوحہ کا مجہول ہونا بھی معلوم ہوتا ہی
پر شبانیکے مہر ہونیکے سوا اور ہمارے شریعت کے موافق نہین ہی اور عینی
سے لکھا ہی کہ سواے بکری چرانیکے اور منافع مہر نہین ہو سکتی ہین ہمارے
نزدیک بخلاف شافعی کے لیکن صاحب کشاف نے حکم کیا کہ ابو حنیفہ کے
نزدیک کسی روایت مین شبانی مہر نہین ہو سکتی ف ۲ فصل متعہ کے بیان
مین قولہ تعالی لَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ اِنْ طَلَّقْتُمُ النِّسَاءَ مَا لَمْ تَمَسُّوْهُنَّ
اَوْ تَفْرِضُوْا لَهُنَّ فَرِيْضَةً وَّمَتِّعُوْهُنَّ عَلَى الْمُوْسِعِ قَدَرُهٗ وَعَلَى الْمُقْتِرِ
قَدَرُهٗ مَتَاعًا بِالْمَعْرُوْفِ حَقًّا عَلَى الْمُحْسِنِيْنَ وَاِنْ طَلَّقْتُمُوْهُنَّ مِنْ
قَبْلِ اَنْ تَمَسُّوْهُنَّ وَقَدْ فَرَضْتُمْ لَهُنَّ فَرِيْضَةً فَنِصْفُ مَا فَرَضْتُمْ اِلَّا
اَنْ يَّعْفُوْنَ اَوْ يَعْفُوَا الَّذِيْ بِيَدِهٖ عُقْدَةُ النِّكَاحِ وَاَنْ تَعْفُوْا اَقْرَبُ
لِلتَّقْوٰى وَلَا تَنْسَوُا الْفَضْلَ بَيْنَكُمْ اِنَّ اللّٰهَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ
ت گناہ نہین تمپر اگر طلاق دو عورتونکو جبتک یہ نہین کہ انکو ہاتھ لگایا
ہو یا مقرر کیا ہو انکا کچھ حق اور انکو خرچ دو وسعت والے پر اسکے موافق
ہی اور تنگی والے پر اسکے موافق جو خرچ دستور ہی لازم ہی بھلائی والونکو

اور

اور اگر طلاق دو انکو ہاتھ لگانے سے پہلے اور ٹھہرا چکے ہو انکا حق تو لازم ہوا آدھا جو کچھہ ٹھہرا تھا مگر یہ کہ درگذرین عورتین یا درگذر کرین جسکے ہاتھ گرہ ہے نکاح کی اور تم مرد درگذر کرو تو قریب ہے پرہیزگاری سے اور نہ بھلا دو بڑائی رکھنی آپسمین تحقیق اللہ جو کرتے ہو سو دیکھتا ہے ف موضح القرآن مین ہے کہ اگر نکاح کے وقت مہر کہنے مین نہ آیا تو بھی نکاح درست ہے مہر پیچھے ٹھہر رہیگا پھر اگر بن ہاتھ لگائے عورتکو طلاق دے تو مہر کچھہ لازم نہ آیا لیکن کچھہ خرچ دینا ضرور ہے خرچ کیا کہ ایک جوڑا پوشاک کا موافق اپنے حال کے اور اگر مہر ٹھہر چکا تھا پھر بن ہاتھ لگائے طلاق دے تو آدھا لازم ہوا اگر عورتین درگذرین کہ بالکل چھوڑ دین یا مرد درگذرے جو مختار تھا کیونکہ اللہ نے بڑائی دی ہے مرد کیطرف کو اور اسکو مختار کیا نکاح رکھنے اور توڑنے کا تو اپنی بڑائی رکھے فائدہ چار صورتین ہو سکتی ہین یہان دو حکم فرمائے ایک یہ کہ مہر نہ ٹھہرا تھا اور ہاتھ لگانے سے پیشتر طلاق دے دوسری یہ کہ مہر ٹھہرا تھا اور ہاتھ لگانے سے پہلے طلاق دے اور دو صورتین باقی رہین ایک یہ کہ مہر ٹھہرا تھا اور ہاتھ لگاکر طلاق دیوے تو پورا مہر لازم ہو یہ سورہ نسا مین مذکور ہے دوسری یہہ کہ مہر نہ ٹھہرا تھا اور ہاتھ لگا کر طلاق دے اسمین مہر مثل پورا دیا چاہیئے یعنے اس عورتکی قوم مین رواج ہے اور جب خلوت ہو چکی تو گویا ہاتھ لگایا ف اور اکلیل مین کہ حقا علی المحسنین سے بعضون نے متعہ مستحب کہا ہے اور بعضون نے واجب اور فنصف ما فرضتم سے معلوم ہوا کہ عورت بمجرد عقد کے مہر کی مالک ہوتی ہے اور جو عورت نصف مفروض سے کچھہ خرید کرے تو زوج کو اس نصف مین رجوع نچاہیئے بلکہ دوسرے نصف مین اور الا ان یعفون سے معلوم ہوا کہ جو عورت اپنی نصف مفروض زوج کو بخشے تو روا ہے اور یعفو الذی بیدہ عقدۃ النکاح کو حضرت علی نے زوج کر تفسیر کی اسمین یہ ہے کہ جو زوج اپنا نصف زوجہ کو بخشے تو روا ہے اور ابن عباس

سے ولی کر تفسیر کی ہی اس صورت مین بعضون نے دلیل پکڑی ہی کہ جو ولی مہر خفیف کرے
تو جائز ہی ولی عام ہی جو ہو اور بعضون نے تخصیص کی ہی باپکی وان تعفوا اقرب
للتقوی مین خطاب ہی ازواج کو اس سے معلوم ہوا کہ زوج کا عفو زوجہ کے
عفو سے اولی ہی آیۃ مین دلیل ہی کہ مہر بخشنا جائز ہی جبکہ یاد ین قسمت پذیر
ہو یا نہو فصل رقیق کے نکاح کا بیان ہی قولہ تعالے وَاَنْكِحُوا الْاَيَامٰى مِنْكُمْ
وَالصّٰلِحِيْنَ مِنْ عِبَادِكُمْ وَاِمَائِكُمْ اِنْ يَّكُوْنُوْا فُقَرَآءَ يُغْنِهِمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ
وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ت اور بیاہ دو رانڈونکو اپنے اندر اور جو نیک ہوان تمہارے
غلام اور لونڈیان اگر وہ ہوں گے مفلس اللہ انکو غنی کریگا اپنے فضل سے اور اللہ
سمائی والا ہی سب جانتا ف تفسیر احمدی مین ہی کہ ایامی مقلوب ہی ایایم کا جمع ایّم
کی ایّم کہتے ہین مرد بے عورتکو اور عورت بے مرد کو اور انکو اجب ایامی سے متعلق ہو
تو خطاب اولیا کی طرف ہی اور جب والصالحین سے متعلق ہو تو خطاب مالکون
کیطرف ہی صاحب کشاف نے کہا ہی کہ یہ امر ندب کے لئے ہی اور جب عورت
ولی سے نکاح کی خواہان ہو تو وجوب کے لئے ہی ف باب العدل
قولہ تعالے وَلَنْ تَسْتَطِيْعُوْٓا اَنْ تَعْدِلُوْا بَيْنَ النِّسَآءِ وَلَوْ حَرَصْتُمْ فَلَا تَمِيْلُوْا
كُلَّ الْمَيْلِ فَتَذَرُوْهَا كَالْمُعَلَّقَةِ ت اور تم ہرگز برابر نرکھ سکوگے عورتونکو اگرچہ اسکا
شوق کرو سو نرے پھر بھی سنبھاؤ کہ ڈال رکھو ایک کو جیسے ادھر مین لٹکتی ف تفسیر
احمدی مین ہی کہ وان خفتم الا تعدلوا فواحدۃ سے عدل کا شرط ہونا معلوم ہوا
اور اس آیۃ سے بوجھا گیا کہ محبت قلبی مین عدل شرط نہین ہی کیونکہ مدعا یہ ہی
کہ جو بہت بیبیان رکھتا ہی اس سے عدل نہین ہو سکتا کیونکہ عدل یہ ہی کہ کیطرح
ظاہرًا اور باطنًا ایک کو دوسرے پر زیادتی نہو یہ دشوار ہی کیونکہ حضرت بیبیونمین
خرچ اور کپڑا اور گھر کا عدل کرتے اور فرماتے کہ اے خدا یہ عدل اسمین ہی حقیقت مین

کہ جو میری اختیار مین ہی اور جو اختیاری نہین ہی یعنی محبت قلب اسپر مواخذہ نکر
اس لیئے کہ آپ حضرت عائشہ کو سب سے زیادہ چاہتے اس سے معلوم ہوا
کہ جہانتک ہوسکے عدل واجب ہی ف۳ اور اکلیل مین ہی کہ محبت اور جماع مین
عدل کی تکلیف نہین ہی پر یہ ضرور چاہیئے کہ بالکل جماع چھوڑ دے فصل نوبت بخش
دینے کا بیان ہی قوله تعالیٰ وَاِنِ امْرَاَةٌ خَافَتْ مِنْ بَعْلِهَا نُشُوْزًا اَوْ اِعْرَاضًا
فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا اَنْ يُّصْلِحَا بَيْنَهُمَا صُلْحًا ت اگر ایک عورت ڈرے اپنے
خاوند کے لڑنے سے یا جی پھر جانے سے تو گناہ نہین دونو پر کہ کر لین آپسمین
کچھ صلح ف تفسیر احمدی مین ہی کہ بعضون نے کہا ہی کہ حضرت نے سودہ کی طلاق کا
ارادہ کیا اُسنے زاری سے عرض کی کہ مجھکو فقط یہ منظور ہی کہ قیامت کو آپکی ازواج
مین شمار ہون مین نے اپنی نوبت عائشہ کو بخشی تب یہ آیۃ اتری اس سے معلوم ہوا کہ
جو عورت اپنی سوت کو نوبت اپنی دے تو درست ہی کیونکہ اکثرون کے نزدیک
صلح سے یہی مراد ہی اور بعضون کے نزدیک یہ مراد ہی کہ زوجہ زوج کو کچھ مہر
معاف کرے یا سب بخشدے اور مدارک مین ہی کہ نشوز سے مراد ہی صحبت نکرنی
اور نفقہ ندینا اور گالی دینا اور مارنا اور اعراض سے بدخلقی یا عورت کے سبب
اس سے بات اور انس کم کرنا اور اکلیل مین ہی کہ اس سے معلوم ہوا کہ عورتکو
اپنا حق بخشنا روا ہی نوبت ہو یا اور کچھ اور بعضون نے دلیل پکڑی کہ عورتکو اپنا حق بیچنا
بھی درست ہی

کتاب الرضاع

قوله تعالیٰ وَالْوَالِدَاتُ يُرْضِعْنَ اَوْلَادَهُنَّ حَوْلَيْنِ كَامِلَيْنِ لِمَنْ اَرَادَ
اَنْ يُّتِمَّ الرَّضَاعَةَ ت اور لڑکے والیان دودھ پلاوین اپنے لڑکونکو دو برس
پورے جو کوئی چاہے کہ پوری کرے دودھ کی مدت ف تفسیر احمدی مین ہی کہ یہ

خبر اوس کے معنون یہ ہی اور امر ندب کے لئے ہی کیونکہ ماپر دودھ پلانا واجب نہین
باپ پر واجب ہی کہ لڑکے کے لئے دودھ پلانے والی نوکر رکھے جو لڑکا اپنے ماے
پستان کے سوا اور کے قبول نکرے یا دایہ نہ ملے یا باپکو نوکر رکھنے کی طاقت نہین
ہی تو ماپر واجب ہی اس صورتین امر وجوب کے لئے ہی اول مختار ہی امام زاہد کا
دوسرا صاحب ہدایہ کا اور اسکے مدتین علما مختلف ہین ابو حنیفہ ڈہائی برس
کہتے ہین سورہ احقاف کے آیت کی دلیل سے اور صاحبین اور شافعی دو برس کیونکہ
اللہ نے حولین کی قید فرمائی ہم کہتے ہین کہ یہ قید اس لئے ہی کہ ماپر عذر سے دودھ
پلانا دوہی برس واجب ہی اور زیادہ پلانا احسان ہی یا باپکو دودھ پلانیوالی
نوکر رکھنا دوہی برس واجب ہی اور زیادہ احسان اس سے یہ نکلا کہ دودھ پلانا
دوہی برس چاہیئے زیادہ نچاہیئے اور زفر کے نزدیک تین برس لیکن چونکہ
مقام شبہہ کا تھا ابو حنیفہ نے حکم کیا کہ ڈھائی برس چاہیئے حرمت نکاح کی احتیاط
کے لئے کہ جو دودھ پلانے سے ہوتی ہی یعنے جس نے اس مدتین دودھ پلایا
وہ لڑکے کی ماہی اور اسکا زوج باپ اور اسکی بیٹی بہن **قوله تعالے وَحَمْلُهٗ
وَفِصَالُهٗ ثَلٰثُوْنَ شَهْرًا** اور حمل مین رہنا اسکا اور دودھ چھوڑنا تیس مہینے مین
ہی ف تفسیر احمدیہ مین ہی ہدایہ سے کہ ثلثون شہرا خبر ہی حمل اور فصال دونوے
گویا کہا گیا الحمل ثلثون شهرا مدت الفصال ثلثون شهرا اس صورتین بیان ہی
دونوکی اکثر مدتکا لکن جب مدت حمل مین نقصان پایا گیا عایشہؓ کے قول سے کہ پیٹ
مین لڑکا دو برس سے سوا نہین رہتا اور مدت رضاعین نپایا گیا ابو حنیفہ نے حکم
کیا کہ حمل کی اکثر مدت دو برس ہی اور فصال کے تیس مہینے ہین اور صاحبین اور
شافعی کہتے ہین ثلثون شہرا خبر ہی مجموع حمل اور فصالکی یعنے سب مدت حمل اور
فصال کی تیس مہینے ہین ان مین سے دو برس رضاع کی مدت ہی بدلیل والوالدات

[illegible]

یرضعن اولادهن او فصاله فی عامین کے اور باقی ہی یعنے پہر حیث وہ حمل کی
مدت ہی اس صورتمین مدت رضاع کی اکثر اور مدت حمل کے اقل کا بیان
ہی اور اسکا جواب جیسا آیتمین گذرا ق

کتاب الطلاق

قولہ تعالے اَلطَّلَاقُ مَرَّتَانِ فَاِمْسَاكٌ بِمَعْرُوفٍ اَوْ تَسْرِيحٌ بِاِحْسَانٍ

طلاق ہی دو بار تک پھر رکھنا موافق دستور کے یا رخصت کرنا نیکی سے ف تفسیر احمدیمین ہی کہ جاہلیت مین طلاق کی گنتی ایک وتیرہ پر نتھی جو کوئی دس طلاق دیتا تب بھی رجعت کرسکتا اور جب عدت ہوجاتی رجعت کرتا پھر طلاق دیتا پھر رجعت کرتا ایک عورت نے اگر عائشہ پاس شکوہ کیا کہ میرے زوج نے رجعت کی پھر طلاق دی پھر رجعت کی پھر طلاق دی یہ خبر حضرت تک پہنچی تب یہ آیۃ ارشاد کی اسکی دو توجیہہ ہین ایک تو حسینی اور زاہدی اور بیضاوی اور تلویح مین ہی موافق مذہبون کے کہ طلاق رجعی دو ہین زائد نہین عدت کے اندر رجعت ہی اور بعد اُسکے طلاق بائنہ یہ امر ہی خبر کے صیغہ مین دوسری مختار ہی صاحب کشاف اور مدارک اور فخر الاسلام کے موافق مذہب ابو حنیفہ کے یعنے طلاق سے مراد ہی طلاق شرعی نہ طلاق رجعی اور مطلب یہ کہ طلاق شرعی وہ ہی کہ دو طلقہ ہون متفرق ایک دوسری کے بعد نہ یہ کہ اکٹھا ہون ایک ہی بار اور مرتین سے تثنیہ نہین مراد ہی تکرار مراد ہی جس طرح ثم ارجع البصر کرتین مین ہی اس لیے کہ دو طلقہ ایک ہی مرتبہ واقع کرنا خلاف ہی سنت کی اسپر تائید ہی کہ اللہ نے مرتان فرمایا نہ اثنان اب ضرور ہی کہ یہ امر ہو خبر کے صیغہ مین ورنہ کذب لازم آتا ہی اسلیے کہ دو طلقہ اکٹھا بھی کبھی پائی جاتی ہین اور شافعی کے نزدیک دو یا تین طلقہ

ارسال کرنا لکھا درست ہی ف۳ اور اکلیل مین ہی کہ امساک کی لفظ
صریح رجعت ہی اور لفظ صریح کی صریح طلاق اور فامساک بمعروف سے
بعضون نے دلیل پکڑی کہ رجعت وطی سے ہوتی ہی قولہ تعالے وَاِذَا
طَلَّقْتُمُ النِّسَاءَ فَبَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ فَاَمْسِكُوْهُنَّ بِمَعْرُوْفٍ اَوْ سَرِّحُوْهُنَّ
بِمَعْرُوْفٍ وَلَا تُمْسِكُوْهُنَّ ضِرَارًا لِّتَعْتَدُوْا وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ فَقَدْ ظَلَمَ
نَفْسَهٗ وَلَا تَتَّخِذُوْا اٰيَاتِ اللّٰهِ هُزُوًا ف اور جب طلاق دی تم
نے عورتونکو پھر پہنچی اپنی عدت تک تو رکھ لو انکو دستور سے یا رخصت کرو
دستور سے اور مت بند کرو انکے ستانیکو تا زیادتی کرو اور جو کوئی یہ کام
کرے اسنے برا کیا اپنا اور مت ٹھراؤ حکم اللہ کو ہنسی ف تفسیر احمدی میں ہی
کہ قرآن مین رجعت کا بیان بہت ہی اور اس آیۃ سے غرض یہ ہی کہ جو
تعریض آیۃ وبعولتهن احق بردهن کے اور اس آیۃ کے مابین مین ہی
دور ہو جاوے اس لیے کہ اول آیۃ سے معلوم ہوا کہ رجعت عدت مین چاہیے
نہ اسکے بعد اور یہان فبلغن اجلهن فامسكوهن سے جانا جاتا ہی کہ
بعد اسکے بھی درست ہی اس لیے مفسرون نے کہا کہ اجل سے آخر عدت مراد
ہی نہ انقضا کیونکہ اجل کا اطلاق تمام مدت اور آخر مدت دونو پر ہوتا ہی
اب مدعا یہ ہوا کہ جب عورتین مطلقہ قریب عدت کے پہنچین تو رکھ لو یعنے رجعت
کرو ف قولہ تعالے وَاِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَاءَ فَبَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ فَلَا
تَعْضُلُوْهُنَّ اَنْ يَّنْكِحْنَ اَزْوَاجَهُنَّ اِذَا تَرَاضَوْا بَيْنَهُمْ بِالْمَعْرُوْفِ
ف اور جب طلاق دی تم نے عورتونکو پھر پہنچ چکین اپنی عدت تک تو
اب نہ روکو انکو کہ نکاح کر لین اپنے خاوندون سے جب راضی ہو جاوین
آپسمین موافق دستور کے ف تفسیر احمدی مین ہی کہ یہان اجل سے مراد

معنے حقیقی مین یعنے تمام عدت اس قرینہ سے کہ نکاح نہین درست ہی مگر عدتکے بعد
اور اس آیۃ کی کئی توجیہہ مین ایک یہ کہ زوج اول سے نکاح مراد ہی اسلئے کہ فلا
تعضلوھن خطاب ہوا اولیا کو یعنے لے ولیو انکو مت روکو اپنے خاوندون سے
نکاح کرنیکو اس صورتمین شرط اور جزا کا ربط یون ٹھہرا کہ فلا تعضلواھن
موضوع ہی فلا یعضل اولیاھن کے موضع پر اور ازواج کا اطلاق باعتبار ما
کان کے ہی اور دوسری یہ کہ پہلے خاوند کے سوا اور سے نکاح کرنا مراد ہی اسلئے
کہ فلا تعضلوھن خطاب ہی ازواج کو یعنے طلاق اور عدت کے بعد انکو نہ روکو
اور ازواج سے نکاح کرنے کو اس صورتمین ازواج کا اطلاق باعتبار مایؤل کے
ہی اور شرط اور جزا کی ربط مین تاویل نہین ہی اول مختار ہی بیضاوی کا اسی سے
اسکو مقدم کیا اسواسطے کہ شافعی کے نزدیک عورت کی عبارت سے نکاح نہین
ہوتا نہ روا ہونے کی وجہ یہ ہی کہ خطاب اولیا سے ہی یہ دلیل ہی کہ اپنے نفس کو
عورت نکاح نہین کرسکتی کیونکہ اگر ممکن ہوتا تو ولی کے روکنے کی کیا وجہ تھی اور
جو اسناد نکاح کی عورتونکی طرف ہی سو اس لئے ہی کہ نکاح انکی اذن پر موقوف ہی
اور دوسری توجیہہ صاحب مدارک کے مختار ہی اس سے اسکو مقدم کیا کیونکہ
ہمارے نزدیک عورتکی عبارتسے نکاح ہوجاتا ہی اور روا ہونے کی وجہ یہ ہی
کہ جب ازواج مخاطب ہوے اور ولی کا روکنا معلوم نہ ہوا تو عورتکی عبارتسے نکاح ہونا
درست ہوا اور بعضون نے کہا ہی کہ ازواج اور اولیا دونو قسم کے خطاب ہی اور
بعضون نے کہا کہ سب آدمیونکو خطاب ہی ان صورتونمین ازواج سے مراد ایک
دو معنے اول مین سے ہی اور مین کہتا ہون کہ ازواج لاحق کو بھی خطاب ہو سکتا ہی
اور مدعا یہ کہ لے ازواج لاحق عورتونکو وطی کے بعد جو طلاق دو تو مت روکو انکو پہلے
ازواج سے نکاح کرنے کو **فصل غلیظہ کا بیان ہی قولہ تعالے فان**

طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهُ مِنْ بَعْدُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ فَاِنْ طَلَّقَهَا فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا
اَنْ يَّتَرَاجَعَا اِنْ ظَنَّا اَنْ يُّقِيْمَا حُدُوْدَ اللّٰهِ پھر اگر اسکو طلاق دے تو اب
حلال نہین اسکو وہ عورت اسکے بعد جبتک نکاح کرے کسی خاوند سے اسکے سوا
پھر اگر وہ شخص اسکو طلاق دے تب گناہ نہین ان دونو پر پھر ملجاوین اگر خیال کرین
کہ ٹھیک رکھین گے اللہ کے قاعدے ف تفسیر احمدی مین ہے کہ اکثر مفسرون نے
کہا ہے کہ یہ آیۃ متصل ہے الطلاق مرتان سے یعنے جو ایک طلاق دے یا دو تو
رجعی ہے اور جو بعد اسکے تیسری دے تو مغلظہ ہے اور خلع کی طلاق دونو کے مابین
معترضہ ہے اسکا ذکر ان دونو کے مابین اس لئے ہے تا معلوم ہو کہ خلع بھی
طلاق ہے اور صاحب مدارک نے کہا کہ جو کوئی خدشہ کرے کہ خلع ہمارے نزدیک
طلاق ہے اور شافعی کے ایک قول مین بھی اس صورت مین اس آیۃ کی طلاق چوتھی ہوئی
ہے اسکا جواب یہ ہے کہ خلع ہمارے نزدیک طلاق بالعوض ہے اور اس آیۃ کی
طلاق بیان اسکا ہے یعنے جو اسکو طلاق بالعوض دے تو اسکا حکم تحلیل ہے اور مفسرون
نے اور اصولیون نے ذکر کیا ہے کہ نکاح لغت مین وطی کو کہتے ہین اور یہان حتی تنکح
مین فقط عقد مراد ہے مجازًا اس قرینہ سے کہ اسکی نسبت اسکی طرف ہے اور وہ
وطی کرنے کی صلاحیت نہین رکھتی اس صورت مین پوچھا گیا کہ فقط عقد کرنا دوسرا
شرط ہے تحلیل کی اسی پر سعید بن مسیب نے کفایت کیا اور جمہور نے وطی بھی شرط
کی ہے حدیث عسیلہ سے کہ مشہور ہے سلہ اور لا تنکح کے لفظ مین دلیل ہے کہ
عورت کی عبارت سے نکاح منعقد ہوتا ہے چنانچہ اسکا بیان گذرا اس
بیان سے معلوم ہوا کہ جب عورت دوسرا خاوند کرے پھر اسکو پہلے کے پاس
پھرنا نہین درست ہے جبتک یہ دوسرا صحبت نکرے اور اگر دوسرا نامرد ہوا تو
چاہئے کہ پہلے کے پاس جاوے دوسرے سے تفریق کر کے پھر اسسے نکاح کرے اسیطرح

اور سے بھی نکاح کرے تا انکہ دوسرے سے صحبت ہو اور عورتونکو اور دوسرے
خاوندکو لائق نہین ہی کہ تحلیل کے نیت سے نکاح کرین ایسا نکاح مالک اور
اوزاعی اور ابی عبید اور شافعی کے نزدیک فاسد ہی ابو حنیفہ کے نزدیک جائز ہی
بکراہت اگرچہ جی مین ارادہ تحلیل کا چھپاوے اور ظاہر نکرے تو بے کراہتہ جائز ہی اور
فقط ادخال شرط ہی نہ انزال اور مراہق بے محلل ہو سکتا ہی بخلاف مالک کے اور
جو ایک لونڈی ایک حر کے نکاح مین تھی اُسنے طلاق غلیظہ دی پھر مولے اُسنے وطی
کی یہ تحلیل نہین ہی **فصل عورت مخیرہ کے طلاق کا بیان ہی** **قولہ تعالے**
يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِأَزْوَاجِكَ إِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا وَزِينَتَهَا
فَتَعَالَيْنَ أُمَتِّعْكُنَّ وَأُسَرِّحْكُنَّ سَرَاحًا جَمِيلًا وَإِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ
وَالدَّارَ الْآخِرَةَ فَإِنَّ اللّٰهَ أَعَدَّ لِلْمُحْسِنَاتِ مِنْكُنَّ أَجْرًا عَظِيمًا **ف** اے نبی کہدے
اپنی عورتونکو اگر تم چاہتیان دنیا کا جینا اور یہانکی رونق تو آؤ کچھہ فائدہ دون تم کو
اور رخصت کرون بھلی طرح سے اور اگر تم ہو چاہتیان اللہ کو اور اسکے رسولکو اور پچھلے
گھر کو تو اللہ نے رکھہ چھوڑا ہی انکو جو تم مین نیکی پر ہین نیگ بڑا **ف** موضح القرآن مین ہی
کہ حضرت کے ازواج نے دیکھا کہ لوگ آسودہ ہوئے چاہا کہ ہم بھی آسودہ ہون بعضون
نے بولچال کی حضرت نے قسم کھائی کہ ایک مہینہ گھر مین نجاؤن پھر مہینے بعد یہ آیتہ
اتری حضرت گھر مین آئے اول حضرت عائشہ سے کہا اُنھون نے مرضی اللہ و رسول
کی اختیار کی پھر اسیطرح سبنے اور تفسیر احمدی مین ہی کہ اس سے معلوم ہوا کہ جب عورت
مخیرہ اپنے زوج کو اختیار کرے تو مطلقہ نہین ہوتی حضرت عائشہ کے قول سے کہ
حضرت نے ہمکو اختیار دیا ہم نے حضرتکو اختیار کیا اور حضرت نے اسکو طلاق نہین جانا
بخلاف زید اور حسن اور مالک اور حضرت علی کے ایک روایتہ کی کہ اُنکے نزدیک
ایک طلاق رجعی ہوتی ہی اور جو اپنی نفس کو اختیار کرے ایک طلاق بائنہ ہوتی

ہی اور ہمارے اور شافعی کے نزدیک اگر اپنے زوج کو اختیار کرے نہین ہوتی
مگر اسی صورتین کہ جب اپنے طلاق کو اختیار کرے پر ہمارے نزدیک بائنہ ہوگی اور
شافعی کے نزدیک رجعی اور یعنے عورتونکو کچھ دینے کا ذکر دو وجہون سے ہی یا وہ
مدخولہ ہی تو مستحب ہی یا غیر مدخولہ ہی اور مہر مقرر نہین تو واجب ہی **فصل طلاق**
بدعی کا بیان ہی **قولہ تعالے** **يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَاءَ فَطَلِّقُوهُنَّ**
لِعِدَّتِهِنَّ **ت** اے نبی جب تم طلاق دو عورتون کو انکو طلاق دو انکی عدت پر
ف تفسیر احمدیمین ہی کہ اس آیۃ سے معلوم ہوا کہ حیض مین طلاق دینی بدعت
ہی اور اس طہر مین بھی کہ جسمین وطی ہوئی ہو اسلئے کہ **طلقوھن لعدتھن** کی
معنے یہ ہین کہ انکو طلاق دو جس حال مین کہ عدت پہلے ہو یہ صورت نہین ہی مگر اس
طہر مین کہ وطی نہوئی ہو اسلئے کہ عدۃ کی مدت مین حیض مین ہی جو حیض مین طلاق
دی تو عدت پوری نہین ہوسکتی کیونکہ اگر طلاق والی حیض کو عدتین گنین تو تین حیض
سے کم ہی اور اگر نگنین تو تین حیض سے زیادہ ہی اور جو اس طہر مین کہ وطی ہوئی
طلاق دے تب بھی عدت پوری نہین ہوتی کیونکہ تذبذب ہی کہ مطلقہ اگر حاملہ ہی
تو حمل کی عدت چاہیے اور جو غیر حاملہ ہی تو اس صورتین معلقہ ہی نہ معتدہ نہ خاوندوالی
اور اکلیل مین ہی بخاری اور مسلم سے کہ **فطلقوھن لعدتھن** کی تفسیر حضرت نے اسطرح
کی ہی کہ طلاق دے اس طہر مین کہ وطی نہوئی ہو اور مسلم سے کہ حضرت نے پڑھا ہی
فطلقوھن قبل عدتھن اور ابن منذر نے کہا کہ اللہ نے اس آیۃ سے طلاق مباح کی

باب الرجعۃ قولہ تعالے وَبُعُولَتُهُنَّ أَحَقُّ بِرَدِّهِنَّ فِي ذَٰلِكَ إِنْ

أَرَادُوا إِصْلَاحًا **ت** اور انکے خاوندونکو پہنچتا ہی پھیر لینا انکا اتنی دیر مین اگر
چاہین صلح کرنی **ف** یہ ٹکڑا ہی آیۃ تربص کا کہ ضمیر راجع ہی مطلقات کیطرف اور ذلک
کا اشارہ الیہ ایام عدت ہی اور احق بردھن کی یہ معنے ہین کہ جن عورتونکو از واج طلاق

رجعی دیں اور پھر ایام عدتمیں رجوع کریں اور عورتونکو رجعت سے انکار ہو تو واجب
ہی کہ ازواج کے قول کو عورتونکی قول پر اختیار کریں ازواج حق ہیں عورتون سے
اور یہ مدعا ہی کہ عورتون کو رجعۃ میں حق ہی تفسیر احمدیمیں ہی کہ اس آیۃ سے
معلوم ہوا کہ طلاق رجعی سے وطی حرام نہیں ہوتی کیونکہ اللہ نے طلاق دینے والیکو
ازواج نام رکھا اگرچہ احتمال ہی کہ نام باعتبار ما کان کے ہو اس صورتمیں اور دہی
شافعی پر جو قائل ہیں کہ رجعۃ قول ہی سے ہوتی ہی نہ وطی سے اور آیۃ مطلق ہی
اشہاد کے قید سے اس سے بوجہا گیا کہ رجعۃ میں گواہ لانا واجب نہیں ہی
جیساکہ مذہب مالک کا اور شافعی کا ہی ایک قول میں غایۃ در جہ یہ کہ مستحب
ہی

باب الایلاء قولہ تعالے لِلَّذِينَ يُؤْلُونَ مِنْ نِسَائِهِمْ تَرَبُّصُ أَرْبَعَةِ أَشْهُرٍ فَإِنْ فَاءُوا فَإِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ وَإِنْ عَزَمُوا الطَّلَاقَ فَإِنَّ اللَّهَ سَمِيعٌ عَلِيمٌ

ت جو لوگ قسم کہا رکہتے ہیں اپنی عورتون
سے انکو فرصت ہی چار مہینے پھر اگر مل گئے تو اللہ بخشنے والا مہربان ہی ٹہرایا
رخصت کرنا تو اللہ سنتا ہی جانتا ف موضح القرآنمیں ہی کہ جسنے قسم کھائی کہ
اپنی عورت پاس نجاوے تو چار مہینے ہیں جاوے اور قسم کی کفارہ دے
نہیں تو طلاق پڑیگی اور تفسیر احمدیمیں ہی کہ ایلا قسم کو کہتے ہیں اس مدتمیں زوج
کو زوجہ سے صحبت منع ہی ف۲ اور من نسائہم سے معلوم ہوا کہ لونڈیسے ایلا
روا نہیں کیونکہ نسا کا مملوکات پر اطلاق نہیں اور صاحب ہدایہ نے تصریح کی کہ
مطلقہ بائنہ سے ایلا روا نہیں ہی کیونکہ وہ نسا نہیں ہی اور مطلقہ رجعیہ سے
ہی کیونکہ اسمیں زوجیۃ پائی جاتی ہی وہ نسا میں داخل ہی اور فان فاؤا میں
ایلاء کے حکم کا بیان ہی یعنی جو رجوع کرے اس مدتمیں اور حانث ہو تو کفارہ
دے اللہ بخشنے والا ہی ف۳ اور وان عزموا الطلاق سے یہ مراد ہی کہ

جو ارادہ طلاق کا کرے اور حانث نہو تو مدت گئی جاتی ہی یا طلاق بائنہ ہوتی ہی
یہ ہمارے نزدیک ہی اور شافعی کہتے ہین کہ فان فاؤ۱ اور وان عزموا الطلاق
دونو متعلق ہین بعد مضی المدۃ سے یعنے چار مہینے کے بعد عورت پر واجب
ہی کہ وطی کا یا طلاق کا مطالبہ کرے جو وطی کیطرف رجوع کیا کفارہ واجب
ہی اور جو ارادہ طلاق کا کیا تو طلاق ہی اور جو دونو سے باز رہے تو قاضی کو
تفریق کر دینا واجب ہی یہ توجیہ گو ظاہر مین خوب ہی پر ہماری مدعا کو قرأۃ
فان فاؤا فیھن کہ عبد اللہ سے ہی تائید کرتی ہی اس صورتین وان عزموا
الطلاق کی معنے یون ہین کہ جو اس مدتین رجوع نکرے تو اسکے گذرنے کے
بعد طلاق ہی **باب الخلع قولہ تعالے** وَلَا يَحِلُّ لَكُمْ اَنْ تَاْخُذُوْا
مِمَّا اٰتَيْتُمُوْهُنَّ شَيْئًا اِلَّا اَنْ يَّخَافَا اَلَّا يُقِيْمَا حُدُوْدَ اللّٰهِ فَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا
يُقِيْمَا حُدُوْدَ اللّٰهِ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا فِيْمَا افْتَدَتْ بِهٖ ت اور تمکو روا نہین
کہ لے لو کچھ اپنا دیا ہوا عورتونکو مگر وہ کہ وہ دونو ڈرین کہ نہ ٹھیک رکھینگے قاعدے اللہ کے پھر اگر
تم لوگ ڈرو کہ وہ نہ ٹھیک رکھینگے قاعدے اللہ کے تو گناہ دونو پر نہین جو بدلا دیکر چھوٹے
عورت ف۲ مدعا آیہ کا یہ ہی کہ جو تم نے مہر یا اسکا پھیر لینا کبھی تمکو روا نہین ہی مگر جب ڈر ہو کہ دونو
موافقت نہوگی مثلاً عورت بدخوئے یا ترک ادب کرے یا ناحق خاوند مارے
یا گالی دے اس صورتمین جو عورت کچھ مال دیکر خاوند سے اپنی جان چھڑا دے
تو گناہ نہین اسکو شرع مین خلع کہتے ہین اور خلع طلاق بائن ہوتی ہی اور شرط
ہی کہ خلع کی لفظ مذکور ہو اسطرح کہ زوج کہے ہین نے تجھسے خلع کیا ہزار روپیہ
پرا اور زوجہ نے قبول کیا یا زوجہ کہے کہ تو اتنے پر مجھسے خلع کر اور اسنے قبول کیا
اور اگر یہ لفظ مذکور نہو تو خلع نہین ہی بلکہ طلاق علی المال ہی اور خلع حاجت کے
وقت درست ہی اسپر کہ مہر ہین دے خاوین اور باقی اسکے حکم فقہ مین مفصل

پہنا اور اختلاف ہی کہ خلع فسخ ہی یا طلاق شافعی کے قول قدیم مین اور
ابن عمر اور ابن عباس کے قول مین فسخ ہی اور ہمارے نزدیک اور
شافعی کے قول جدید مین طلاق ہی اور خلاف ثمرہ یہ ہی کہ ہمارے نزدیک
خلع کے بعد طلاق ہوتی ہی اور شافعی کے نزدیک نہین آور اکلیل مین
ہی کہ فیما افتدت کے عموم سے دلیل ہی کہ جس چیز پر خلع کیا خواہ مہر کی مقدار
ہو یا اس سے زیادہ درست ہی آور بعضون نے کہا کہ زائد بچا ہے اور
دلیل پکڑی ہی اُسنے جو مفاوات کو صریح خلع جانتا ہی آور کہا ہی کہ خلع
فسخ ہی نہ طلاق کیونکہ طلاق دو بار مذکور ہوئی پھر خلع ذکر فرمایا فان طلقها
معلوم ہوا کہ خلع غیر محسوب ہی ورنہ چار طلاق ہونگے اور آیۃ رد ہی اُس پر
جو بادشاہ کے نزدیک سوا خلع جائز نہین رکھتا

باب الظہار

قولہ تعالے وَالَّذِیْنَ یُظَاهِرُوْنَ مِنْ نِّسَآئِهِمْ ثُمَّ یَعُوْدُوْنَ لِمَا
قَالُوْا فَتَحْرِیْرُ رَقَبَةٍ مِّنْ قَبْلِ اَنْ یَّتَمَآسَّا ذٰلِكُمْ تُوْعَظُوْنَ بِهٖ وَاللّٰهُ
بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِیْرٌ فَمَنْ لَّمْ یَجِدْ فَصِیَامُ شَهْرَیْنِ مُتَتَابِعَیْنِ مِنْ
قَبْلِ اَنْ یَّتَمَآسَّا فَمَنْ لَّمْ یَسْتَطِعْ فَاِطْعَامُ سِتِّیْنَ مِسْكِیْنًا اور جو
ما کہہ بیٹھین اپنی عورتونکو پھر وہی کام چاہین جسکو کہا ہی تو آزاد کرنا ایک بردہ
پہلے اس سے کہ آپسمین ہاتھ لگاوین اس سے تم کو نصیحت ہوگی اور اللہ
خبر رکھتا ہی جو کچھ تم کرتے ہو پھر جو کوئی نہ پاوے تو روزہ دو مہینے کا لگتار
پہلے اس سے کہ آپسمین چھوئین پھر جو کوئی نکر سکے تو کھانا دینا ہی ساٹھ
محتاج کا ف ومن نسائھم سے معلوم ہوا کہ لونڈیسے ظہار نہین ہوتی
کیونکہ نساکی معنی ازواج ہین اور لونڈی ازواج مین نہین ہی اور اُس
عورت سے نہین ہوتی کہ جسکو بے اذن نکاح مین لایا اور ظہار کیا بعد اُسکے

اسنے اجازت دی کیونکہ ظہار کے وقت زوجہ نہتی اسلئے کہ نکاح اذن پر موقوف تھا ؛
یعودون لما قالوا سے مراد ہی کہ توڑتے ہین اس چیز کو جسکو ظہار متقضی ہی یہ
قول ہی چارون امام کا پر توڑنے مین اختلاف ہی ابو حنیفہ سے روایت ہی
کہ استمتاع کو مباح جانتے تھے گو بغیر شہوت بھی ہو نقض ہوتا ہی اور شافعی کہتے
ہین کہ عورت کو ظہار کے بعد اسقدر ٹھہرایا کہ اس زمانہ مین مفارقت ہو سکتی ہی وہ نقض
ہی اور مالک کے نزدیک جماع کا ارادہ ہی اور حسن کے نزدیک جماع ہی
اور رقبہ سے یعنی بردہ عام ہی مؤمن ہو یا کافر کیونکہ وہ مطلق ہی اور وصف کے
حق مین مطلق اپنی اطلاق پر جاری رہتا ہی اور شافعی خاص کرتے ہین مومن کو
کیونکہ قیاس کیا ہی اسکو قتل کی کفارہ پر اور من قبل ان یتماسا سے معلوم ہوا
کہ وطی اور بوسہ اور کنار کفارہ کے پیشتر حرام ہی یہ ہمارا مذہب ہی اور بعضے
کہتے ہین کہ فقط وطی حرام ہی اور بوسہ وغیرہ نہین کیونکہ تماس سے مراد جماع
ہی اور رقبہ کے نپانے سے مالک کے نزدیک یہ مراد ہی کہ نہ بردہ پاوے
اور نہ ایسی قیمت کہ اس سے مول لے سکے جو بردہ پاوے آزاد کرے گو خدمت
کی حاجت رکھتا ہوا اور جو بردہ نہو تو اگر قیمت پاوے مول لیکر آزاد کرے گو نفقہ کی
حاجت ہی اور اگر قیمت بھی نہ پاوے تو روزہ رکھے اور شافعی کہتے ہین کہ مراد
یہ ہی کہ نہ پاوے بردہ یا اسکی قیمت فاضل حاجت اصلی سے جو بردہ پایا پر خدمت
کی حاجت ہی یا قیمت پاوے پر نفقہ کی حاجت ہی اسکو روزہ چاہیے اور ہم کہتے
ہین کہ مراد یہ ہی کہ نہ پاوے بردہ بعینہ خواہ حاجت اصلی سے فاضل ہو یا نہو جو بردہ
ہو گو خدمت کی حاجت ہو آزاد کرے یا قیمت ہو تو بردہ مول نہ لیوے گو وہ قیمت
حاجت اصلی سے فاضل ہو بلکہ روزہ رکھے اس قول کی تائید یہ ہی کہ بعد اسکے
اللہ نے کفارہ کو کھانا کھلانے پر رکھا اور کھانا کھلانا بدون قدرت کے نہین ہوتا

اس سے معلوم ہوا بردہ نپانے سے بعینہ مردہی نہ قیمت اسکی کیونکہ جو قیمت کا اعتبار
ہوتا اور کھلانے والیکو قدرت مقدم ہی تو بجائے اطعام کے شراء عبد فرماتا اور
متتابعین سے معلوم ہوا کہ تتابع شرط ہی اور تتابع اسے کہتے ہین کہ دو مہینے کے
مابین رمضان اور وہ پانچ دن کہ جسمین روزہ نہین ہوتا نہو اور انکے درمیان افطار
نکرے عذر سے یا بغیر عذر سے پھر جو بیعذر افطار کیا تو بالاتفاق استیناف ہی اور
جو بعذر کیا تو ہمارے نزدیک استیناف ہی اور من قبل ان یتماسا کی یہ معنے
ہین کہ روزہ جماع اور بوسہ وغیرہ پر مقدم ہی اور بعضون نے فقط جماع پر مقدم
کیا اور معلوم ہوا کہ روزہ مین مس بھی نہو کیونکہ دو مہینے کے روزے مین تقدم
علی المس شرط ہی ف ۲ اور فمن لم یستطع کی یہ معنے ہین کہ اصل صوم کی طاقت
نرکھے یا اصل صوم پر قادر ہو پر پیری یا بیماری سے تتابع کی طاقت نہین ہی تو واجب
ہی کہ ساٹھہ مسکین کو کھلاوے ہر ایک کو نصف صاع گیہون یا ایک صاع جو یا
سوکھے خرمے اور اطعام کی صورتین تماس کا نہونا ہمارے نزدیک شرط نہین ہی
کیونکہ وہ اس قید سے مطلق ہی اور مطلق اپنی اطلاق پر رہتا ہی گو ایک حادثہ
مین ہوا اور شافعی کے نزدیک شرط ہی اور صاحب کشاف اور مدارک نے کہا ہی کہ
جو مظاہر کفارہ سے باز رہا عورتکو چاہیئے کہ مدافعہ کرے اور قاضی کو چاہیئے کہ
کفارہ کے لیے جبر کرے اور قیدا ورا کلیل مین ہی کہ ان آیتونسے بہت مسئلہ معلوم
ہوئے ظہار کا حکم اور اسکا کبیرہ ہونا اور خاص ہونا ظہار کا زوجات پر اور کفارہ
عود کی صورتین اور مالک نے من نسائهم سے دلیل پکڑی کہ سریہ سے بھی ظہار
ہوتی ہی کیونکہ وہ نسا مین داخل ہی اور بعضون نے ظاہر آیۃ سے دلیل پکڑی ہی
کہ ظہار فقط اسیوقت ہوتی ہی کہ خاص پیٹ سے تشبیہ دی اور فقط ما کے ساتھہ
تشبیہ دی نہ جدات اور سب محارم کے رضاعی ہون یا نسبی اور بعضون نے

کہاکہ زوجہ کی ظہار کو حکم نہین کیونکہ مرد کو خاص ہی اور والذین کے عموم سے
دلیل پکڑی گئی کہ عبد کی بھی ظہار ہوتی ہی اور رد ہی اسپر جو بہ مجرد ظہار کے کفارہ واجب
جانتا ہی عود کا اعتبار نہین کرتا **باب اللعان قوله تعالی** وَالَّذِيْنَ
يَرْمُوْنَ اَزْوَاجَهُمْ وَلَمْ يَكُنْ لَّهُمْ شُهَدَآءُ اِلَّآ اَنْفُسُهُمْ فَشَهَادَةُ اَحَدِهِمْ اَرْبَعُ
شَهٰدٰتٍ بِاللّٰهِ اِنَّهٗ لَمِنَ الصّٰدِقِيْنَ وَالْخَامِسَةُ اَنَّ لَعْنَتَ اللّٰهِ عَلَيْهِ اِنْ كَانَ مِنَ
الْكٰذِبِيْنَ وَيَدْرَؤُا عَنْهَا الْعَذَابَ اَنْ تَشْهَدَ اَرْبَعَ شَهٰدٰتٍ بِاللّٰهِ اِنَّهٗ لَمِنَ
الْكٰذِبِيْنَ وَالْخَامِسَةَ اَنَّ غَضَبَ اللّٰهِ عَلَيْهَا اِنْ كَانَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ؕ ف
اور جو عیب لگا دین اپنی جورونکو اور شاہد نہون اُنکے پاس سواے اپنی جان کے تو ایسی
کیگواہی یہ کہ چار گواہی دیوے اللہ کے نام کی مقرر یہ شخص سچا ہی اور پانچوین بار یہ کہ
اللہ کی پھٹکار ہو اس شخص پر اگر وہ ہو جھوٹا اور عورت سے ٹلتی ہی مار یون کہ گواہی دے
چار گواہی اللہ کے نام مقرر وہ شخص جھوٹا ہی اور پانچوین یہ کہ اللہ کا غضب آوے
اس عورت پر اگر وہ شخص سچا ہی **ف** تفسیر احمدیہ مین ہی کہ یہ آیۃ لعان کے بیان مین
ہی اور لعان کا حکم اسیطرح پر ہی کہ جو ایک مرد نے اپنی جورو کو عیب لگایا
زنا کا تو اگر دونو شہادت کے اہل ہین اور عورت لعان چاہے تو مرد پر واجب ہی
کہ لعان کرے اور جو منکر ہو تو قید رہے اُسوقت تک کہ یا لعان کرے یا آپ کو جھٹلاوے
جب آپکو جھٹلاوے تب قذف کی حد اسپر جاری ہو اور جب لعان کا ارادہ کرے
تو چار مرتبہ کہے کہ جو مین نے عیب لگایا زنا کا اپنی عورتکو اس مین قسم ہی خدا کی کہ سچا
ہون اور پانچوین مرتبہ کہے کہ خدا کی لعنت مجھ پر جو جھوٹا ہون اس کہنے سے قذف
کی حد اسپر نہین ہوتی پھر عورتکو لعان کرنا ضرور ہی جو انکار کرے تو قید رہے اُسوقت
تک کہ یا خاوندکو سچا جانے اس صورتمین زنا کی حد اسپر ہوگی یا لعان کرے اور لعان
مین وہ بھی چار مرتبہ کہے کہ قسم ہی خدا کی خاوند عیب لگانے مین جھوٹا ہی اور پانچوین

مرتبہ کہے کہ جو وہ سچا ہو مجھ پر غضب اللہ کا ہی اس کہنے سے اسپر حد زنا
کی نہین ہوتی پر دونوکے درمیان فرقت ہو جاتی ہی یہ مجرد دونون لعانکی زفر
کے نزدیک اور شافعی کے نزدیک زوج کے لعان سے اور یہ فرقہ ان دونواور
ابو یوسف اور حسن بن زیاد کے نزدیک فسخ ہی پھر عورت مرد کو کبھی حلال نہین
ہوتی اور ابو حنیفہ اور محمد کے نزدیک قاضی کے جدا کرنے سے فرقت ہوتی ہی
یہ قاضی کی تفریق ایک طلاق بائنہ ہی پھر جو مرد نے آپکو جھٹلایا تو حد مارا جائیگا
اور عورت پر تہمت کی اور حد مارا گیا یا عورت نے زنا کیا اور حد ماری گئی تو نکاح
حلال ہی کیونکہ اب لعانکی اہل نہین ہی اور جو مرد عیب لگا وے اپنی عورتکو
کہ یہ لڑکا میرا نہین ہی قاضی تفریق کرے اور لڑکے کا نسب اُسکے ماسے ملا وے
بشرطیکہ لعان مین جس شئے کی تہمت کی ہی اسکا ذکر بھی ہو اور کشاف مین ہی
شافعی کا قول کہ مکہ مین مقام اور بیت اللہ کے درمیان لعان چاہیے اور مدینہ
مین منبر پر اور بیت المقدس مین مسجد کے اندر اور مشرک کو لعان بتخانہ مین اور
بیدین کو لعان مسجد و نمین چاہیے مسجد حرام کے سوا اور جو زوج اہل شہادتکا
نہو یعنے غلام ہو یا کافر یا محدود القذف لعان نہین ہوتا بلکہ یہ مجرد قذف کے
حد ہوتی ہی جو عورت اہل شہادت نہو یعنے لونڈی ہو یا کافر یا محدود القذف
یا لڑکے یا دیوانے یا بدکار تو زوج پر نہ لعان ہی نہ حد ف الاکلیل مین ہی اور
ویدرؤ عنها العذاب سے معلوم ہوا کہ مرد کے لعان سے عورت پر زنا کی حد
واجب ہوتی ہی اور عورتکو ہو سکتا ہی کہ حدکو دفع کرے اس کہنے سے یعنے اشہد
باللہ الخ سے اور اسمین بھی اشہد کو احلف وغیرہ سے بدلنا اور عوض غضب کے
لعنت لانا جیسا کہ اوپر گذرا ہی نچاہیے اور بعضون نے استدلال کی ہی کہ عورت
کے لعان مرد کے لعان پر مقدم نچاہیے **باب العدۃ قولہ تعالے**

وَالْمُطَلَّقَاتُ يَتَرَبَّصْنَ بِأَنْفُسِهِنَّ ثَلٰثَةَ قُرُوْءٍ وَلَا يَحِلُّ لَهُنَّ اَنْ يَكْتُمْنَ مَا خَلَقَ اللّٰهُ فِيْٓ اَرْحَامِهِنَّ ف اور طلاق والی عورتین انتظار کروا وین اپنے تئین تین حیض تک اور انکو حلال نہین کہ چھپا رکھین جو پیدا کیا اللہ نے انکے پیٹ مین ف تفسیر احمدیہ مین ہی کہ مطلقہ سے وہ مطلقہ مراد ہین کہ حرہ ہون اور حیض انکو آتا ہو اور مدخولہ ہون کیونکہ لونڈیکی عدت فقط دو حیض ہین اور جنکو حیض نہین آتا یعنے صغیرہ یا آیسہ انکی عدت تین مہینے ہین اور جو مدخولہ نہون اُنپر عدت نہین ہی یہ آیۃ اگرچہ مطلقات کے حق مین ہی پر صاحب ہدایہ نے جو فرقت کہ بغیر طلاق کے ہوتی ہی اسکو بھی مطلقات مین شامل کیا ہی عدت کے حق مین اور عدت سے غرض یہ ہی کہ رحم کی راہ معلوم ہو یہ حیض ہی سے ہوتی ہی اور لفظ ثلٰثۃ کی خاص ہی تین کے لئے کمی اور بیشی اسمین نہین اور طلاق بھی مشروع ہی طہر مین جو ایک نے طہر مین طلاق دی تو اگر اس طہر کو عدت مین حساب کرین جیسے کہ شافعی کرتے ہین تو عدۃ کچھہ اوپر دو قروء ہوتی ہی اور اگر حساب نکرین تو کچھہ اوپر تین ہی دونو صورتین خاص کا عمل جاتا ہی اور جب قرء سے حیض مراد لین اور طلاق ہو طہر مین تو عدت تین حیض پوری ہوتی ہی نہ کم نہ زیادہ اکلیل مین ہی کہ اس سے معلوم ہوا کہ مطلقات کو خواہ رجعی سے ہو یا بائنہ سے بشرط دخول کے عدت واجب ہی اور مستحاضہ بھی داخل ہی عموم مین ابو الفرس نے کہا کہ میرے نزدیک لا یحل لهن الایہ عام ہی سب متعلقات فرج کو بکارت ہو یا ثیوبہ یا عیب ہو کیونکہ ان سب کو انکے ارحام مین اللہ نے پیدا کیا فصل بیوہ کے عدت کا بیان ہی قوله تعالے وَالَّذِيْنَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَيَذَرُوْنَ اَزْوَاجًا يَّتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَّعَشْرًا فَاِذَا بَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيْمَا فَعَلْنَ فِيْٓ اَنْفُسِهِنَّ بِالْمَعْرُوْفِ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ف اور جو لوگ

مرجاوین تم مین اور چھوڑ جاوین عورتین وہ انتظار کرواوین اپنے تئین چار مہینے
اور دس دن پھر جب پہنچ چکین اپنی عدت کو تو تم پر نہین گناہ جو وہ اپنے حق مین کرین
موافق دستور کے اور اللہ کو تمھارے کام کی خبر ہے ف تفسیر احمدی مین ہے کہ
اصول سے کہ آیۃ اولات الاحمال اجلھن ان یضعن حملھن مقتضی ہے کہ
عدت حاملہ کی وضع حمل ہے بیوہ ہو یا مطلقہ اور یہ مقتضی ہے کہ بیوہ کی عدت
چار مہینے دس رات دن ہے خواہ حاملہ ہو خواہ غیر حاملہ اور جو حاملہ کہ غیر بیوہ کے
ہے اسکی عدت وضع تک ہے اور بیوہ غیر حامل کی عدت چار مہینے دس رات
دن پر حاملہ بیوہ کی باب مین دونو آیتین متعارض ہین ابن مسعود کا مذہب یہ ہے
کہ سورہ طلاق کی آیہ بعد آیہ سورۂ بقر کی اتری تو جس صورت مین بیوہ حامل ہو تو عدت
اسکی وضع تک ہے اس سے بوجھا گیا کہ یہ آیہ منسوخ ہے آیہ طلاق سے بقدر شمول
دو آیتونکے اور علی رضا اور ابن عباس سے روایت ہے کہ دو عدتون مین سے جو بہت
دور ہو وہ چاہیے مثلاً وضع حمل چار مہینے اور دس رات دن کے پیشتر ہے تو عدت
چار مہینے دس رات دن چاہیے اور جو بعید ہے تو وضع حمل عدت ہے تا دونو
آیتونکا عمل ہو اور عموم لفظ مقتضی ہے کہ حرہ اور امتہ کی عدت برابر ہے پر لونڈی
غیر حاملہ کے دو مہینے پانچ رات دن ہونگے اور ہدایہ سے ہے کہ عمر رض فرماتے
ہین کہ جو عورت نے وضع کیا اور خاوند جنازہ پر ہے عدت ہو چکی اسکے اور کے
ساتھ شادی درست ہے اور یہ مدت اسلئے ہے کہ لڑکا چار مہینے مین پورا ہوتا ہے
جیسا کہ حدیثون مین آیا ہے اور دس دن زیادہ ہوئے تو لڑکا ظاہر ہوا و مسلمہ
اور کتابیہ اس عدت مین ہمارے نزدیک برابر ہے اور جیسی یہ آیہ طلاق کی آیہ سے
بقدر شمول دو آیتونکے منسوخ ہے ویسی ہی آیۃ والذین یتوفون منکم ویذرون
ازواجا وصیۃ لازواجھم متاعا الی الحول غیر اخراج کی ناسخ ہے

کیونکہ یہ مقتضی ہی کہ ایک سال پوری عدت اور نفقہ اسکے لیئے وصیت واجب ہی
سال کی عدت اربعۃ اشھر وعشرا سے منسوخ ہوئی گو تلاوت مین مقدم ہی پر
نزول مین موخر اور نفقہ کی وصیت آیۃ میراث سے کہ عورتکو چوتھائی حصہ ہی جب زوج
کے ولد نہو اور آٹھوان حصہ ہی جب ولد ہو اور سکنی بھی ہمارے نزدیک ثابت نہین
ہی **ف قولہ تعالے** وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيمَا عَرَّضْتُم بِهِ مِنْ خِطْبَةِ النِّسَاءِ
أَوْ أَكْنَنتُمْ فِي أَنفُسِكُمْ عَلِمَ اللَّهُ أَنَّكُمْ سَتَذْكُرُونَهُنَّ وَلَٰكِن لَّا تُوَاعِدُوهُنَّ
سِرًّا إِلَّا أَن تَقُولُوا قَوْلًا مَّعْرُوفًا وَلَا تَعْزِمُوا عُقْدَةَ النِّكَاحِ حَتَّىٰ يَبْلُغَ
الْكِتَابُ أَجَلَهُ **ت** اور گناہ نہین تمپر جو پردہ مین کہو پیغام نکاح کا عورتکو
یا چھپا رکھو اپنے دل مین معلوم ہی اللہ کو کہ تم البتہ انکا دہیان کروگے لیکن وعدہ
نکر رکھو اُنسے چھپ کر مگر یہی کہ کہو ایک بات جسکا رواج ہی اور نہ باندھو گرہ
نکاح کی جبتک پہنچ چکے حکم اللہ کا **ف** تفسیر احمدیہ مین ہی کہ اختلاف ہی کہ یہ حکم
ہر معتدہ کو ہی یا خاص ہی بیوہ کو فقہا کے کلام سے عام معلوم ہوتا ہی اور
تواعدوھن سرا مین جو لفظ سر کی ہی اس سے مراد جماع ہی مطلب یہ کہ عد نہین
کہو کہ مین قادر ہون جماع پر یا کامل ہون مردی مین یا مراد اس سے نکاح ہی مطلب
یہ کہ عدتمین صریح نکاح کا مذکور نکرو اور قول معروف سے تعریض مراد ہی اور
تعریض اُسے کہتے ہین کہ ایسی بات کہین کہ دوسری بات پر دلالت کرے
جیسی یہ کہے کہ تیرے ساتھ شادی کا ارادہ رکھتا ہون اور ابن عباس سے ہی کہ
قول معروف یہی ہی کہ دونو موافق ہون اسپر کہ دوسرے سے نکاح نکرین **قولہ تعالی**
وَالَّذِينَ يُتَوَفَّوْنَ مِنكُمْ وَيَذَرُونَ أَزْوَاجًا وَصِيَّةً لِّأَزْوَاجِهِم مَّتَاعًا
إِلَى الْحَوْلِ غَيْرَ إِخْرَاجٍ فَإِنْ خَرَجْنَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِي مَا فَعَلْنَ فِي أَنفُسِهِنَّ
مِن مَّعْرُوفٍ وَاللَّهُ عَزِيزٌ حَكِيمٌ **ف** جو تم مین مرجاوین اور چھوڑ جاوین

عورتین وصیت کر وین اپنی عورتونکی واسطے خرچ دینا ایک برس کا نہ نکال دینا
پھر اگر وہ نکل جاوین تو گناہ نہین تم پر جو کچھ کرین اپنے حق مین دستور کی بات اور
اللہ زبردست ہی حکمت والا ف موضح القرآن مین ہی کہ یہ حکم جب تھا کہ مرد کی
اختیار پر رکھا تھا وارثونکو دلانا اب جو سب کی حصہ اللہ صاحب نے ٹھہرادے
عورتکا بھی ٹھہرا دیا اب مردکا دلانا موقوف ہوا اور تفسیر احمدی مین ہی کہ اس آیۃ
مین پہلے بیان ہی معتدہ کے نفقہ کا دوسرا بیان ہی اُسکے بسنے کا اور ابتدا
اسلام مین ایسے ہی تھا پھر عدتکا حکم آیۃ یتربصن بانفسھن اربعۃ اشھر وعشرا
سے اور سال کے نفقہ کا حکم ترکہ سے منسوخ ہوا اب بیوہ کو عدت مین نہ نفقہ ہی اور
نہ سکنی اس سے جائز ہی کہ دنکو یا تھوڑی راتکو نفقہ کی تلاش مین زوج کے گھر
سے نکلے اور راتکو وہین رہے بخلاف مطلقہ کے کہ عدت مین اسکا نفقہ زوج پر ہی اور جب
ہی اسکو گھر سے نکلنا بالکل حرام ہی ف فصل غیر مدخولہ کے عدت نہونیکا بیان
ہی قولہ تعالے یاایھا الذین امنوا اذا نکحتم المؤمنات ثم طلقتموھن
من قبل ان تمسوھن فما لکم علیھن من عدۃ تعتدونھا فمتعوھن و
سرحوھن سراحا جمیلا ف اے ایمان والو جب تم نکاح کرو مسلمان عورتونکو
پھر انکو چھوڑدو پہلے اس سے کہ ہاتھ لگاؤ سو انپر حق نہین تمھارا عدت مین بیٹھنا کہ
گنتی پوری کرواؤ سو انکو دو کچھ فائدہ اور رخصت کرو بھلی طرح سے ف تفسیر احمدی مین
ہی کہ نکاح لغت مین وطی کو کہتے ہین پر قرآن مین اکثر مقام پر جہان واقع ہی عقد
مراد ہی تصریح ہی کشاف اور مدارک مین اور حکم عام ہی مومنہ ہو یا کتابیہ پر مومنات کی
تخصیص بالذکر ہی اسلئے کہ مومن کو مومنہ سے نکاح اولی ہی اور شخص سے پوچھا گیا
کہ کو نکاح کے بعد توقف کرکے طلاق دی پر مساس نہین کیا تو عدت نہین اور مساس
شافعی کے نزدیک فقط مباشرت کو کہتے ہین اس صورت مین انکے نزدیک خلوت صحیحہ

سے عدت واجب نہوگی اور ہمارے نزدیک عام ہے جو خلوت صحیحہ کے بعد طلاق
دے گو مباشرت نہو عدت واجب ہے اور متعہ لغت مین فائدہ کو کہتے ہین اور
اصطلاح مین کرتی اور اوڑھنی اور چادر کو کہتے ہین اس آیۃ کی جو معنے مصطلح مراد
ہون تو غیر مدخولہ سے وہ مراد ہے کہ جسکا مہر مقرر نہوا اس صورت مین امر وجوب کے
لئے ہے اور جو معنے لغوی مراد ہون تو غیر مدخولہ سے وہ مراد ہے کہ جسکا مہر مقرر
ہو یعنے فائدہ دو انکو نصف مہر کا اور مردونکی طرف عدتکی اسناد سے معلوم ہوا
کہ عدت حق انہین کا ہے **فصل** آیسہ اور حاملہ کی عدتکا بیان ہے **قولہ تعالے**
وَالّٰئِي يَئِسْنَ مِنَ الْمَحِيضِ مِنْ نِسَائِكُمْ اِنِ ارْتَبْتُمْ فَعِدَّتُهُنَّ ثَلٰثَةُ اَشْهُرٍ
وَالّٰئِي لَمْ يَحِضْنَ وَاُولَاتُ الْاَحْمَالِ اَجَلُهُنَّ اَنْ يَّضَعْنَ حَمْلَهُنَّ ف اور جو
عورت نا امید ہولی حیض سے تمہاری عورتون مین اگر تمکو شبہہ رہ گیا تو انکی عدت ہے
تین مہینے اور ایسی ہی جنکو حیض نہین آیا اور جنکے پیٹ مین بچہ ہے انکی عدت یہ کہ جنا
دین پیٹ کا بچہ **ف** تفسیر احمدیہ مین ہے کہ اس آیۃ مین تین قسم پر عورتونکی عدت کا
بیان ہے ایک وہ کہ جنکو حیض بڑھاپے سے نہ آوے اسکے سن مین اختلاف ہے
بعضے پچپن اور بعضے ساٹھ کہتے ہین اور صحیح یہ ہے کہ خون بند ہونے سے اسکا سن ہوتا
ہے اور دوسری وہ کہ بچپن کے سبب حیض نہ آیا ہو یہ شامل ہے دو صورتونکو ایک یہ کہ
وہ بالغہ نہو دوسری یہ کہ بالغہ ہو سن مین نہ حیض مین ان صورتون مین عدت تین مہینے
ہے اور مونثا تکمہ سے پوچھا گیا کہ یہ حکم حرہ کا ہے جو لونڈی ہو خواہ آیسہ یا صغیرہ اسکی
عدت ڈیڑھ مہینا ہے کیونکہ لونڈیکا حق آدھا ہے حرہ کی حق سے اور یہان تجزی ہوسکتی
ہے تو اسپر عمل ہوا اور تیسری حاملہ اسکی یہ عدت ہے کہ بچہ پیدا ہو وہ حاملہ حرہ ہو یا لونڈی
مطلقہ ہو یا بیوہ کیونکہ یہ آیہ والذین یتوفون منکم الآیہ کے بعد اتری ہے اور زاہدی
مین ہے کہ مطلقہ کی عدت خاص ہے اسکو جو مدخولہ ہوا اور بیوہ کی عدت عام ہے حیض

والی ہو یا آیسہ یا صغیرہ یا مدخولہ یا غیر مدخولہ اور حامل کی عدت عام ہے خواہ حائض ہو یا صغیرہ یا آیسہ یا مدخولہ یا غیر مدخولہ اور مطلقہ ہو یا بیوہ ف ۲

باب النسب

والمحصنات قولہ تعالے اُدْعُوهُمْ لِآبَائِهِمْ هُوَ أَقْسَطُ عِنْدَ اللَّهِ ف پکارو لے پالکوں کو اُنکے باپ کا کر کر یہی پورا انصاف ہے اللہ کے ہاں ف تفسیر احمدی میں ہے کہ اس سے معلوم ہوا کہ متبنٰی حقیقت میں بیٹا نہیں ہے اسکی عورت حرام نہیں ہوتی اور اسکا نفقہ واجب نہیں اور ترکہ نہیں ملتا جو اس زمانہ میں کوئی کسیکو بیٹا کر قائم مقام اپنا کر کے وارث کرتا ہے یہ حقیقت میں ارث کا طریق نہیں ہے بلکہ ہبہ کا طریق ہے جب کسی نے دعوا کیا کہ مثلاً زید میرا بیٹا ہے اور زید مجہول النسب بھی ہے اور اس سے چھوٹا تو نسب ثابت ہوگا اور جو مجہول النسب ہو یا چھوٹا نہو تو نسب ثابت نہیں ہوتا اور جو ایک غلام کو کہ چھوٹا ہے کہا کہ میرا بیٹا ہے وہ بالاتفاق آزاد ہوتا ہے اور جو بڑا ہے تو ابوحنیفہ کے نزدیک آزاد ہے اور صاحبین کے نزدیک نہیں قولہ تعالے وَعَلَى الْمَوْلُودِ لَهُ رِزْقُهُنَّ وَكِسْوَتُهُنَّ بِالْمَعْرُوفِ ف اور لڑکے والے پر ہے کھانا اور پہننا دستور سے ف تفسیر احمدیہ میں ہے کہ اس سے معلوم ہوا کہ نسب باپ کیطرف ثابت ہوتا ہے قولہ تعالے وَالْوَالِدَاتُ يُرْضِعْنَ أَوْلَادَهُنَّ ف اور لڑکے والیاں دودھ پلاویں اپنے لڑکوں کو ف اکلیل میں ہے کہ اس سے معلوم ہوا کہ ما سزاوار تر ہے حضانت کے لیے کیونکہ جسطرح لڑکے کو مرضعہ کی حاجت ہوتی ہے ویسے ہی حضانت والیکی

باب النفقة والکسوة

قولہ تعالے وَعَلَى الْمَوْلُودِ لَهُ رِزْقُهُنَّ وَكِسْوَتُهُنَّ بِالْمَعْرُوفِ لَا تُكَلَّفُ نَفْسٌ إِلَّا وُسْعَهَا لَا تُضَارَّ وَالِدَةٌ بِوَلَدِهَا وَلَا مَوْلُودٌ لَهُ بِوَلَدِهِ وَعَلَى الْوَارِثِ مِثْلُ ذَلِكَ

ف اور لڑکے والے پر بھی کھانا اور پہننا انکا موافق دستور کے تکلیف نہین
کسی شخص کو مگر جو اُسکی گنجائش ہے نہ ضرر چاہیے ما اپنے اولاد کا نہ لڑکے والا
اپنے اولاد کا اور وارث پر بھی یہی ذمہ ہے ف تفسیر احمدی مین ہے کہ جو نفقہ اور
کسوت عورتکا مرد پر اس راہ سے ہے کہ وہ اسکی زوجہ ہے فو الدات سے کہ
مرجع اسکا ہے عام مراد ہے مطلقہ معتدہ ہو یا غیر مطلقہ اس صورتمین بیان ہے
عدت والی ہو
کہ زوجہ کا نفقہ اور کسوت مرد پر واجب ہے بغیر اسراف اور کمی کے ف اور
فخر الاسلام بزدوی نے اشارۃ النص کے بحث مین ذکر کیا ہے کہ علی المولود لہ مین
اشارہ ہے کہ لڑکے کے مال مین باپکو اختیار ہے اور لڑکے کا نفقہ فقط باپ ہی
پر ہے کوئی اور شریک نہین اور اشارہ ہے کہ جو لڑکا غنی ہو اور باپ محتاج تو باپکا
نفقہ لڑکے پر خاص ہے اور رزقہن او کسوتہن مین اشارہ ہے کہ رضاع کی
مزدوری مین پیمائش اور تولنے کی حاجت نہین جیسا کہ ابو حنیفہ نے کہا ہے اور
لا تضار والدۃ بولدھا سے یہ مراد ہے کہ لڑکیکی ما رزق اور کسوۃ زوج کی مقدور
سے زیادہ نہ طلب کرے یا جب لڑکا اس سے مالوف ہو تو زوج سے نکھے کر اور
دایہ مقرر کرا اور لڑکے کا باپ اسکی ماکو ضرر نہ دے رزق اور کسوۃ کے کمی سے
یا جب لڑکا ماسے مالوف ہو تو اس سے ماکو نہ چھوڑاوے اور وعلی الوارث مثل
ذلک سے یہ مراد ہے کہ جسطرح باپ پر مرضعہ کا رزق اور کسوت واجب ہے؛
ویسے ہی وارث پر ف قولہ تعالی فَاٰتِ ذَا الْقُرْبٰی حَقَّہٗ وَالْمِسْکِیْنَ
وَابْنَ السَّبِیْلِ ف سو تو دے ناتے والونکا حق اور محتاجونکو اور راہ کے
مسافر کو ف تفسیر احمدی مین ہے کشاف اور مدارک سے کہ اس دلیل سے ذوی الارحام
کا نفقہ واجب ہے جیسا کہ ہمارا مذہب ہے قولہ تعالی وَصَاحِبْهُمَا فِی
الدُّنْیَا مَعْرُوْفًا ف اور ساتھ دے انکا دنیا مین دستور سے ف تفسیر احمدی

ہی ہدایہ سے کہ ماباپ دادی دادا کا نفقہ جب فقیر ہون واجب ہی گو کافر
ہون کیونکہ یہ آیۃ ان ماباپ کے حقمین اتری جو کافر تھے اور یہ دستور نہین
ہی کہ آپ ناز و نعمت مین ہوا ور ماباپ بھوک سے مرین اور دادی دادا ماباپ
کے حکم مین ہین اور اسی آیۃ سے دلیل ہی کہ جو بیٹا باپکو مشرکو نمین پاوے پہلے
ہی نہ مارے پر جو باپ اسکے مارنیکا قصد کرے اور اسکو کوئی بچا نہو تو باپ کا
مارنا مضائقہ نہین کیونکہ بیٹا اسوقت رافع ہی نہ قاصد فصل مطلقات کے نفقہ وغیرہ
کا بیان ہی **قولہ تعالی** أَسْكِنُوهُنَّ مِنْ حَيْثُ سَكَنتُم مِّن وُجْدِكُمْ وَلَا
تُضَارُّوهُنَّ لِتُضَيِّقُوا عَلَيْهِنَّ وَإِن كُنَّ أُولَاتِ حَمْلٍ فَأَنفِقُوا عَلَيْهِنَّ حَتَّىٰ
يَضَعْنَ حَمْلَهُنَّ فَإِنْ أَرْضَعْنَ لَكُمْ فَآتُوهُنَّ أُجُورَهُنَّ وَأْتَمِرُوا بَيْنَكُم
بِمَعْرُوفٍ وَإِن تَعَاسَرْتُمْ فَسَتُرْضِعُ لَهُ أُخْرَىٰ لِيُنفِقْ ذُو سَعَةٍ مِّن سَعَتِهِ وَمَن
قُدِرَ عَلَيْهِ رِزْقُهُ فَلْيُنفِقْ مِمَّا آتَاهُ اللَّهُ لَا يُكَلِّفُ اللَّهُ نَفْسًا إِلَّا مَا آتَاهَا
سَيَجْعَلُ اللَّهُ بَعْدَ عُسْرٍ يُسْرًا ف گھر دو انکو رہنے کو جہان تم آپ رہو اپنے
مقدور سے اور ایذا نہ چاہو انکی تا تنگ پکڑو انکو اور اگر رکھتے ہون پیٹ مین بچہ تو
انپر خرچ کرو جبتک جنین پیٹ کا بچہ پھر اگر دودھ پلاوین تمہاری خاطر تو دو انکو انکی
نیگ اور سکھلاؤ آپسمین نیکی اور اگر آپسمین ضد کرو تو دودھ دے رہیگی اسکی
خاطر اور کوئی عورت چاہیے خرچ کرے کشائش والا اپنی کشائش سے اور جسکو نپی
ملتی ہی اسکی روزی تو خرچ کرے جیسا دیا اسکو اللہ نے اللہ کسی پر ذمہ نہین رکھتا
مگر اتنا جتنا اسکو دیا اب کر دیگا اللہ کچھ سختی کے پیچھے آسانی ف تفسیر احمدی مین ہی کہ
اسکنوهن من حیث سکنتم سے مطلقہ معتدہ کا سکنی واجب ہوا اور فخر الاسلام
نے کہا ہی کہ بعضون نے کہا ہی کہ من وجدکم سے معلوم ہوا کہ مطلقہ معتدہ کا
سکنی اور نفقہ دونو واجب ہین اور ہمارے نزدیک جو مطلقہ رجعی ہو یا بائنہ

اسکا نفقہ واجب ہی وللمطلقات متاع بالمعروف کے دلیل سے ف ۲ اور
فان ارضعن سے معلوم ہوا کہ جو مطلقہ بعد وضع حمل کے لڑکیکو اجرت سے
دودھ پلاوے تو روا ہی اور لینفق ذو سعۃ من سعتہ سے شافعی نے
دلیل پکڑی ہی کہ نفقہ زوج کے حسب حال چاہیئے ہی قول کرخی کا ہی اور
ہمارے نزدیک زوجہ کے حسب حال ہی یہ مختار ہی خصاف کا اور اسی پر
فتوی ہی کیونکہ حضرت نے ابو سفیان کی عورت ہندہ سے فرمایا کہ اپنے زوج
کے مال سے اسقدر لے کہ تجھکو اور تیرے لڑکونکو کفایت کرے اور بعضے معنے
یہہ ہین کہ فی الحال بقدر اپنے وسعت کے خرچ کرے اور باقی اسکے ذمہ قرض
رہا وان تعاسرتم الخ سے معلوم ہوا کہ جو لڑکے کی ما اجرت عرف سے زیادہ
مانگے تو اجنبیہ اس سے احق ہی اور آیۃ مین دلیل ہی کہ دایہ کو نوکر رکھنا درست
ہی ف ۳ اور اکلیل مین ہی اسکنوهن الخ سے معلوم ہوا کہ گھر دینا
زوج کو حسب حال اسکے چاہیے اور وان کن اولات حمل کے عموم سے
دلیل پکڑی ہی اسنے کہ حاملہ بیوہ کا نفقہ واجب کیا ہی اور فان ارضعن لکم
مین دلیل ہی کہ جو ما موافق عرف ارضاع کے اجرت مانگے تو باپ پر
واجب ہی کہ اجرت اسیکو دے اور سے نہ پلوائے اور دلیل ہی کہ
اجرت کام کے بعد ہوتی ہی اور وان تعاسرتم سے دلیل ہی کہ جب ما کے
سوا اور دودھ پلانیوالی ملے اور لڑکا اسکی پستان قبول کرے تو ما پر جبر نہین

کتاب نقل

قولہ تعالی وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَلَا مُؤْمِنَةٍ إِذَا قَضَى اللّٰهُ وَرَسُولُهُ
أَمْرًا أَنْ يَكُونَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ أَمْرِهِمْ وَمَنْ يَعْصِ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ
فَقَدْ ضَلَّ ضَلَالًا مُبِينًا وَإِذْ تَقُولُ لِلَّذِي أَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَأَنْعَمْتَ

عَلَیْہِ اَمْسِکْ عَلَیْکَ زَوْجَکَ وَاتَّقِ اللّٰہَ وَتُخْفِیْ فِیْ نَفْسِکَ مَا اللّٰہُ
مُبْدِیْہِ وَتَخْشَی النَّاسَ وَاللّٰہُ اَحَقُّ اَنْ تَخْشٰہُ فَلَمَّا قَضٰی زَیْدٌ مِّنْہَا
وَطَرًا زَوَّجْنٰکَہَا لِکَیْلَا یَکُوْنَ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ حَرَجٌ فِیْ اَزْوَاجِ اَدْعِیَآئِہِمْ
اِذَا قَضَوْا مِنْہُنَّ وَطَرًا وَکَانَ اَمْرُ اللّٰہِ مَفْعُوْلًا ت اور کام نہین
کسی ایمان دار مرد کا نہ عورت کا جب ٹھہرا دے اللہ اور اسکا رسول کچھ کام کہ
انکو رہے اختیار اپنے کام کا اور جو کوئی بے حکم چلا اللہ کے اور اسکے رسول
کے سو راہ بھولا صریح چوک کر اور جب تو کہنے لگا اس شخص کو کہ جسپر اللہ نے
احسان کیا اور تو نے رہنے دی اپنی پاس اپنی جورو اور ڈر اللہ سے اور تو
چھپاتا تھا اپنے دلمین ایک چیز جو اللہ اسکو کھولا چاہتا ہی اور تو ڈرتا تھا لوگون
سے اور اللہ سے زیادہ چاہیے ڈرنا تجھکو پھر جب زید تمام کر چکا اس عورت
سے اپنی غرض ہم نے وہ تیرے نکاح مین دی تا نرہے سب مسلمانون پر گناہ نکاح
کر لینے کا جوروئن سے اپنے لے پالکونکی جب وہ تمام کرین انسے اپنی غرض اور
ہی اللہ کا حکم کرنا ف تفسیر احمدی مین ہی کہ مقصود یہ ہی کہ اس آیہ سے عتاق
کا مشروع اور مندوب ہونا معلوم ہوا کیونکہ اللہ نے اسکو نعمت فرمایا اکلیل
مین ہی کہ کیلا یکون سے معلوم ہوا کہ امت حکم مین مثل حضرت کے ہی سوا اُسکے
کہ حکم مخصوص ہو حضرت پر قولہ تعالے وَقَالُوا اتَّخَذَ اللّٰہُ وَلَدًا سُبْحٰنَہٗ بَلْ
لَّہٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ کُلٌّ لَّہٗ قٰنِتُوْنَ ف اور کہتے ہین اللہ رکھتا ہی
اولاد وہ سب سے نرالا ہی بلکہ اسکا مال ہی جو کچھ ہی آسمانون اور زمین مین سب
اسکے آگے ادب سے ہین ف یہ آیہ رد ہی یہود پر جو کہتے کہ عزیر اللہ کا بیٹا ہی
اور نصاری پر جو کہتے عیسیٰ اللہ کا بیٹا ہی اور عرب کے مشرکون پر جو کہتے کہ فرشتے
اللہ کے لڑکیان ہین قاضی بیضاوی نے کہا اس آیہ سے فقہا نے دلیل پکڑی

ہی کہ جو باپ مالک ہو بیٹے کا تو بیٹا باپ پر آزاد ہوتا ہی کیونکہ اللہ نے ولد کی نفی فرمائی ہی ملک کے اثبات سے یہ مقتضی ہی کہ ملک اور ولادۃ مین تنافی ہی اور فقہا مین اس مسئلہ کی دلیل حضرتؐ کے قول سے مشہور ہی کہ فرمایا جو کوئی محرم قرابت والیکا مالک ہوا سپر وہ حرام ہوتا ہی ہمارے علما نے عتق کی علت ملک ذی القرابۃ المحرمہ کو کہا ہی اس صورت مین محرم غیر قرابت جیسے رضاعی یا قریب غیر محرم جیسے چچا کا بیٹا اس حکم سے باہر ہی اور ولادۃ اور اخوۃ اور عمومۃ کی قرابت اپنے حال پر باقی ہی اور شافعی جزئیۃ کو علت جانتے ہین اس صورت مین بیٹا باپ پر آزاد ہوگا اور باپ بیٹے پر کیونکہ انمین جزئیۃ ہی نہ بھائی بھائی پر کیونکہ انمین جزئیۃ نہین

کتاب الایمان

قولہ تعالے وَلَا تَجْعَلُوا اللّٰہَ عُرْضَۃً لِاَیْمَانِکُمْ اَنْ تَبَرُّوْا وَتَتَّقُوْا وَتُصْلِحُوْا بَیْنَ النَّاسِ وَاللّٰہُ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ لَا یُؤَاخِذُکُمُ اللّٰہُ بِاللَّغْوِ فِیْ اَیْمَانِکُمْ وَلٰکِنْ یُّؤَاخِذُکُمْ بِمَا کَسَبَتْ قُلُوْبُکُمْ وَاللّٰہُ غَفُوْرٌ حَلِیْمٌ ف اور نہ ٹھہراؤ اللہ کو بہت کھنڈا اپنی قسمین کھانیکا کہ سلوک نکرو اور پرہیزگاری اور صلح کرو درمیان لوگونکے اور اللہ سنتا ہی جانتا نہین پکڑتا تمکو اللہ ناکاری قسمون پر تمھارے لیکن پکڑتا ہی اس کام پر جو کرتے ہین دل تمھارے اور اللہ بخشتا ہی تحمل والا ف موضح القرآن مین ہی کہ خدا کی قسم اچھے کام چھوڑنے پر نکھاوے مثلاً ماباپ سے نہ بولونگا یا اس فقیر کو نہ دونگا اور اگر کہا بیٹھے تو قسم توڑے اور کفارہ دے اور اکلیل مین ہی کہ وَلَا تَجْعَلُوا اللّٰہَ عُرْضَۃً سے یہ مراد ہی کہ قسم بہت نہ کھاوے یعنے ہر بات مین قسم کھانیکی عادت نکرے جیسا کہ اس زمانہ مین عادت ہی ف قولہ تعالے لَا یُؤَاخِذُکُمُ اللّٰہُ بِاللَّغْوِ فِیْ اَیْمَانِکُمْ وَلٰکِنْ یُّؤَاخِذُکُمْ بِمَا عَقَّدْتُّمُ الْاَیْمَانَ فَکَفَّارَتُہٗ اِطْعَامُ عَشَرَۃِ مَسٰکِیْنَ مِنْ اَوْسَطِ مَا تُطْعِمُوْنَ اَھْلِیْکُمْ اَوْ کِسْوَتُھُمْ اَوْ تَحْرِیْرُ رَقَبَۃٍ فَمَنْ لَّمْ یَجِدْ فَصِیَامُ

ثَلٰثَةِ اَيَّامٍ ذٰلِكَ كَفَّارَةُ اَيْمَانِكُمْ اِذَا حَلَفْتُمْ وَاحْفَظُوْٓا اَيْمَانَكُمْ ف نہین پکڑتا
تمکو اللہ تمھارے بیفائدہ قسمون پر لیکن پکڑتا ہی جو قسم تم نے گرہ باندھی سو
اسکا اتار کھلانا دس محتاجونکو بیچ کا کھانا جو دیتے ہو اپنے گھر والونکو یا انکو کپڑا دینا
یا ایک گردن آزاد کرنی پھر جسکو پیدا نہو تو روزہ تین دنکا یہ اتار ہی تمھارے قسمونکا
جب قسم کھا بیٹھو اور تھامتے رہو اپنی قسمین ف۲ موضح القرآن مین ہی کہ جس بات پر
قصد کر کر قسم کھائی آئندہ کو پھر اسکے خلاف ہوا تو تین بات مین سے ایک کرے جو چاہے
یا دس محتاج کو کھلانا یعنے ہر ایک کو اناج دینا دو سیر گیہون یا چار سیر جو یا انکو کپڑا
دینا جسمین بدن کم کھلا رہے یا ایک بردہ آزاد کرنا ان تینین مین جو کسیکو مقدور
نہو تو تین روزے رکھے اور اپنے قسم کو چاہئے تھامنا یعنے تا مقدور قسم
نکھاوے اور زبانکو یہ عادت نکرے اور تفسیر احمدی مین ہی کہ بما عقدتم سے
بنکث ما عقدتم یا بما عقدتم اذا حنثتم مراد ہی اور اطعام مین شرط ہی کہ
نہ بہت اعلی ہو نہ بہت ادنی اوسط ہو نوع مین یا اندازہ مین اس طور کہ رات
و دنمین دو بار کھلاوے اور اشارۃ النص سے ثابت ہی کہ اطعام مین اصل
اباحت ہی اور کسوۃ مین مالک کر دینا شرط ہی ف۲ قولہ تعالی تُؤْتِيْٓ
اُكُلَهَا كُلَّ حِيْنٍ ف لاتا ہی پھل اپنا ہر وقت پر ف اکلیل مین ہی کہ ابن
مسیب کے تفسیر سے معلوم ہوتا ہی کہ حین دو مہینے کو کہتے ہین اور ابن عباس
سے دو روایتین ہین ایک مین چھ مہینے اور ایک مین ایک سال اور قتادہ سے
روایت ہی کہ سات مہینے کو کہتے ہین جو کوئی قسم کھاوے کہ فلانے سے حین
مین نہ بولونگا مالک کہتے ہین کہ ایک سال نہ بولے اور ابو حنیفہ نے کہا ہی کہ چھ
مہینے نہ بولے فصل حلف بالقول کا بیان ہی قولہ تعالی وَهُوَ الَّذِيْ
سَخَّرَ الْبَحْرَ لِتَاْكُلُوْا مِنْهُ لَحْمًا طَرِيًّا وَّتَسْتَخْرِجُوْا مِنْهُ حِلْيَةً تَلْبَسُوْنَهَا وَتَرَى

الفُلْکَ مَوَاخِرَ فِیْهِ وَلِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ وَلَعَلَّکُمْ تَشْکُرُوْنَ ف اور وہی
ہی جسنے کام لگا دیا دریا کا کہ کھاؤ اسمین سے گوشت تازہ اور نکالو اس سے
گہنا جو پہنتے ہو اور دیکھے تو کشتیان پہاڑتے چلتے اسمین اور اسواسطے کہ تلاش
کرو اسکے فضل سے اور شاید احسان مانو ف تفسیر احمدی مین ہی کہ اس آیت سے
دو مسئلہ معلوم ہوئے ایک یہ کہ مچھلے کا گوشت حلال ہی کیونکہ اسکی تصریح ہی
وہ حقیقت مین گوشت ہی گو عرف مین نکہین اسیے عرف کے لئے جو قسم کہاوے
کہ لحم نکہاؤنگا پھر مچھلی کا گوشت کھایا تو حانث نہوگا کیونکہ لحم کے معنے مین شدہ
بوجہی جاتی ہی اور شدہ خون کے بدون نہین ہوتی اور مچھلی مین فی الواقع خون
نہین ہوتا اور ہمارے نزدیک مچھلی مطلقا حلال نہین ہی بخلاف شافعی اور
مالک کے اور اصل یہ ہی کہ جو آفت سے مرے حلال ہی جیسی پکڑی گئی ہو وہ
حلال ہی اور جو خودبخود بے آفت مرے وہ حلال نہین ہی جیسی طافی اور دوسری
یہ کہ لؤلؤ پر حلی کا اطلاق ہوتا ہی جو کسینے قسم کھائی کہ زیور نہ پہنیگا پھر موتی کی
لڑی غیر مرصع پہنے تو حانث ہوگا صاحبین کا یہی قول ہی پر ابوحنیفہ کے نزدیک
حانث نہوگا اور فتوی صاحبین کے قول پر ہی قولہ تعالے فِیْهِمَا فَاکِهَةٌ
وَّنَخْلٌ وَّرُمَّانٌ ف ان دونون مین میوہ ہین اور خرمے اور انار ف تفسیر احمدی
مین ہی کہ اس سے معلوم ہوا کہ فاکہہ مین نخل اور رمان نہین کیونکہ دونونکو فاکہہ پر
معطوف کیا اور عطف مقتضی ہی کہ معطوف اور معطوف علیہ مین مغایرت
ہو جو کوئی قسم کھاوے کہ نہ کھاویگا فاکہہ پھر نخل اور رمان کھایا ابوحنیفہ کے نزدیک
حانث نہوگا پر صاحبین کے نزدیک ہوگا کیونکہ عطف دونونکا فاکہہ پر فضل کے
لئے ہی جیسے وملائکتہ وجبریل ومیکال اور ابوحنیفہ کے قول مین یہ راز ہی
کہ فاکہہ اسکو کہتے مین جس سے تنعم حاصل ہو اور غذا کو کافی نہوتا ہو اور دوا کی

مسئلہ [illegible]

صلاحیت نرکھتا ہو اور یہ اسپر زائد ہی کیونکہ خرمے غذا کو کافی ہوتے ہین اور انار
سے دوا ہوتی ہی

کتاب الحدود والتعزیرات

قوله تعالے وَاللّٰتِيْ يَاْتِيْنَ الْفَاحِشَةَ مِنْ نِّسَآئِكُمْ فَاسْتَشْهِدُوْا
عَلَيْهِنَّ اَرْبَعَةً مِّنْكُمْ فَاِنْ شَهِدُوْا فَاَمْسِكُوْهُنَّ فِي الْبُيُوْتِ حَتّٰى
يَتَوَفّٰهُنَّ الْمَوْتُ اَوْ يَجْعَلَ اللّٰهُ لَهُنَّ سَبِيْلًا ۝ وَالَّذٰنِ يَاْتِيٰنِهَا مِنْكُمْ
فَاٰذُوْهُمَا فَاِنْ تَابَا وَاَصْلَحَا فَاَعْرِضُوْا عَنْهُمَا اِنَّ اللّٰهَ كَانَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا

ف اور جو کوئی بدکاری کرے تمھاری عورتوں مین تو شاہد لاؤ انپر چار مرد اپنے پھر اگر وہ گواہی دیوین تو انکو بند رکھو گھروں مین جبتک بھر لیوے انکو موت یا کرے اللہ انکی کچھ راہ اور جو کرنے والے کرین تم مین وہی کام تو انکو ستاؤ پھر اگر توبہ کرین اور سنوار پکڑین تو انکا خیال چھوڑو اللہ توبہ قبول کرتا ہی مہربان ف موضح القرآن مین ہی کہ یہ حکم زنا کا فرمایا کہ چار مسلمان شاہد چاہئین پھر بھی حد نازل نفرمائی وعدہ رکھا آخر حد نازل ہوئی سورہ نور مین اور اگر دو مرد فعل بد کرین انکا حکم بھی اسوقت مجمل ایذا دینی فرمائی اور اگر توبہ کرین تو ایذا نہ دو پھر جب حد زنا نازل ہوئی تو اسکی حد جدا نفرمائی اسمین علما کو اختلاف رہا کہ وہی حد ہی اسکے لئے یا شمشیر سے قتل کرنا یا کچھ اور طور سے مدارک مین ہی ابن عباس سے کہ سبیل سے مراد ہی کہ بکر کو سو درہ ہون اور ثیبہ کو پتھر مارے اس لیئے کہ حضرت نے فرمایا سیکھو مجھسے اللہ نے انکی راہ کی ہی جو دو بکر ہون تو سو درہ مارنا اور سال بھر گھر سے نکال دینا اور جو دو ثیب ہون تو سو درہ لگانا اور پتھر مارنا اور فاذوھما سے یہ مراد ہی کہ انسے کہو تمکو شرم نہین آتی تم خدا سے نہین ڈرتے اور جسنے کہا کہ زنا کی حد پہلے اذیت دینی پھر قید پھر درہ لگانا یا پتھر مارنا اس صورت مین ترتیب نزول کی خلاف ہی ترتیب تلاوة کے اور حاصل یہ ہی کہ جو دو نو محصن

ہون تو پتھر مارنے کے سوا اور نہین ہی اور جو دونو غیر محصن ہون تو درہ لگانیکے سوا اور نہین اور جو ایک محصن ہوا اور دوسرا غیر محصن تو محصن کو پتھر مارنے اور غیر محصن کو درہ لگانے اور ابن بحر نے کہا ہی کہ پہلی آیۃ سحاق والی عورتون کے حق مین ہی دوسری بدفعل مردون کے حق مین اور سورہ نور کی آیۃ یعنے الزانیۃ والزانی فاجلدوا کل واحد منهما مائۃ جلدۃ زانی اور زانیۃ کے حق مین تو ابی حنیفہ کی دلیل یہی اسپر کہ لواطۃ مین تعزیر چاہیئے نہ حد اور مجاہد نے کہا ہی کہ اذی کی آیۃ لواطۃ کے حق مین ہی ف اور فاذوہما کے بیان مین ہی کہ زانی کو اذیت دینی نعلین مارنی اور شرم دلانی سے پھر منسوخ ہوئی آیۃ جلد سے اور آیۃ مین شرط ہی کہ چار مرد گواہ ہون زنا کے ان سے کم کی گواہی یا عورتونکی قبول نہین اور مالک نے من نسائکم او منکم سے دلیل پکڑی ہی کہ زانی کو زنا کی حد پہنچا ہیئے اور ایک قوم نے کہا ہی کہ دونو آیتین محکم ہین پہلی سحاق کے حق مین دوسری لواطۃ کے حق مین اس صورتمین معلوم ہوا کہ سحاق مین تعزیر واجب ہی اور چار گواہ شرط مین اور قید کرنی یا مارنی اور شرم دلانی اور جھڑکی کو تعزیر کہتے ہین قولہ تعالے الزَّانِيَةُ وَالزَّانِي فَاجْلِدُوا كُلَّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا مِائَةَ جَلْدَةٍ وَلَا تَأْخُذْكُم بِهِمَا رَأْفَةٌ فِي دِينِ اللَّهِ إِن كُنتُمْ تُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَلْيَشْهَدْ عَذَابَهُمَا طَائِفَةٌ مِّنَ الْمُؤْمِنِينَ ف بدکاری کرنے والی عورت اور مرد سو مارو ایک ایک کو دونو مین سے سو چوٹ پھر اور نہ آوے تمکو ان پر ترس اللہ کے حکم چلانے مین اگر تم یقین رکھتے ہو اللہ پر اور پچھلے دن پر اور دیکھین انکا مارنا کوئی سے لوگ مسلمان ف تفسیر احمدی مین ہی کہ یہ حکم ان زانیونکا ہی جو غیر محصن ہون اور صاحب ہدایہ نے کہا ہی کہ یہ آیۃ محصن کے حق مین منسوخ ہی اور اسکے غیر کے حق مین باقی ہی اور زانی محصن کی حد آیہ الشیخ والشیخۃ اذا زنیا فارجموہما نکالا من اللہ واللہ

عزیز حکیم مین بھی پھر اس آیة کی تلاوة منسوخ ہوئی اور حکم باقی رہا اور
ہمارے نزدیک محصن وہ ہی جو حر مسلمان مکلف ہو نکاح صحیح سے وطی
بھی کیا ہو ایک ہی بار ہو جو حر نہو یا عاقل یا بالغ نہو یا وطی بنکاح صحیح نکیا
ہو وہ غیر محصن ہی اس آیہ کے حکم مین داخل ہی ف۱ اور شافعی سے
غلام کے حق مین تین قول ہین ایک یہ کہ حر کی طرح سال بھر نکالا جاوے
دوسری یہ کہ چھ مہینے نکالا رہے تیسری یہ کہ نہ نکالا جاوے جیسے کہ ابو حنیفہ
کا قول ہی اور جلد مین شرط ہی کہ اوسط ہو اور اس کوڑے کا ہو کہ جس مین
دُمچی نہو اور مرد کو سواے ازار کے سب کپڑا نکال کر کھڑا درہ لگاوین سارے
بدن مین متفرق مارین پر سر پر اور منہہ پر اور فرج مین نہ مارین اور عورتکو
بٹھلا کر مارین اسکے کپڑے نہ نکالین سواے پوستین اور حشو کے اور سو
درہ لگانا حرہ اور حرہ کے حق مین ہی غلام اور لونڈیکو پچاس چاہیے
ف۲ اور اکلیل مین ہی کہ اسکے عموم سے دلیل پکڑی اُسنے کہ واجب
کیا ہی سو درہ غلام پر اور ذمی پر اور محصن پر اور مکرہ پر اور احمد نے
علی سے اخراج کیا کہ ایک محصنہ کو انکے حضور مین لاے پہلے پنجشنبہ کو درہ
لگاے پھر جمعہ کو سنگسار کیا اور فرمایا کہ کتاب اللہ سے درہ لگاے
اور سنت رسول اللہ صلعم سے پتھر مارے اور آیة مین رد ہی اسپر جو کہتا ہی کہ
غلام اگر حرہ سے زنا کرے تو سنگسار رہو اور اگر لونڈی سے کرے تو درہ لگیں
اور جو کہتا ہی کہ جب دیوانہ عاقل سے زنا کرے یا چھوٹا لڑکا جوان سے
یا برعکس ہو تو حد نہین ہی اور جو کہتا ہی کہ اگر حربیہ سے یا مسلمہ سے
دار الحرب مین زنا کرے تو حد نہین اور لا تاخذکم بہما رافة مین
آمادہ کرنا ہی اقامت حدود پر اور یہ کہ عفو جائز نہین ہی اور ولیشہد الخ

معلوم ہوا کہ مستحب ہے ہونا جماعت کا جلد کے لئے اقل یہہ ہے کہ چار ہون جسطرح زنا کے گواہ اور بعضون نے دس کہے ہین اور بعضون نے تین اور بعضون نے دو **فصل** حد قذف کا بیان ہے **قوله تعالے** وَالَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ الْمُحْصَنَاتِ ثُمَّ لَمْ يَأْتُوْا بِأَرْبَعَةِ شُهَدَآءَ فَاجْلِدُوْهُمْ ثَمَانِيْنَ جَلْدَةً وَّلَا تَقْبَلُوْا لَهُمْ شَهَادَةً اَبَدًا وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفَاسِقُوْنَ ۝ اِلَّا الَّذِيْنَ تَابُوْا مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ وَاَصْلَحُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ **ف** اور جو لوگ عیب لگاتے ہین قید والیونکو پہر نہ لائے چار مرد شاہد تو مارو انکو چوٹ اسی کی اور نہ مانو انکی کوئی گواہی کبھی اور وہی لوگ ہین بے حکم مگر جنہون نے توبہ کی اس پیچھے اور سنوار پکڑی تو اللہ بخشتا ہے مہربان **ف** یہ آیہ حسان بن ثابت کے شان مین نازل ہوئی جسوقت کہ حضرت عائشہ رض کے تہمت سے توبہ کی اگرچہ نص سے قذف مطلق بوجہا جاتا ہے پر قذف زنا مراد ہے اس لئے کہ زنا کے حکم کے بعد مذکور ہے اور خاص زنا کے گواہ بہی معتبر ہوے اور متقدو فانکو احصانکے صفت کی اور احصان اصل مین زنا سے پاک ہونیکو کہتے ہین اور محصنہ سے مراد ہے کہ حرہ مسلمہ مکلفہ عفیفہ زنا سے ہو اور جو مرد محصن کو قذف کرے اسکا بہی حکم یہی ہے پر محصنات کی تخصیص اس لئے ہے کہ ایسے ہی موقع مین نازل ہوئی یا اس لئے کہ عورتکا قذف بہت برا ہے **ف ۲** اور اکلیل مین ہے کہ آیۃ کے مفہوم سے معلوم ہوا کہ جو عورتین زنا مین مشہور ہون انکی قذف سے حد نہین اور روا ہے کہ گواہ چاہین جمع ہوکر گواہی دین یا متفرق

کتاب السرقة

قوله تعالے وَالسَّارِقُ وَالسَّارِقَةُ فَاقْطَعُوْٓا اَيْدِيَهُمَا جَزَآءًۢ بِمَا كَسَبَا نَكَالًا مِّنَ اللّٰهِ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ۝ فَمَنْ تَابَ مِنْۢ بَعْدِ ظُلْمِهٖ وَاَصْلَحَ فَاِنَّ اللّٰهَ يَتُوْبُ عَلَيْهِ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ **ف** اور جو کوئی چور ہو

مرد یا عورت تو کاٹ ڈالو انکے ہاتھ سزا انکی کمائی کی تنبیہ اللہ کیطرف سے اور
اللہ زور آور ہی حکمت والا پھر جسنے توبہ کی اپنی تقصیر سے اور سنوار پکڑی تو اللہ اسکو
معاف کرتا ہی بیشک اللہ بخشنے والا مہربان ہی ف مدارک مین ہی کہ ہاتھ کاٹنے
سے داہنا ہاتھ مراد ہی کیونکہ عبد اللہ بن مسعود کی قراۃ ایمانہما ہی بجائے ایدیہما
کے اور چور کے حکم کو مرد سے ابتدا کی اسلیے کہ یہ جرات سے متعلق ہی اور
جرات مرد مین اکثر ہی اور زنا کے حکم کو عورت سے ابتدا کی اسلیے کہ یہ شہوت سے ہوتی
ہی اور شہوت عورتمین زیادہ ہی اور تفسیر احمدی مین ہی کہ چور کا ہاتھ کاٹنا واجب
ہی اور مسروق یعنے چوریکی چیز جو موجود ہی تو پھیرنا واجب ہی اور جو جاتی رہے
تو ضمان نہین واجب ہی ہمارے نزدیک بخلاف شافعی کے کیونکہ قطع اور ضمان
ہمارے نزدیک جمع نہین ہوتی گو قطع اور رد جمع ہوا اور چوریمین چھپاکے لینا رکن
ہی اور شرط یہ ہی کہ مال ملک کا ہو رکھا ہوا نصاب سمیت اور نصاب اسکی
شافعی کے نزدیک چوتھائی دینار ہی اور مالک کے نزدیک تین درم اور ہمارے
نزدیک دس درم جو چھپاکے نہ لیا یا غیر مال لیا یا مال غیر محفوظ چورایا یا ملک کا
نچورایا یا دس درم سے کم چورایا تو ہاتھ کاٹنا واجب نہین ہی اور ہاتھ سارے
عضو کا نام ہی اسی سے خوارج کہتے ہین کہ شانہ سے قطع چاہیے اور جمہور کہتے
ہین کہ ہاتھ بند دست تک کا نام ہی تصریح کی صاحب کشاف اور بیضاوی نے
پہلے چوریمین داہنا ہاتھ کاٹا جائی بند دست سے پھر دوسریمین بائیان پانو پھر
تیسریمین قطع نہین بلکہ مقید ہی جب تک کہ توبہ کرے اور شافعی کہتے مین کہ تیسری
مین بائیان ہاتھ کاٹا جائے اور چوتھے مین داہنا پاؤن اور اصول فقہ مین خفی
کے بحث مین ہی کہ طرار اور نباش کے حق مین یہ آیۃ خفی ہی اسلیے کہ جب چور کا حکم
معلوم ہوا طرار اور نباش کے حکم کی حاجت رہی کیونکہ یہ دونو سارق کے نام سے

سو ہین اسصورت مین مراد مخفی رہی پھر جو نظر کیا جا تاکہ نباش کا خفی ہونا
اس لیئے ہی کہ اسمین سرقہ کی معنے کم ہین کیونکہ مال غیر محفوظ لیتا ہی جا
اسلیئے اسپر قطع واجب نہین ۲ اور طرار کا خفی ہونا اسلیئے ہی کہ اسمین
سرقہ کا معنے زیادہ ہین کیونکہ بیدار مین غفلت سے لیتا ہی تو اسپر قطع
بطریق اولی ہی

ف۲ باب قطاع الطریق قولہ تعالے

إِنَّمَا جَزَاءُ الَّذِينَ يُحَارِبُونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَيَسْعَوْنَ فِي الْأَرْضِ فَسَادًا أَنْ يُقَتَّلُوا أَوْ يُصَلَّبُوا أَوْ تُقَطَّعَ أَيْدِيهِمْ وَأَرْجُلُهُمْ مِنْ خِلَافٍ أَوْ يُنْفَوْا مِنَ الْأَرْضِ ذَٰلِكَ لَهُمْ خِزْيٌ فِي الدُّنْيَا وَلَهُمْ فِي الْآخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيمٌ إِلَّا الَّذِينَ تَابُوا مِنْ قَبْلِ أَنْ تَقْدِرُوا عَلَيْهِمْ فَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ ت یہی سزا ہی انکی جو لڑائی کرتے ہین اللہ سے اور اسکے رسول سے اور دوڑتے ہین ملک مین فساد کرنے کو کہ انکو قتل کرے یا سولی چڑھائے یا کاٹے انکے ہاتھ اور پانون متقابل کا یا دور کرے اس ملک سے یہ انکی رسوائی ہی دنیا مین اور انکو آخرت مین بڑی مار ہی مگر جنہون نے توبہ کی تمہارے ہاتھ پڑنے سے پہلے تو جان لو کہ اللہ بخشنے والا مہربان ہی ف موضح القرآن مین ہی کہ جو کوئی حاکم کے مخالف ہوکر ملک کو غارت کرے وہ ہاتھ لگے تو سولی پر چڑھا کر مارے یا قتل کرے یا داہنا ہاتھ اور بایان پانون کاٹے یا قید مین ڈال رکھے جیسی خطا ہو ویسی سزا دے

ف۲ کتاب الجہاد

فصل جہاد کے فرض کفایہ ہونیکے بیان مین ہی قولہ تعالے
وَمَا كَانَ الْمُؤْمِنُونَ لِيَنْفِرُوا كَافَّةً فَلَوْلَا نَفَرَ مِنْ كُلِّ فِرْقَةٍ مِنْهُمْ طَائِفَةٌ لِيَتَفَقَّهُوا فِي الدِّينِ وَلِيُنْذِرُوا قَوْمَهُمْ إِذَا رَجَعُوا إِلَيْهِمْ

لَعَلَّهُمْ يَحْذَرُوْنَ ۞ ف اور ایسے تو نہین مسلمان کہ سارے کوچ مین نکلین
سو کیون نہین نکلے ہر فرقہ مین سے اُنکے ایکحصہ تا سمجھ پیدا کرین دین مین اور
تا خبر پہنچاوین اپنی قوم کو جب پھر آوین اُنکی طرف شاید وہ بچتے رہین ف
تفسیر احمدیہ مین ہی کہ اس آیہ مین دو توجیہ ہین ایک یہ کہ قوم سے مراد فرقہ ہو
اور لِيَتَفَقَّهُوْا اور لِيُنْذِرُوْا اور اِذَا رَجَعُوْا کے ضمیرین طائفہ کیطرف راجع
ہون تو معنے یہ ہون کہ سب مسلمانونکو علم کے لئے نکلنا چاہیئے ہر ایک
جماعت کثیرہ سے تھوڑے نکل کر فقہ حاصل کرین اور اپنی قوم باقی مین آکر ڈراوین
اور ہدایت کرین اس صورتمین معلوم ہوا کہ علم پڑھنا فرض کفایہ ہی اور خبر
واحد پر عمل چاہیئے کیونکہ ایک طائفہ کی انذار کو مفید عمل فرمایا اور طائفہ نام ایک
یا دو یا سوا اکا ہی اور دوسرا یہ کہ ضمیرین راجع ہون فرقے کیطرف اور قوم سے مراد
فرقہ ہو تو معنے یون ہون کہ سب مسلمانونکو جہاد کے لئے نکلنا چاہیئے ہر جماعت
کثیرہ سے تھوڑے لوگ نکلین تا کہ جماعت کثیرہ کہ باقی ہی علم پڑھین اور اُن
لوگونکو جو جہاد کو گئے ہین جب جہاد سے پھرین ہدایت کرین اس صورتمین معلوم
ہوا کہ جہاد ہر ایک پر فرض نہین ہی بلکہ فرض کفایہ ہی اکلیل مین ہی کہ اس
سے معلوم ہوا کہ جہاد فرض کفایہ ہی اور علم پڑھنا اور جاہلونکو سکھانا بھی
فرض کفایہ ہی اور علم کے لئے نکلنا درست ہی اور فقہ مین قاضی کو تقلید
چاہیئے ف ٢ قولہ تعالے وَقَاتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ الَّذِيْنَ يُقَاتِلُوْنَكُمْ
وَلَا تَعْتَدُوْا اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِيْنَ وَاقْتُلُوْهُمْ حَيْثُ ثَقِفْتُمُوْهُمْ
وَاَخْرِجُوْهُمْ مِّنْ حَيْثُ اَخْرَجُوْكُمْ وَالْفِتْنَةُ اَشَدُّ مِنَ الْقَتْلِ وَلَا تُقَاتِلُوْهُمْ
عِنْدَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ حَتّٰى يُقَاتِلُوْكُمْ فِيْهِ فَاِنْ قَاتَلُوْكُمْ فَاقْتُلُوْهُمْ كَذٰلِكَ
جَزَآءُ الْكٰفِرِيْنَ ۞ فَاِنِ انْتَهَوْا فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۞ ف اور لڑو

اللہ کے راہ مین اُنسے جو لڑتے ہین تم سے اور زیادتی مت کرو اللہ نہین
چاہتا زیادتی کرنیوالونکو اور مارو انکو جسجگہہ پاؤ اور نکالدو انکو جہاںسے
اُنھون نے تمکو نکالا اور دین سے بچلانا مارنے سے زیادہ ہے اور نہ لڑو انسے
مسجد الحرام پاس جبتک وہ نہ لڑین تم سے اس جگہہ پھر اگر وہ لڑین تو انکو مارو یہی
سزا ہے منکرونکی پھر اگر وہ باز آوین تو اللہ بخشنے والا مہربان ہے **ف** جہاد کے
حقمین بہت آیتین قرآن مین ہین بعضے ناسخ اور بعضے منسوخ ہیں ان آیتونکی تفسیر
منظور ہے کہ جتنے مسئلہ علیحدہ نکلین ہین کچھ اس سورہ مین ہین اور کچھ سورہ براۃ
مین الذین یقاتلونکم کے کئی معنے ہین ایک یہ کہ لڑو ان سے جو لڑتے ہین
تم سے اور جو باز رہتے ہین اُنسے نہ لڑو اس صورتمین آیۃ منسوخ ہے آیۃ وقاتلوا
المشرکین کافۃ سے اور بعضون نے کہا ہے کہ جہاد کے لئے پہلے یہی آیۃ آئی
ہے جو لڑتا اس سے حضرت لڑتے اور جو باز رہتا اس سے باز رہتے دوسری
یہ کہ لڑو انسے جو لڑائی اور دشمنی ظاہر کرین اور جو ایسے ہون جیسے بڈھے اور
لڑکے اور عورتین اور راہب انسے نہ لڑو تیسری یہ کہ سب کافرون سے لڑو
کیونکہ مسلمانکی لڑائی کا ارادہ رکھتے اور ولا تعتدوا کے یہ معنے ہین کہ جن لوگون سے قتال منع ہوا ان سے
نکرو یا مثلہ نکرو کیونکہ آخر اسلام مین یہ حرام ہوا یا جن لوگون سے تم نے عہد کیا اُنسے نہ لڑو یا پہلی ہی قتال نکرو بلکہ پہلے
اسلام مین بلاؤ جو انکار کرین تو جزیہ لو جو اس سے بھی انکار کرین تو تم لڑو پچھلی دو صورتونمین آیۃ اپنے حکم پر باقی
ہے نہ منسوخ اور ولا تقاتلوھم عند المسجد الحرام سے یہ مراد ہے کہ ابتداء تمکو
قتال اسمین نہ چاہیئے پر جو کفار ابتدا کرین تو مضائقہ نہین ہے اور عند کے لفظ سے
بوجھا گیا کہ سارا حرم اس حکم مین شامل ہے اور حیث ثقفتموھم اگرچہ بوجھا جاتا ہے
کہ سب مکانونمین قتال مباح ہے پر ولا تقتلوھم عند المسجد الحرام سے معلوم ہوتا
ہے کہ حرم مین نچاہیئے مگر اسی صورتمین کہ کفار ابتدا کرین یہ خلاصہ ہے تفسیر احمدی اور

مدارک کا قولہ تعالےٰ وَقَاتِلُوهُمْ حَتّٰى لَا تَكُونَ فِتْنَةٌ وَّيَكُونَ الدِّينُ
لِلّٰهِ فَإِنِ انْتَهَوْا فَلَا عُدْوَانَ إِلَّا عَلَى الظّٰلِمِينَ ۝ اَلشَّهْرُ الْحَرَامُ بِالشَّهْرِ
الْحَرَامِ وَالْحُرُمٰتُ قِصَاصٌ فَمَنِ اعْتَدٰى عَلَيْكُمْ فَاعْتَدُوا عَلَيْهِ
بِمِثْلِ مَا اعْتَدٰى عَلَيْكُمْ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوا أَنَّ اللّٰهَ مَعَ الْمُتَّقِينَ
وَأَنْفِقُوا فِي سَبِيلِ اللّٰهِ وَلَا تُلْقُوا بِأَيْدِيكُمْ إِلَى التَّهْلُكَةِ وَأَحْسِنُوا إِنَّ
اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ ۝ ت اور لڑو اُنسے جبتک نہ باقی رہے فساد اور
حکم رہے اللہ کا پھر اگر وہ باز آوین تو زیادتی نہین مگر بے انصافون پر
حرمت کا مہینا مقابل حرمت کے مہینے کے اور ادب رکھنے مین بدلا ہے
پھر جسنے تم پر زیادتی کی تم اسپر زیادتی کرو جیسی اس نے زیادتی کی اور ڈرتے رہو
اللہ سے اور جان رکھو کہ اللہ ساتھ ہے پرہیزگارونکے اور خرچ کرو اللہ
کے راہ مین اور نہ ڈالو اپنی جانکو ہلاکت مین اور نیکی کرو اللہ چاہتا ہے نیکی
والونکو ف تفسیر احمدی مین ہے کہ خلاصہ یہ ہے کہ ابتداء اسلام مین حضرت
پر فقط تبلیغ کا حکم تھا اور عفو کا جہاد پر مامور تھے اس مضمونکے آیتین
موافق کلام زاہدیکے شکی قریب نہین اور موافق اتقانکے ایک سو چوبیس ۱۲۴
کہ یہ سب فاقتلوا المشرکین حیث وجدتموہم سے منسوخ ہوئین پھر جہاد
واجب ہوا مگر اشہر حرم مین منع رہا مگر حل اور حرم مین جائز پھر قاتلوا المشرکین
کافۃ سے شہر حرام کی حرمت منسوخ ہوئی اور حل و حرم کے عموم کی بھی اب جو
آیتین کہ وجوب قتال مین ہین منسوخ ہین مفعول کے عموم مین یا مخصوص ہین
آیہ حتی یعطوا الجزیۃ سے یا منسوخ ہین فاعل کے اطلاق کے حق مین لیس
علی الاعمی حرج الآیۃ اور ولیس علی الضعفاء الآیۃ اور وما کان المؤمنون
لینفروا الآیۃ سے جو ایک آیہ معنے مین ناسخ ہو اور دوسرے معنے مین منسوخ کچھ مضائقہ نہین

فصل جہاد کے فرض عین ہونے کا بیان ہی **قولہ تعالے** یا ایہا النبی حرض
المؤمنین علی القتال ان یکن منکم عشرون صابرون یغلبوا مائتین وان
یکن منکم مائة یغلبوا الفا من الذین کفروا بانهم قوم لا یفقهون الآن
خفف الله عنکم وعلم ان فیکم ضعفا فان یکن منکم مائة صابرة یغلبوا
مائتین وان یکن منکم الف یغلبوا الفین باذن الله والله مع الصابرین
ف اے نبی شوق دلا مسلمانونکو لڑائی کا اگر ہون تم مین بیس شخص ثابت غالب
ہون دو سو پر اور اگر ہون تم مین سو شخص غالب ہون ہزار کافرون پر اسواسطے
کہ وہ لوگ سمجھ نہین رکھتے اب بوجھ ہلکا کیا اللہ نے تم پر اور جانا کہ تم مین
سستی ہی سو اگر ہون تم مین سو شخص ثابت غالب ہون دو سو پر اگر ہون تم مین
ہزار شخص غالب ہون دو ہزار پر اللہ کے حکم سے اور اللہ ساتھ ہی ثابت رہنے
والونکے **ف** موضح القرآن مین ہی کہ اول کے مسلمان یقین مین کامل تھے اونپر
حکم ہوا تھا کہ آپ سے دس برابر کافرون پر جہاد کرین پچھلے مسلمان ایک قدم کم
تھے تب یہی حکم ہوا کہ دونو پر جہاد کرین یہی حکم اب بھی باقی ہی لیکن اگر دونون
سے زیادہ پر حملہ کرین تو بڑا اجر ہی حضرت کے وقت مین ہزار مسلمان اسی ہزار سے
لڑتے تھے **ف۲** اور اکلیل مین ہی کہ آیۃ سے معلوم ہوا کہ جبتک کافر ہمارے
دومثل نہون اسوقت تک انسے بھاگنا حرام ہی **قولہ تعالے** فاذا انسلخ
الاشهر الحرم فاقتلوا المشرکین حیث وجدتموهم وخذوهم واحصروهم
واقعدوا لهم کل مرصد فان تابوا واقاموا الصلوة واتوا الزکوة فخلوا
سبیلهم ان الله غفور رحیم **ف** پھر جب گذر جاوین مہینے پناہ کے تو مارو
مشرکونکو جہان پاؤ اور پکڑو اور گھیرو اور بیٹھو ہر جگہ انکے تاک پر پھر اگر وہ توبہ کرین
اور رکھین نماز اور ادا کرین زکوۃ تو چھوڑ دو انکی راہ اللہ بخشتا ہی مہربان **ف**

موضح القرآن مین ہی کہ جن سے وعدہ ٹھہر گیا تھا اور دغا انسے نہ دیکھی انکی صلح قائم ہی اور جنسے وعدہ کچھہ نتھا انکو فرصت ملی چار مہینے اور حضرت نے فرمایا دلکی خبر اللہ کو ہی ظاہر مین جو مسلمان ہو وہ سب کے برابر امان مین ہی اور ظاہر مسلمانکی حد ٹھہری ایمان لانا کفر سے توبہ اور نماز اور زکوۃ اسواسطے جب شخص نماز چھوڑدے یا زکوۃ پھر اس سے امان اٹھہ گئی حضرت صدیق رضنے زکوۃ کے منکرونکو برابر کافر کے قتل فرمایا ف قولہ تعالی انْفِرُوا خِفَافًا وَثِقَالًا وَجَاهِدُوا بِأَمْوَالِكُمْ وَأَنْفُسِكُمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ ذَلِكُمْ خَيْرٌ لَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ ت نکلو ہلکے اور بوجھل اور لڑو اللہ کے راہ مین اپنے مال سے اور جان سے یہ بہتر ہی تمھارے حق مین اگر تمکو سمجھہ ہی ف اور تفسیر احمدی مین ہی کہ اسمین حکم ہی سب مسلمانونکو کہ جہاد کے لئے نکلین اور خفافا اور ثقالا کے کئی معنے ہین سوار اور پیادہ یا جوان اور پیر یا فقیر اور غنی یا ہتھیار والے اور بے ہتھیار یا بہت لڑکے والے اور تھوڑے یا دبلے اور موٹے یا اچھے اور بیمار پچھلی معنے کے صورت مین آیہ منسوخ ہی وماکان المؤمنون لینفروا کافۃ سے اور آیہ لیس علی الاعمی حرج الآیۃ اور آیہ لیس علی الضعفاء ولا علی المرضی الآیۃ سے اور ناسخ ہی ان آیتونکی کہ جسمین قتال کی نہی ہی اور صفوان اور زہری سے نقل ہی کہ آیہ باقی ہی اپنے حکم پر ندب کے لئے ہو یا واجب کے لئے اور حسینی مین ہی اسباب نزول سے کہ غزوہ تبوک مین کچھہ لوگ ہٹ رہے بوجھونکے حیلہ سے انکو یہ حکم آیا فصل مریض وغیرہ پر قتال نہونیکا بیان ہی قولہ تعالی لَيْسَ عَلَى الضُّعَفَاءِ وَلَا عَلَى الْمَرْضَى وَلَا عَلَى الَّذِينَ لَا يَجِدُونَ مَا يُنْفِقُونَ حَرَجٌ إِذَا نَصَحُوا لِلَّهِ وَرَسُولِهِ مَا عَلَى الْمُحْسِنِينَ مِنْ سَبِيلٍ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ ت ضعیفون پر تکلیف نہین ہی نہ مریضون پر نہ اوپر جنکو پیدا نہین جو خرچ کرین دل سے

صاف ہون اللہ اور رسول کے ساتھ نہین نیکی والون پر الزام کی راہ اور اللہ بخشنے والا مہربان ہی ف تفسیر احمدی مین ہی کہ اس آیۃ سے معلوم ہوا کہ جو معذور ہین اپر جہاد نہین ہی اور اس آیۃ مین مرضٰی ضعفا کے مقابل واقع ہی شاید کہ ضعفا سے شیخ فانی مراد ہی اور مرضیٰ مین اندھا اور لنگڑا اور بیمار شامل ہی بخلاف دوسرے مقام کے یعنے لیس علی الاعمی حرج ولا علی الاعرج حرج الآیۃ اسی لئے اس آیۃ مین جمع کا صیغہ ہی دوسرے مین مفرد قولہ تعالے لَيْسَ عَلَى الْأَعْمَىٰ حَرَجٌ وَلَا عَلَى الْأَعْرَجِ حَرَجٌ وَلَا عَلَى الْمَرِيضِ حَرَجٌ ت اندھے پر تکلیف نہین اور نہ لنگڑے پر تکلیف اور نہ بیمار پر تکلیف ف موضح القرآن مین ہی کہ یعنے جہاد ان لوگون معذور پر فرض نہین ف۲ قولہ تعالے وَأَعِدُّوا لَهُم مَّا اسْتَطَعْتُم مِّن قُوَّةٍ وَمِن رِّبَاطِ الْخَيْلِ تُرْهِبُونَ بِهِ عَدُوَّ اللَّهِ وَعَدُوَّكُمْ وَآخَرِينَ مِن دُونِهِمْ لَا تَعْلَمُونَهُمُ اللَّهُ يَعْلَمُهُمْ وَمَا تُنفِقُوا مِن شَيْءٍ فِي سَبِيلِ اللَّهِ يُوَفَّ إِلَيْكُمْ وَأَنتُمْ لَا تُظْلَمُونَ وَإِن جَنَحُوا لِلسَّلْمِ فَاجْنَحْ لَهَا وَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ إِنَّهُ هُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ت اور سرانجام کرو انکی لڑائی کو جو پیدا کر سکو زور اور گھوڑے پالنے سے کہ اس سے دھاک پڑے اللہ کے دشمنون پر اور تمھارے دشمنون پر اور ایک لوگ پر سوائے انکے جنکو تم نہین جانتے اللہ انکو جانتا ہی اور جو خرچ کرو اللہ کے راہ مین پورا ملیگا تمکو اور تمھارا حق نرہیگا اور اگر وہ جھکے صلح کو تو تو بھی جھک اسیطرف اور بھروسا کر اللہ پر بیشک وہی ہی سنتا جانتا ف ان جنحوا للسلم الآیۃ سے معلوم ہوا کہ جب امام مسلمانون کے مصلحت کے لئے حربیون سے یا انکے کسی گروہ سے صلح کرے تو روا ہی ابن عباس سے ہی کہ یہ آیۃ منسوخ ہی قاتلوا الذین لا یؤمنون الآیۃ سے اور مجاہد سے ہی کہ فاقتلوا المشرکین کے آیت سے منسوخ ہی اور صحیح یہ ہی کہ

لڑائی اور صلح امام کے رائے پر موقوف ہے یہ خلاصہ ہے تفسیر احمدی اور اکلیل کا
فصل کافرونکے گھر گرانے اور درخت کاٹنے کا بیان ہے قولہ تعالے
مَا قَطَعْتُمْ مِنْ لِینَةٍ اَوْ تَرَکْتُمُوهَا قَائِمَةً عَلٰی اُصُولِهَا فَبِاِذْنِ اللّٰهِ وَلِیُخْزِیَ
الْفَاسِقِینَ وَمَا اَفَاءَ اللّٰهُ عَلٰی رَسُولِهٖ مِنْهُمْ فَمَا اَوْجَفْتُمْ عَلَیْهِ مِنْ خَیْلٍ وَلَا رِکَابٍ
وَّلٰکِنَّ اللّٰهَ یُسَلِّطُ رُسُلَهٗ عَلٰی مَنْ یَّشَاءُ وَاللّٰهُ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ف جو کاٹ
ڈالا تم نے کھجور کا پیڑ یا رہنے دیا کھڑا اپنی جڑ پر سو اللہ کے حکم سے اور تا رسوا
کرے بے حکمونکو اور جو ہاتھ لگایا اللہ نے اپنے رسول کو انسے سو تم نے نہیں دوڑا
اسپر گھوڑے نہ اونٹ لیکن اللہ جتا دیتا ہے اپنے رسولونکو جس پر چاہے اور اللہ
سب چیز کر سکتا ہے ف پھر موضح القرآن میں ہے کہ یہی فرق رکھا غنیمت میں اور فی
میں جو مال لڑائی سے ہاتھ لگا وہ غنیمت ہے پانچوان حصہ اللہ کی نیاز اور چار حصہ
لشکر کو بانٹنا اور جو بغیر جنگ ہاتھ لگا وہ سارا داخل ہو خزانے مسلمانوں میں جو کام
ضرور رہو اسپر خرچ ہو اور اکلیل میں ہے کہ وما افاء اللہ سے بعضون نے دلیل کی
ہے کہ جو مال کافرون سے بغیر لڑائی اور بغیر گھوڑے اور اونٹ دوڑانے ملے وہ
فی ہے اور جو لڑائی سے ملے وہ غنیمت ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ دونو ایک ہی
ہیں قولہ تعالے یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَخُوْنُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ وَ
تَخُوْنُوْا اَمَانَاتِکُمْ وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ف اے ایمان والو چوری نکرو اللہ سے
اور رسول سے یا چوری کرو آپسمیں کی امانتوں میں جانکر ف تفسیر احمدی میں ہے
بیضاوی سے کہ اللہ اور رسول سے خیانت یہ ہے کہ فرائض اور سنت کو معطل کرے
یا لوٹ میں چوری کرے اس سے معلوم ہوا کہ غنیمت میں غلول حرام ہے اور امانت
کی خیانت عام ہے عاریت میں ہو یا ودیعت میں یا مضاربت یا شرکت یا اجارہ
یا وکالت وغیرہ میں قولہ تعالے مَا کَانَ لِنَبِیٍّ اَنْ یَّکُوْنَ لَهٗ اَسْرٰی حَتّٰی

يُثْخِنَ فِي الْاَرْضِ تُرِيْدُوْنَ عَرَضَ الدُّنْيَا وَاللّٰهُ يُرِيْدُ الْاٰخِرَةَ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ
لَوْلَا كِتٰبٌ مِّنَ اللّٰهِ سَبَقَ لَمَسَّكُمْ فِيْمَا اَخَذْتُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ فَكُلُوْا مِمَّا
غَنِمْتُمْ حَلٰلًا طَيِّبًا وَّاتَّقُوا اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ف کیا چاہیے نبی کو
کہ اسکے ہان قیدی آوین جبتک نہ خون کرے ملک مین تم چاہتے ہو جنس دنیا کی اور
اللہ چاہتا ہی آخرت اور اللہ زورآور ہی حکمت والا اگر نہوتی ایک بات کہ
لکھ چکا آگے سے تو تمکو پڑتا اس لینے مین بڑا عذاب سو کھاؤ جو غنیمت لاؤ حلال
ستھری اور ڈرتے رہو اللہ سے اللہ ہی بخشنے والا مہربان ف موضح القرآن مین
ہی کہ بدر کی لڑائی مین ستر کافر پکڑے آئے حضرت نے مشورہ پوچھا کہ انکو کیا کرین
اکثر مسلمانونکی مرضی ہوئی کہ مال لیکر چھوڑ دین اور بعضونکی مرضی ہوئی کہ سبکو قتل
کرین حضرت عمر اور سعد بن معاذ کی مرضی یہی تھی آخر مال لیکر چھوڑ دیا تب یہ آیۃ اتری
عتاب کی یعنی نبیونکو چاہیے سے مال سمیٹنا منظور نہین بلکہ کافرونکی ضد توڑنی وہ بات
اسمین ہی کہ قتل کرین تا اُنکے خوف سے کفر کی ضد چھوڑ دین اور بات جو لکھ چکا
وہ یہ ہی کہ ان قیدی لوگون مین بہتونکی قسمت تھی مسلمان ہونا اور جب قیدیونکا
حکم سنکر مسلمان ڈرے غنیمت سے بھی انکو تسلی فرمائی کہ وہ اللہ کی عطا ہی خوشی
سے کھاؤ لیکن غنیمت کیواسطے جہاد نکرو اب حنفی کے نزدیک یہ ہی کہ اگر کافر
پکڑے آوین تو انکو مال لیکر چھوڑنا روا نہین نہ مفت چھوڑنا کہ پھر کافرون مین جا
ملین مگر روا ہی غلام کر رکھنا یا چھوڑ دینا کہ رعیت ہو کر ملک اسلام مین رہین اور
شافعی کے پاس وہ بھی روا ہی سورہ محمد مین فرمایا اما منا بعد واما فداء ف ۲

قولہ تعالی اِذَا لَقِيْتُمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَضَرْبَ الرِّقَابِ حَتّٰى اِذَا اَثْخَنْتُمُوْهُمْ
فَشُدُّوا الْوَثَاقَ فَاِمَّا مَنًّا بَعْدُ وَاِمَّا فِدَآءً حَتّٰى تَضَعَ الْحَرْبُ اَوْزَارَهَا
ف جب تم بھڑو منکرون سے تو گردنین مارنے یہانتک کہ جب کیا ڈال

چکے تو مضبوط باندھو قید پھر یا احسان کریو پیچھے اور یا چھڑوا لیجیو جبتک کہ رکھہ دے
لڑائی اپنا بوجھہ ف بیضاوی مین ہی کہ اس سے معلوم ہوا کہ امام کے اختیار مین
ہی کافرونکو قید کرنیکے بعد احسان سے چھوڑ دینا یا چھڑوا لینے یہ آیہ ہمارے
نزدیک ثابت ہی کیونکہ مرد مکلف جب قید ہوا امام کو اختیار رہا مارے یا احسان
کرکے چھوڑ دے یا غلام کرے اور ابو حنیفہ کے نزدیک منسوخ ہی یا بدر کی
لڑائی پر مخصوص ہی کیونکہ اُنکے نزدیک فقط مارنا یا غلام کرنا جائز ہی اور تفسیر
احمدی مین ہی کشاف اور مدارک سے کہ احسان سے یہ مراد ہی کہ مارو نہین
غلام کرلو یا جزیہ مقرر کر ڈالو اور چھڑائی سے یہ مراد ہی کہ اپنے چھوڑنیکے عوض
مال ندین بلکہ مسلمان قیدی کہ اُنکے ہان ہین چھوڑدین سٹا فصل لوٹ بانٹنے
کا بیان ہی قولہ تعالی واعلموا انما غنمتم من شیء فان للہ خمسہ و
للرسول ولذی القربی والیتمی والمساکین وابن السبیل ت اور جان رکھو
جو غنیمت لاؤ کچھہ چیز سو اللہ کے واسطے اسمین سے پانچوان حصہ اور رسول اور
قرابت والے کی اور یتیم کی اور محتاج کی اور مسافر کی ف ذوالقربی سے بالاتفاق
یہ مراد ہی کہ حضرتکے قرابتی ہون اور جو مال کافرون سے لڑکر لیوین وہ غنیمت ہی
اتفاق ہی کہ اسمین پانچ حصہ ہون چار حصہ لشکر کو تقسیم کرے سوار کو دو حصہ اور پیادہ
کو ایکحصہ اور پانچوین حصہ مین اختلاف ہی بعضون نے کہا ہی کہ چھہ حصہ اسمین ہون
ایکحصہ اللہ کا دوسرا پیغمبر کا تیسرا حصہ حضرت کے قرابت والونکا چوتھا یتیم کا پانچوان
محتاج کا چھٹا مسافر کا کیونکہ ظاہر آیہ سے یہی معلوم ہوتا ہی کہ اللہ کا حصہ ابو عالیہ کے
نزدیک کعبہ مین صرف ہو یا بیت المال مین جاوے اور جمہور نے کہا ہی کہ اللہ کا ذکر
تبرکا ہی اسپر قرینہ یہ ہی کہ اللہ کی لفظ خمس پر مقدم ہی بخلاف اور معطوفات کے
اور پیغمبر کے حصہ مین آپکے وفات کے بعد علما کا اختلاف ہی شافعی کہتے ہین کہ

مسلمان کے کام مین صرف ہو اور بعضون نے کہا ہی کہ امام کے صرف مین ہو اور
بعضون نے کہا کہ باقی چارون قسم پر صرف ہو ابو حنیفہ کہتے ہین کہ حضرت کا اور
حضرتکے ذوی القربی کا حصہ آپکے وفاتسے ساقط ہوگیا خمس مین فقط تین حصے ہین
ایک یتیمونکا دوسرا محتاجونکا تیسرا مسافرکو یہ خلاصہ ہی موضح القرآن اور تفسیر احمدی کا
قوله تعالے مَآ اَفَآءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ مِنْ اَهْلِ الْقُرٰى فَلِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ وَ
لِذِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَابْنِ السَّبِيْلِ كَيْ لَا يَكُوْنَ دُوْلَةً بَيْنَ الْاَغْنِيَآءِ
مِنْكُمْ وَمَآ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا وَاتَّقُوا اللّٰهَ
اِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ لِلْفُقَرَآءِ الْمُهٰجِرِيْنَ الَّذِيْنَ اُخْرِجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ
وَاَمْوَالِهِمْ يَبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا وَّيَنْصُرُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ
اُولٰٓئِكَ هُمُ الصّٰدِقُوْنَ **ف** جو ہاتھ لگاوے اللہ اپنے رسول کو بستیون
والون سے سو اللہ کیواسطے اور رسول کے اور ناتے والونکے اور بن باپکے لڑکون
کے اور محتاجونکے اور مسافرکے تا نآوے لینے دینے مین دولتمندون کے
تم مین سے اور جو دے تمکو رسول لے لو اور جس سے منع کرے سو چھوڑ دو اور
ڈرتے رہو اللہ سے بیشک اللہ کی مار سخت ہی واسطے ان مفلسون وطن چھوڑنے
والونکے جو نکالے آئے ہین اپنے گھرون سے اور مالون سے ڈہونڈتے آئے ہین
اللہ کا فضل اور اسکی رضامندی اور مدد کرتے ہین اللہ کے اور اسکے رسول کے وہ
لوگ وہی ہین سچے **ف** ہمارے فقہا کے کلام سے ظاہر ہوتا ہی کہ فی اور غنیمت
تقسیم کے حکم مین ایک ہی ہی کچھ فرق نہین اور آیہ سے استدلال کی ہی جسنے جو کہتا
ہی کہ فی سے مقاتلین کو کچھ نہ دے بلکہ پانچ خمس ہون ایک خمس ذوی القربی اور یتیم
اور مسکین اور مسافر کو دینا اور باقی حضرت کے لئے تھا مسلمانونکے صرف کو **قوله**
تعالے يَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الْاَنْفَالِ قُلِ الْاَنْفَالُ لِلّٰهِ وَالرَّسُوْلِ **ت** پوچھتے ہین

حکم غنیمت کا تو کہ مال غنیمت اللہ کا ہے اور رسول کا ف موضح القرآن
مین ہے کہ جنگ مین بعضے آگے بڑھے اور بعضے پشت پر رہے جب غنیمت
جمع ہوئی بڑھنے والون نے کہا یہ حق ہمارا ہے کہ فتح ہم نے کی اور
پشتی والون نے کہا تم ہمارے قوت سے لڑے حق تعالی نے دونو کو خاموش
کیا کہ فتح اللہ کے مدد سے ہے زور کسیکا پیش نہین جاتا سو مالک مال کا اللہ
ہے اور نایب اسکا رسول ہے ف قولہ تعالی مَا کَانَ لِاَهْلِ
الْمَدِیْنَةِ وَمَنْ حَوْلَهُمْ مِّنَ الْاَعْرَابِ اَنْ یَّتَخَلَّفُوْا عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ
وَلَا یَرْغَبُوْا بِاَنْفُسِهِمْ عَنْ نَّفْسِهٖ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ لَا یُصِیْبُهُمْ ظَمَاٌ
وَّلَا نَصَبٌ وَّلَا مَخْمَصَةٌ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ وَلَا یَطَـُٔوْنَ مَوْطِئًا یَّغِیْظُ الْكُفَّارَ
ف نہ چاہیے مدینے والون کو اور جو انکے گرد گنوار ہین کہ رہجا دین
رسول اللہ کے ساتھ سے اور نہ یہ کہ اپنی جانکو چاہین زیادہ اسکی جان
سے یہ اسواسطے کہ نہین پیاس کہینچتے ہین نہ محنت اور نہ بھوک اللہ کی
راہ مین اور نہ پانون پھیرتے ہین وان کہین جس سے خفہ ہون کافر
ف تفسیر احمدی مین ہے کہ ولا یطئون موطئا سے ابو حنیفہ نے دلیل پکڑی
کہ جو کوئی مددگار لڑائی کے بعد لشکر مین آملا وہ بھی لوٹ مین شریک ہے
کیونکہ دار الحرب مین مسلمانونکا پانون پہنچنا مستحب ہے کافرون پر سالا
ف فصل ستیانکا بیان ہے قولہ تعالی وَاِنْ اَحَدٌ مِّنَ الْمُشْرِكِیْنَ
اسْتَجَارَكَ فَاَجِرْهُ حَتّٰی یَسْمَعَ كَلٰمَ اللّٰهِ ثُمَّ اَبْلِغْهُ مَاْمَنَهٗ ذٰلِكَ
بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا یَعْلَمُوْنَ ف اور اگر کوئی مشرک تجھسے پناہ مانگے تو اسکو
پناہ دے جبتک وہ سنے کلام اللہ کا پھر پہنچا دے اسکو جہان وہ نڈر
ہو یہ اسواسطے کہ وہ لوگ علم نہین رکھتے ف موضح القرآن مین ہے کہ

استقدر امان کا مضائقہ نہین کہ کچھہ پوچھا سنا چاہئے وہ سنکے پھر بھی جہان وہ نڈر ہون وہان تک پہنچا دینا بعد اسکے سب کافرونکے برابر ہی آور تفسیر احمدی مین ہی مدارک سے کہ آیۃ مین دلیل ہی کہ مستامن کو اذیت ندے اور کشاف سے ہی کہ یہ حکم ثابت ہی ہر وقتمین اور سدی آور ضحاک سے ہی کہ فاقتلوا المشرکین سے منسوخ ہی ف فصل۲ جزیہ کا بیان ہی قولہ تعالے قَاتِلُوا الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَلَا بِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَلَا يُحَرِّمُوْنَ مَا حَرَّمَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَلَا يَدِيْنُوْنَ دِيْنَ الْحَقِّ مِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتَابَ حَتّٰى يُعْطُوا الْجِزْيَةَ عَنْ يَّدٍ وَّهُمْ صَاغِرُوْنَ۝ ت لڑو ان لوگون سے جو یقین نہین رکھتے اسپر پچھلے دن پر نہ حرام جانتے جو حرام کیا ہی اسنے اور اسکے رسولؐ نے اور نہ قبول کرین دین سچا وہ جو کتاب والے ہین جب تک دیوین جزیہ سب ایک ہاتھہ سے اور وہ بے قدر ہون ف موضح القرآن مین ہی کہ پہلے حکم ہوا کہ مشرکون سے لڑو آور ملک سے نکالو اب حکم ہوا اہل کتاب سے لڑائیکا کہ یہ بے دین حق سے منکر ہین آور اللہ کو آور آنحضرت کو جیسا چاہئے نہین مانتے لیکن اُنسے جزیہ قبول رکھا بشرطیکہ ادنے اعلے سب ذلیل ہون جزیہ دیا کرین باقی عرب کے مشرک سے جزیہ ہرگز قبول نہین اور جہان کے مشرک سے حنفی پاس جزیہ قبول ہی جزیہ ہر مہینے مین پانچ یا دس آنے یا سوا روپیہ موافق حال کے آور ذلیل رہنا یہ کہ سواریمین لباس مین راہ چلنے مین ہتھیار باندھنے مین مسلمانکی برابری نکرین آور تفسیر احمدی اور اکلیل مین ہی کہ عن ید جو متعلق ہی جزیہ دینے والے سے تو مراد ہی عن ید الی ید نقد اکا نسیۃ یعنے نقد دے وعدہ نکرے یا عن القدرۃ یعنے جو قادر ہو وہ دے آور مفلس ندے ابن جبون کا قول یہی ہی یا عن یدہ خاصۃ یعنے اپنے ہاتھہ سے دے غیر کے ہاتھہ نہ بھیجے اس سے بعضون نے استدلال کی ہی کہ مسلم کو جزیہ دینے

ہین وکیل کرنا بچاہیے آور حربی کا جزیہ کے لئے ضامن نہوا ور اپنے اوپر اترائی نکرے آور وھم صاغرون سے یہ مطلب ہی کہ ذلیل ہوکر دین آور ذلیل کی صورت یہ ہی کہ دینے والا پیادہ آوے آور لینے والا بیٹھا ہو یا کھڑا ہو وہ سر جھکا کرا ور پیٹھ پھیر کر ترازو مین رکھہ دے اور لینے والا اسکی داڑھی پکڑ کے منہہ پھیر لیوے اور جو متعلق ہو لینے والے سے تو مدعا یہ کہ وہ جزیہ دین اور مسلمان قہرا ور غلبے سے لین

ف ٢ باب المرتد

قوله تعالے قُلْ لِلَّذِيْنَ كَفَرُوْا اِنْ يَّنْتَهُوْا يُغْفَرْ لَهُمْ مَّا قَدْ سَلَفَ وَاِنْ يَّعُوْدُوْا فَقَدْ مَضَتْ سُنَّةُ الْاَوَّلِيْنَ ف تو کہدے کافرونکو اگر باز آوین تو معاف ہو انکو جو ہوچکا اور اگر پھر وہی کرینگے تو پڑچکی ہی راہ اگلون کی ف تفسیر احمدی مین ہی کشاف سے کہ اس سے ابو حنیفہ نے دلیل پکڑی ہی کہ مرتد جب اسلام لاوے تو جو عبادت مرتد ہونے کے حالمین یا اسکے پیشتر اس سے چھوٹی ہی اسپر اسکی قضا لازم نہین ہی کیونکہ جب کفار کو اسلام کے بعد گنا ہونکی مغفرت ہی تو مرتد بھی کہ وہ بھی کافرون مین ہی اسلام کے بعد جو گناہ کئے حالت ارتداد مین جیسے نماز اور روزہ یا اور شریعت کے احکام ترک کئے وہ سبکے مغفرت ہی اور اکلیل مین ہی کہ اس سے معلوم ہوا کہ جب اسلام لایا تو جو نماز اور زکوٰۃ اور روزہ نہین کیا یا مال یا نفس کو تلف کیا تو اسپر قضا لازم نہین

باب البغاۃ

قوله تعالے وَاِنْ طَآئِفَتَانِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اقْتَتَلُوْا فَاَصْلِحُوْا بَيْنَهُمَا فَاِنْ بَغَتْ اِحْدٰىهُمَا عَلَى الْاُخْرٰى فَقَاتِلُوا الَّتِيْ تَبْغِيْ حَتّٰى تَفِيْٓءَ اِلٰٓى اَمْرِ اللّٰهِ فَاِنْ فَآءَتْ فَاَصْلِحُوْا بَيْنَهُمَا بِالْعَدْلِ وَاَقْسِطُوْا اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِيْنَ ف اور اگر دو فرقے مسلمانونکے آپسمین لڑپڑین تو انمین ملاپ کرواؤ پھر اگر چڑھ جاوے ایک انمین دوسرے پر تو سب لڑو اس چڑھائے والے سے جبتک پھر آوے

اللہ کے حکم پر پھر اگر پھر آیا تو ملاپ کرواؤ انہیں برابر انصاف سے ،
بیشک اللہ کو خوش آتے ہیں انصاف والے ف موضح القرآن میں
ہی کہ یعنے جب حکم شرع کے تابع ہوں تو انصاف سے صلح کرواؤ ایک
کی طرفداری نکرو یہ حکم ہی خانہ جنگی کا جو مسلمان آپسمیں لڑیں اور
تفسیر احمدیہ میں ہی کہ آیۃ میں دلیل ہی کہ باغی سے مقاتلہ واجب ہی اور
باغی وہ ہی جو امام حق کی طاعت سے نکل جاوے ف ۲۰

کتاب اللقطہ

قولہ تعالے والقوہ فی غیابت الجب یلتقطہ بعض السیارۃ
ف اور پھینکو اسکو گمنام کوئیں میں کہ اٹھا لے جاوے اسکو کوئی
مسافر ف اکلیل میں ہی کہ یہ آیۃ لقیط کے احکام میں اصل ہی ۱۳

کتاب الشرکۃ

قولہ تعالے وان کثیرا من الخلطاء لیبغی بعضہم علے بعض
ف اور اکثر شریک زیادتی کرتے ہیں ایک دوسرے پر ف
اکلیل میں ہی کہ اس سے استدلال ہی شرکت کے جواز پر

کتاب البیوع

قولہ تعالے یا ایہا الذین امنوا لا تاکلوا اموالکم بینکم
بالباطل الا ان تکون تجارۃ عن تراض منکم ف اے ایمان والو
نہ کھاؤ مال ایک دوسرے کے آپسمیں ناحق مگر یہ کہ سودا ہو آپسکی خوشی سے
ف تفسیر احمدیہ میں ہی مدارک سے کہ آیہ سے دلیل ہی کہ بیع بالتعاطی
درست ہی اور اکلیل میں ہی کہ اس سے پوچھا گیا کہ مال باطل سے کھانا
حرام ہی اور سوداگری اور نفع اسمیں مباح ہی اور شرط یہ ہی کہ سوداگری

ہین دو نوطرف سے خوشی ہو اس سے شافعی نے اعتبار کیا ہی کہ ایجاب اور قبول
لفظ ہین ہو کیونکہ رضا امر قلبی ہی کوئی شے کہ اسپر دلالت کرے ضرور چاہیے
قوله تعالے فَلَمَّا دَخَلُوا عَلَيْهِ قَالُوا يَا أَيُّهَا الْعَزِيزُ مَسَّنَا وَأَهْلَنَا الضُّرُّ
وَجِئْنَا بِبِضَاعَةٍ مُزْجَاةٍ فَأَوْفِ لَنَا الْكَيْلَ وَتَصَدَّقْ عَلَيْنَا **ت** پھر جب
داخل ہوئے اسکے پاس بولے اے عزیز پڑی ہی ہمپر اور ہمارے گھر پر سختی
اور لائے ہین ہم پونجی ناقص سو پوری دے ہمکو بھرتی اور خیرات کر ہم پر **ف**
موضح القرآن مین ہی کہ قحط مین سب اسباب گھر کا بک گیا انکی بار اون اور پنیر اور
ایسی چیزین لائے تھے اناج خریدنے کو یہ حال سنکر حضرت یوسف کو رحم آیا
اپنے تئین ظاہر کیا اور سارے گھر کو بلوایا اور تفسیر احمدی مین ہی کہ اس سے
دلیل ہی کہ غلہ پیمانہ سے درم یا اور اسباب کے عوض بیچنا جائز ہی اور قیمت کم ہو
بیع سے احسانا وہ بھی روا ہی **ف باب البیع الفاسد قوله تعالے**
وَشَرَوْهُ بِثَمَنٍ بَخْسٍ دَرَاهِمَ مَعْدُودَةٍ وَكَانُوا فِيهِ مِنَ الزَّاهِدِينَ **ت**
اور بیچ آئے انکو ناقص مول گنتی کی کئی پاولیان اور ہو رہے تھے اس سے
بیزار **ف** تفسیر احمدی مین ہی کہ اس آیۃ کی دو توجیہ ہین اول یہ کہ شروا کی معنے
باعوا ہین اسمین دو صورتین ہین ایک یہ کہ بیچ آئے یوسف کو سب بھائی قافلہ والون
کے ہاتھ ناقص مول کئی کھوٹے درمون سے اور وہ تھے اس سے بیزار دوسری
یہ کہ بیچا قافلہ والون نے عزیز مصر کے ہاتھ وہ اس سے بیزار تھے اس لیے کہ یوسف
لقیط تھے قافلہ والے خوف کرتے چھن جانے کا دوم یہ کہ شروا بہ معنے اشتروا
ہی اسمین ایک ہی صورت ہی یعنے مول لیا قافلہ والون نے یوسف کو بھائیون
سے کئی درم دیکر اور تھے اس سے بیزار اس اعتقاد سے کہ بھاگنے والا غلام
ہی خلاصہ یہ کہ بخس کی لفظ سے اگرچہ اکثرون کے موافق زیف اور ردی مراد ہی

پر تفسیر حسینی مین ہی کہ ثمن بخس سے ثمن حرام مراد ہی اسلئے کہ حر کی ثمن تہی اس سے بعضون نے دلیل پکڑی کہ حر کا بیع باطل ہی ایسا ہی ہی اجماع اسمین اختلاف ہی کہ مخمصہ مین حر کی بیع درست ہی یا نہین جواز مشہور ہی اور بعضونکا مذہب یہی ہی اور نظام الملت والدین نے کہا ہی کہ حر کی بیع کسی نمط درست نہین نہ مخمصہ نہ غیر مخمصہ مین اور جسنے مخمصہ مین اسکی بیع جائز کہی ہی اس سے ابو حنیفہ اور سب مجتہدین بیزار ہین **قولہ تعالے** وَلَن يَجْعَلَ اللّٰهُ لِلْكَافِرِينَ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ سَبِيلًا **ف** اور ہرگز نہ دیگا اللہ کافرونکو مسلمانون پر راہ **ف** اکلیل مین ہی کہ اس سے دلیل ہی کہ کافر کو عبد مسلم خریدکرنا نچاہیے یہ باطل ہی

ف باب الربوا قولہ تعالے اَلَّذِينَ يَأْكُلُونَ الرِّبٰوا لَا يَقُومُونَ اِلَّا كَمَا يَقُومُ الَّذِي يَتَخَبَّطُهُ الشَّيْطَانُ مِنَ الْمَسِّ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَالُوا اِنَّمَا الْبَيْعُ مِثْلُ الرِّبٰوا وَاَحَلَّ اللّٰهُ الْبَيْعَ وَحَرَّمَ الرِّبٰوا فَمَنْ جَاءَهُ مَوْعِظَةٌ مِّنْ رَّبِّهِ فَانْتَهٰى فَلَهُ مَا سَلَفَ وَاَمْرُهُ اِلَى اللّٰهِ وَمَنْ عَادَ فَاُولٰئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ **ف** جو لوگ کہاتے ہین سود نہ اٹھینگے قیامت کو مگر جسطرح اٹھتا ہی جسکی حواس کہو دے جن نے لپٹ کر یہ اسواسطے کہ انہون نے کہا سوداگری بہی ویسا ہی ہی جیسے سود لینا اور اللہ نے حلال کیا سودا اور حرام کیا سود پہر جسکو پہنچی نصیحت اپنے ربکی اور باز آیا تو اسکا ہی جو آگے ہو چکا اور اسکا حکم اللہ کے اختیار اور جو کوئی پہر کرے تو وہی ہین دوزخکے لوگ وہ اسمین رہ پڑے **ف** تفسیر احمدی مین ہی کہ انما البیع مثل الربوا اصل مین انما الربوا مثل البیع تہا مگر چونکہ انکے اعتقاد مین ربوا کی حلت ایسی تہی کہ اسکو اصل ٹہرا کر بیع کی حلت اسپر قیاس کی اور بیع مالکو مال سے بدلنے کو کہتے اور ربو زیادتکو اور بیع فائدہ اور زیادت کے لئے مشروع ہی اس صورتمین

بیع مجمل وہی اور کئی معنے اسمین جمع ہوئی شبہہ ہوا کہ کون سی زیادت حرام ہے حدیث
مین اسکا بیان ہوا کہ گیہون کو گیہون سے اور جو کو جو سے اور خرمے کو خرمے سے
اور نمک کو نمک سے اور سونیکو سونے سے اور چاندیکو چاندی سے ایک دوسرے کے
برابر ہاتھون ہاتھ زیادتی اسمین ربوا ہے پھر اسکے سوا مین شبہہ ہوا کہ وہان کیا حکم
ہے اس لئے کہ ان چیزون مین جو ربا حرام ہے اسکی علت کیا ہے ان چیزون کے
مقابلے سے معلوم ہوا کہ جنس کا ایک ہونا اور مماثلت سے معلوم ہوا کہ کیل یا وزن
ہونا علت ہے جب احد البدلین مین جنس ایک ہی ہو اور کیل یا وزن کہ جسے
قدر کہتے ہین پایا جاوے اور ہاتھون ہاتھ ہو تب ربوا حرام ہے تو چاول اور اسکے
مثل مین اور جونا اور گچ مین ربوا حرام ہے کیونکہ وحدت جنس اور قدر پائی جاتی ہے
قولہ تعالے يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَذَرُوا مَا بَقِيَ مِنَ الرِّبَا إِنْ كُنْتُمْ
مُؤْمِنِينَ فَإِنْ لَمْ تَفْعَلُوا فَأْذَنُوا بِحَرْبٍ مِنَ اللَّهِ وَرَسُولِهِ وَإِنْ تُبْتُمْ فَلَكُمْ
رُءُوسُ أَمْوَالِكُمْ لَا تَظْلِمُونَ وَلَا تُظْلَمُونَ وَإِنْ كَانَ ذُو عُسْرَةٍ فَنَظِرَةٌ إِلَىٰ مَيْسَرَةٍ
وَأَنْ تَصَدَّقُوا خَيْرٌ لَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ ۔ت اے ایمان والو ڈرو اللہ سے اور چھوڑ دو
جو رہ گیا سود اگر تمکو یقین ہے پھر اگر نہین کرتے تو خبردار ہو جاؤ لڑنیکو اللہ سے اور
اسکے رسول سے اور اگر توبہ کرتے ہو تو تمکو پہنچتے مین اصل مال تمہارے نہ تم کسی
پر ظلم کرو اور نہ کوئی تمپر اور اگر ہووے تنگی والا تو فرصت دینی چاہیے جبتک
کشائش پاوے اور اگر خیرات کر دو تو تمہارا بھلا ہے اگر تم کو سمجھ ہو **ف** موضح القرآن
مین ہے یعنی اگلا سود لیا ہوا تمہارے اصل مال مین حساب کریے تو تم پر ظلم ہے
اور منع کے بعد اگلا چڑھا سود تم مانگو تو تمہارا ظلم ہے اور جب دیکھا کہ سود موقوف
ہو گیا اب لگو مفلس سے تقاضا کرنے یہ نچاہیے بلکہ فرصت دو اگر توفیق ہو تو بخش
دو اور تفسیر احمدی مین ہے کہ وان تبتم کا یہ مطلب ہے کہ جو سود لینے سے اور

اسکی حلت کے اعتقاد سے توبہ کی تو اصل مال مدیون سے لو نہ ظلم کرو کہ زیادہ
اس سے مانگو اور نہ وہ ظلم کریں کہ اصل مال میں کم کریں اور اگر فقط سود لینے سے توبہ
کی تو اصل مال میں تمھارے نقصان چاہئے اور اگر حلت کے اعتقاد سے بھی توبہ
کی تو سب اصل مال تمکو نہ ملے بلکہ وہ غنیمت ہو جاوے ایسی ہی ہے میری دلمیں محظور

ف قولہ تعالے فَبِظُلْمٍ مِّنَ الَّذِينَ هَادُوا حَرَّمْنَا عَلَيْهِمْ طَيِّبَاتٍ أُحِلَّتْ لَهُمْ وَبِصَدِّهِمْ عَن سَبِيلِ اللَّهِ كَثِيرًا وَأَخْذِهِمُ الرِّبَا وَقَدْ نُهُوا عَنْهُ **ت** سو یہود کے گناہ سے ہم نے حرام کیں اُنپر کتنی پاک چیزیں جو انکو حلال تھیں اور اُس سے کہ اٹکتے تھے اللہ کی راہ سے بہت اور اُنکے سود لینے پر اور انکو اس سے منع ہو چکا تھا **ف** اور قد نھوا عنہ سے معلوم ہوا کہ سود کھانا سب دین میں حرام ہے ایسا ہی زنا کا بھی حکم ہے بخلاف شراب اور سور کے کیونکہ شراب انکے حق میں ایسی ہے جیسے ہمارے حق میں سرکہ اور سور ویسی جیسی ہمارے حق میں بکری

باب بیع السلم

قولہ تعالے يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا تَدَايَنتُم بِدَيْنٍ إِلَىٰ أَجَلٍ مُّسَمًّى فَاكْتُبُوهُ وَلْيَكْتُب بَّيْنَكُمْ كَاتِبٌ بِالْعَدْلِ وَلَا يَأْبَ كَاتِبٌ أَن يَكْتُبَ كَمَا عَلَّمَهُ اللَّهُ فَلْيَكْتُبْ وَلْيُمْلِلِ الَّذِي عَلَيْهِ الْحَقُّ وَلْيَتَّقِ اللَّهَ رَبَّهُ وَلَا يَبْخَسْ مِنْهُ شَيْئًا فَإِن كَانَ الَّذِي عَلَيْهِ الْحَقُّ سَفِيهًا أَوْ ضَعِيفًا أَوْ لَا يَسْتَطِيعُ أَن يُمِلَّ هُوَ فَلْيُمْلِلْ وَلِيُّهُ بِالْعَدْلِ وَاسْتَشْهِدُوا شَهِيدَيْنِ مِن رِّجَالِكُمْ فَإِن لَّمْ يَكُونَا رَجُلَيْنِ فَرَجُلٌ وَامْرَأَتَانِ مِمَّن تَرْضَوْنَ مِنَ الشُّهَدَاءِ أَن تَضِلَّ إِحْدَاهُمَا فَتُذَكِّرَ إِحْدَاهُمَا الْأُخْرَىٰ وَلَا يَأْبَ الشُّهَدَاءُ إِذَا مَا دُعُوا وَلَا تَسْأَمُوا أَن تَكْتُبُوهُ صَغِيرًا أَوْ كَبِيرًا إِلَىٰ أَجَلِهِ ذَٰلِكُمْ أَقْسَطُ عِندَ اللَّهِ وَأَقْوَمُ لِلشَّهَادَةِ وَأَدْنَىٰ أَلَّا تَرْتَابُوا إِلَّا أَن تَكُونَ تِجَارَةً حَاضِرَةً تُدِيرُونَهَا بَيْنَكُمْ فَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَلَّا تَكْتُبُوهَا وَأَشْهِدُوا إِذَا تَبَايَعْتُمْ وَلَا يُضَارَّ كَاتِبٌ وَلَا شَهِيدٌ وَإِن تَفْعَلُوا فَإِنَّهُ فُسُوقٌ بِكُمْ وَاتَّقُوا اللَّهَ

وَيُعَلِّمُكُمُ اللّٰهُ وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ف اے ایمان والو جب وقت معاملہ کرو ادھار
کے کسی وعدہ مقرر تک تو اسکو لکھو اور چاہیئے لکھ دے تمھارے درمیان کوئی
لکھنے والا انصاف سے اور نہ کنارہ کرے لکھنے والا اس سے کہ لکھ دیوے جیسا
سکھایا اسکو اللہ نے سو وہ لکھے اور بتا دے جسپر حق دینا ہی اور ڈرے اللہ سے
جو رب ہی اسکا اور نہ ناقص کرے اس مین سے کچھ پھر اگر جس شخص پر دینا آیا بے عقل
ہی یا ضعیف ہی یا آپ نہین بتا سکتا تو بتا دے اسکا اختیار والا انصاف سے اور
شاہد کرو دو شاہد اپنے مردونمین سے پھر اگر نہون دو مرد تو ایک مرد اور دو عورتین
جنکو پسند رکھتے ہو شاہدونمین کہ بھول جاوے ایک عورت تو یاد دلاوے اسکو وہ
دوسری اور کنارہ نکرین شاہد جسوقت بلائے جاوین اور کاہلی نکرو اسکے لکھنے سے
چھوٹا ہو یا بڑا اسکے وعدہ تک اس مین خوب انصاف ہی اللہ کے ہان اور درست
رہتی ہی گواہی اور لگتا ہی کہ تمکو شبہہ نہ پڑے مگر ایسا کہ سودا ہو روبرو کا پھیر بدل
کرتے ہو آپسمین تو گناہ نہین تمپر کہ نہ لکھو اسکو اور شاہد کرو جب سودا کرو اور نقصان
نکرے لکھنے والا نہ شاہد اور اگر ایسا کرو تو یہ گناہ کی بات ہی تمھارے اندر اور ڈرتے
رہو اللہ سے اور اللہ تمکو سکھاتا ہی اور اللہ سب چیز سے واقف ہی ف تفسیر
احمدیہ مین ہی کہ یہ آیۃ ظاہر مین اگرچہ عام ہی ہر دین کو بیع ہو یا ثمن پر ابن عباس سے ہی
کہ سلم مراد ہی ف صاحب مدارک نے کہا ہی کہ اجل مسمی دلیل ہی کہ سلم مین اجل
شرط ہی پر تامل سے معلوم ہوتا ہی کہ اجل کی شرطیہ پر دلیل نہین ہوسکتی کیونکہ آیۃ
سے مفہوم ہی کہ کتابت دین مؤجل مین شرط ہی اس سے نہ بوجھا گیا کہ سلم بدون
اجل کے روا نہین اس سے صاحب ہدایہ نے اجل کی شرطیہ پر حدیث سے دلیل
پکڑی ہی نہ اس آیہ سے اور جمہور مفسرون نے کہا ہی کہ فاکتبوہ کا امر ندب کے لئے
ہی نہ وجوب کے لئے اور ولیکتب بینکم کاتب بالعدل سے معلوم ہوا کہ کاتب لکھنے

بین کمی اور بیشی نکرے اور اس سے دلیل ہی کہ کاتب فقہیہ اور شرایط کا عالم ہو تو
لکھا ہوا اُسکا شرع مین درست آوے یہ امر ہی معاملہ دارونکو کہ سواے فقہیہ متدین
کے اور سے نلکھاوین یا یہ کہ کاتب وہی لکھے جو دونو مین متفق علیہ ہی اور دوسرا
یاب کاتب سے بعضون نے کہا ہی کہ فرض کفایہ مراد ہی آور بعضون نے کہا
ہی کہ فرض عین ہی بشرط فراغت کاتب کے آور بعضون نے کہا کہ پہلے فرض
تھا پھر ولا یضار کاتب ولا شہید سے منسوخ ہوا آور بعضون نے کہا کہ امر
ندب کے لیے ہی آور ولیملل الذی علیہ الحق سے معلوم ہوا کہ کاتب کو غیر ہو
متعاقدین کے پر بیان کرنا جسپر حق دینا ہی یعنے مدیون علیہ کہ بیع سلم مین مثلاً بالع
ہی اسکو چاہیئے آور معلوم ہوا کہ جو مدیون علیہ سفیہ یعنے ناقص العقل یا ضعیف
یعنے لڑکا یا شیخ فانی ہو یا الکنت سے یا لغت کے نہ دانی سے بیان کی طاقت نہو
تو ولی اسکا بیان کرے اور فرجل وامرتان سے معلوم ہوا کہ دو عورتین ایک
مرد کے قائم مقام مطلقا نہین ہوتین اس سے چار عورتونکا دو مردون کے
قائم مقام ہونا درست نہین بلکہ فقط عورتونکی گواہی بغیر مردون کے روا نہین
ہی مگر جس مقدمہ مین کہ مردونکو اطلاع نہو جیسی ولادت یا بکارت یا عورتون کے
عیب کہ یہان ایک عورت کی بھی گواہی ہمارے نزدیک درست ہی آور
شافعی کے نزدیک ان معاملات مین چار عورتونکی گواہی چاہیئے اور ومن
رجالکم سے معلوم ہوا کہ مسلمانونکی شہادتمین اسلام شرط ہی کیونکہ خطاب
ہی اہل اسلام سے اور ممن ترضون سے بوجھا گیا کہ شہود کی عدالت شرط ہی
کیونکہ جو عادل ہی وہی پسندیدہ ہی آور جیسی یہہ ہی کہ من رجالکم سے
یہ مراد ہی کہ حر اور بالغ ہو اس سے معلوم ہوا کہ حریت اور بلوغ بھی شہادتمین
شرط ہی آور ولا یاب الشہداء کے دو معنے ہین ایک یہ کہ کنارہ نکرین گواہی

دیے مین گواہ ہونیکے بعد جسوقت بلاے جاوین قاضی پاس اس صورت
مین امر وجوب کے لئے ہی دوسری یہ کہ کنارہ نکرین جب بلاے جاوین
گواہ ہونیکو اس صورت مین امر ندب کے لئے ہی یا منسوخ ہی ولا یضار
کاتب ولا شہید سے اور ولا تسأموا ان تکتبوہ صغیرا او کبیرا کی دو توجیہ
مین ایک یہ کہ تسأم سے مراد ملال ہی اور ضمیر دین یا حق کیطرف راجع ہی
اسمین دلیل ہی کہ کپڑون مین سلم درست ہی گز کی ناپ مین چہوٹا بڑا ہوتا ہی نہ پیمانہ
اور تولمین دین یا حق مین اطلاق صغیر اور کبیر یا قلیل اور کثیر کا مسلم فیہ کے
جہت سے ہی اور کتابت سے غرض یہ ہی کہ دونو متعاقدون کا نام اور راس
المال اور مسلم فیہ کا مقدار اور جنس اور نوع اور صفت اور قدر اور مکان
مسلم فیہ کا لکہا جاوے اور صغیرہ اور کبیرہ کا اطلاق درعی مین ہی اور قلیل
اور کثیر کا اطلاق غیر درعی مین اور اِلَّآ اَنْ تَكُوْنَ تِجَارَةً حَاضِرَةً تُدِيْرُوْنَهَا
بَيْنَكُمْ مین استثنا ہی امر بالکتابہ سے تجارۃ حاضرۃ سے بیع عام مراد ہی سلم
ہو یا غیر اسکے اور تدیرونہا کے قید سے وہ بیع نکل گئی کہ جس مین ثمن یا بیع سو جلد
ہو یا مجلس مین حاضر نہو یا غیر مقبوض ہو اور جو بیع کہ اسمین دونو بدل مقبوض
ہون باقی رہے حاصل یہ کہ جب مجلس مین حاضر ہون تو کتابت نہونیکی رخصت
ہی ف اور ولیہ بالعدل سے دلیل ہی اسپر کہ ذمی اور فاسق کو ولی ہونا
روا نہین پر غلام اور عورتکا ہونا درست ہی کیونکہ عدالت کے سوا اور شرط
نہین ہی اور من رجالکم کے عموم سے دلیل پکڑی ہی کہ بعضون نے غلام
اور لڑکے اور اندہے اور گونگے اور ابلہ ہوا اور ولد الزنا اور قاری با الالحان
اور شطرنج کہیلنے والے اور شاعر اور مجنون اور مٹی کہانیوالے اور صراف
اور گدہونکا کرایہ لینے والے اور داڑہی مونڈانے والے اور کہڑے پیشاب

کرنے والے کی اور اصول کی فروع پر اور برعکس اور زوج کی زوجہ پر اور برعکس کی
گواہی درست ہی اور جسنے سبکو یا بعض کو رد کیا ہی وہ کہتا ہی کہ یہ ان مین سے
تہمین ہین کہ پسندیدہ ہین اور ممن ترضون سے معلوم ہوا کہ مجہول الحال کی گواہی
سچا جیئے اور رضا کمون کے رائے پر امر مفوض ہی اور احکام شرعیہ مین اجتہاد جائز ہی
اور ذوی عدل منکم سے دلیل ہی کہ تزکیہ ضرور چاہیے جسنے کہا کہ وہ عادل
اور مرضی ہون دونون مین ایک کا ذکر کافی نہین اور جو کافی جانتے ہین وہ کہتے
ہین کہ ان دونو لفظونکو علیحدہ علیحدہ فرمایا جمع نہین کیا اس سے معلوم ہوا کہ
ایک دوسرے کا فی ہی واذا ما دعوا سے دلیل ہی کہ غلام کو شہادت مین دخل
نہین کیونکہ بلانیکے وقت بحکم مالک کے جا نہین سکتا قولہ تعالے وان کنتم
علیٰ سفرٍ ولم تجدوا کاتبًا فرھانٌ مقبوضۃٌ فان امن بعضکم بعضًا فلیؤد
الذی اؤتمن امانتہ ولیتق اللہ ربہ ولا تکتموا الشھادۃ ومن یکتمھا
فانہ اٰثمٌ قلبہ واللہ بما تعملون علیمٌ ف ت اگر تم سفر مین ہو اور نپاؤ
لکھنے والا تو گروہا تھہ مین رکھنے پھر اگر اعتبار کرے ایک دوسریکا تو چاہیے پورا کرے
جسپر اعتبار کیا اپنے اعتبار کو اور ڈرتا رہے اللہ سے جو رب ہی اسکا اور نہ چھپاؤ گواہی
کو اور جو کوئی وہ چھپاوے تو گنہگار ہی دل اسکا اور اللہ تمھارے کام سے
واقف ہی ف تفسیر احمدی مین ہی کہ جب سفر مین گمان تھا کاتب اور شاہد نہ
ملنے کا دائن کو حکم کیا کہ حفظ مال کے لئے مدیون علیہ سے کچھ چیز گرو کر لین کہ
رہن بھی وثیقہ ہی کتابت اور گواہی کے بجائے نہ یہ کہ سفر شرط ہی رہن کے
جواز کا جیسے مجاہد اور ضحاک نے گمان کیا ف اور ولا تکتموا الشھادۃ
سے معلوم ہوا کہ گواہی چھپانا گناہ کبیرہ ہی اور آیہ مداینہ کی دال ہی کہ مالکی
حفاظت واجب ہی اور ضایع کرنا اسکا منع

كتاب الكفالة

قوله تعالیٰ قَالُوا نَفْقِدُ صُوَاعَ الْمَلِكِ وَلِمَنْ جَاءَ بِهِ حِمْلُ بَعِيرٍ وَأَنَا بِهِ زَعِيمٌ ف بولے ہم نہین پاتے پادشاہ کا ماپ اور جو کوئی وہ لاوے اسکو ایک بوجھ اونٹ کا اور مین اسکا ضامن ف تفسیر احمدیہ مین ہے کہ جب یوسفؑ کے بھائی آئے اور ارادہ وطن کا کیا حضرت یوسفؑ کے خادمون نے اُنکے بھائی کے کجاوے مین پیمانہ ڈال دیا جب یہ سب مصر سے نکلے تب پکارنے والے نے پکارا اور کہا جو کوئی لاوے ماپ پادشاہ کا اُسکو ایک بوجھ اونٹ کا ہے اور مین اسکا زعیم یعنے کفیل ہون اسمین پکارنیوالا حمل بعیر کا ضامن ہوا اور اسکو شرط پر معلق فرمایا اس سے معلوم ہوا کہ کفالت کو شرط معلق کرنا اور لفظ زعیم سے اُسکا منعقد ہونا درست ہے

كتاب الشهادة

قوله تعالیٰ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُونُوا قَوَّامِينَ بِالْقِسْطِ شُهَدَاءَ لِلَّهِ وَلَوْ عَلَىٰ أَنْفُسِكُمْ أَوِ الْوَالِدَيْنِ وَالْأَقْرَبِينَ إِنْ يَكُنْ غَنِيًّا أَوْ فَقِيرًا فَاللَّهُ أَوْلَىٰ بِهِمَا فَلَا تَتَّبِعُوا الْهَوَىٰ أَنْ تَعْدِلُوا ف اے ایمان والو قائم رہو انصاف پر گواہی دو اللہ کیطرف اگرچہ نقصان ہو اپنا یا ماں باپ کا یا قرابت والون کا اگر کوئی محظوظ ہے یا محتاج ہے تو اللہ انکا خیرخواہ ہے تم سے زیادہ سو تم جی کی چاؤ نہ مانو اس بات مین کہ برابر سمجھو ف موضح القرآن مین ہے کہ یعنے گواہی مین محظوظ کا خاطر نکرو اور محتاج پر ترس نکھاؤ اور قرابت ندیکھو حق ہو سو کہو اور اگر سچ کہا پر ملی زبان سے کہ سننے کو شبہہ پڑا یا تمام قصہ نکہا کچھہ بات کام کی رکھ لے یہ بھی گناہ مین داخل ہے ف اور تفسیر احمدیہ مین ہے کہ آیہ سے دلیل ہے کہ اقرار مشروع ہے اور والدین اور اقربین کے ضرر پر شہادت دینی درست ہے

نفع پر ولادت کے رشتہ مین نہین درست ہی جیسی باپ کی گواہی بیٹے پر
یا بالعکس اور غیر ولادت مین روا ہی جیسے بھائی کی گواہی بھائی پر اور شہداء
للہ سے معلوم ہوا کہ گواہی خالص ہو اللہ کے لئے ریا اور سمعہ یا اپنے ذات
کے نفع کے لئے نہو اس سے دلیل ہی کہ شریک کی گواہی شرکت کے مال
مین یا اجیر کے مستاجر کے لئے یا شاگرد کی استاد کے لئے یا مثل اسکے نہین
روا ہی ف قولہ تعالے وَلَا يَمْلِكُ الَّذِينَ يَدْعُونَ مِنْ دُونِهِ
الشَّفَاعَةَ إِلَّا مَنْ شَهِدَ بِالْحَقِّ وَهُمْ يَعْلَمُونَ ۝ ت اور اختیار نہین رکھتے
جنکو یہ پکارتے ہین سفارش کا مگر جسنے گواہی دی سچی اور انکو خبر تھی ف تفسیر
احمدی مین ہی کہ آیہ مین دلیل ہی کہ شہادت کے لئے علم شرط ہی نہ اشتہاد ف
قولہ تعالے وَأَشْهِدُوا ذَوَيْ عَدْلٍ مِنْكُمْ وَأَقِيمُوا الشَّهَادَةَ لِلّٰهِ
ت اور گواہ کرلو دو معتبر اپنے مین کے اور سیدھی کہو گواہی اللہ کے واسطے
ف تفسیر احمدی مین ہی قتادہ سے کہ دو گواہ احرار مین سے لو طلاق کی رجعت
پر اس صورت مین امر ندب کے لئے ہی اور شافعی سے روایت ہی کہ رجعت مین
واجب ہی اور مالک کا بھی یہ مذہب ہی اور اکلیل مین ہی کہ ظاہر آیہ سے
دلیل ہی کہ رجعت مین گواہ واجب ہی اور جب رجعت مین واجب ہوا تو نکاح مین
بطریق اولی واجب ہی اور معلوم ہوا کہ طلاق مین اور نکاح مین سوائے محصن
مرد ونکے اور عادل کے اور کی گواہی قبول نہین ہی قولہ تعالے يَا أَيُّهَا
الَّذِينَ آمَنُوا شَهَادَةُ بَيْنِكُمْ إِذَا حَضَرَ أَحَدَكُمُ الْمَوْتُ حِينَ الْوَصِيَّةِ
اثْنَانِ ذَوَا عَدْلٍ مِنْكُمْ أَوْ آخَرَانِ مِنْ غَيْرِكُمْ إِنْ أَنْتُمْ ضَرَبْتُمْ فِي الْأَرْضِ
فَأَصَابَتْكُمْ مُصِيبَةُ الْمَوْتِ تَحْبِسُونَهُمَا مِنْ بَعْدِ الصَّلٰوةِ فَيُقْسِمَانِ
بِاللّٰهِ إِنِ ارْتَبْتُمْ لَا نَشْتَرِي بِهِ ثَمَنًا وَلَوْ كَانَ ذَا قُرْبٰى وَلَا نَكْتُمُ شَهَادَةَ

اللّٰہِ إِنَّآ إِذًا لَّمِنَ الْاٰثِمِيْنَ فَإِنْ عُثِرَ عَلٰٓى أَنَّهُمَا اسْتَحَقَّآ إِثْمًا فَاٰخَرَانِ يَقُوْمَانِ
مَقَامَهُمَا مِنَ الَّذِيْنَ اسْتَحَقَّ عَلَيْهِمُ الْأَوْلَيٰنِ فَيُقْسِمٰنِ بِاللّٰہِ لَشَهَادَتُنَآ
أَحَقُّ مِنْ شَهَادَتِهِمَا وَمَا اعْتَدَيْنَآ إِنَّآ إِذًا لَّمِنَ الظّٰلِمِيْنَ ذٰلِكَ أَدْنٰٓى أَنْ
يَّأْتُوْا بِالشَّهَادَةِ عَلٰى وَجْهِهَآ أَوْ يَخَافُوْٓا أَنْ تُرَدَّ أَيْمَانٌ بَعْدَ أَيْمَانِهِمْ
وَاتَّقُوا اللّٰہَ وَاسْمَعُوْا وَاللّٰہُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ ف اے

ایمان والو گواہ تمھارے اندر جب پہنچے کسیکو تم مین موت جب لگے وصیت
کرنے دو شخص معتبر چاہئین تم مین سے یا دو اور ہون تمھارے سوا اگر تم
نے سفر کیا ہو ملک مین پھر پہنچے تمپر مصیبت موت کی دونوکو کھڑا کرو بعد نماز
کے وہ قسم کھاوین اللہ کی اگر تمکو شبہہ پڑے کہین ہم نہین بیچتے قسم مال
پر اگرچہ کسیکو قرابت ہو ہم سے اور ہم نہین چھپاتے اللہ کی گواہی نہین تو
ہم گنہگار ہین پھر اگر خبر ہو جاوے کہ وہ دونو حق دبا گئی گناہ سے تو دو
اور کھڑے ہون انکی جاگہہ کہ جنکا حق دبایا ہے اُن مین جو بہت نزدیک ہین
پھر قسم کھاوین اللہ کی کہ ہماری گواہی تحقیق ہے انکی گواہی سے اور ہم
نے زیادہ نہین کہا نہین تو ہم بے انصاف ہین اسمین لگتا ہے کہ
شہادت ادا کرین راہ پر یا ڈرین کہ الٹی پڑے گی قسم ہماری اُنکے قسم
کے بعد اور ڈرتے رہو اللہ سے اور سن رکھو اور اللہ نہین راہ دیتا
بیحکم لوگونکو ف موضح القرآن مین ہے کہ جو مسلمان مرتے وقت کسیکو
اپنے مال کا کام حوالے کرے تو بہتر ہے کہ دو مسلمان معتبر گواہ کرے پھر
اگر وارثون کو شبہہ پڑے کہ ان شخصون نے کچھہ مال چھپایا اور وارث
دعوی کرین اور شاہد نہین تو وہ شخص قسم کھاوین کہ ہم نے نہین چھپایا اگر
سفر مین لگا مرنے وہان مسلمان پیدا نہووے تو کافر بھی روا ہین اور

قسم دیں بعد نماز عصر کے اسوقت کی دعا نیک اور بد زیادہ قبول ہے
شاید ڈر کر جھوٹھی قسم نکھاوین پھر اگر انکی بات جھوٹھ نکلی تو وارث قسم
کھاوین یہ اسواسطے کہ وہ قسم ہیں دغا نکریں جانیں کہ آخر ہماری
قسم الٹی پڑیگی **فائدہ** اس جگہ شہادت فرمایا اظہار کو مدعی اظہار
کرے یا مدعا علیہ جیسے اقرار کو کہتے ہیں اپنی جان پر شہادت دے
ف ۲ تفسیر احمدی میں ہے کہ آیتوں سے دلیل ہے کہ منکر پر قسم چاہیے
لفظ اللہ سے موکد اور مغلظ چاہیے اور زاہدی سے ہے کہ آیہ میں
دلیل ہے کہ شاہد سے قسم لیجاوے یہ حضرت علی رض کا ہے پر ہمارے نزدیک
منسوخ ہے خلاصہ یہ کہ شہادت سے اگر حلف مراد ہے تو بہتر ہے اور
اگر معنے حقیقی مراد ہیں تو منکم سے اقارب اور من غیرکم سے اجانب
اگر مراد ہیں تو ظاہر ہے اور اگر منکم سے اہل ملت اور من غیرکم
سے ذمی مراد ہے تو منسوخ ہے اور فیقسمان باللہ سے اگر وصی
کی قسم مراد ہے تو منسوخ نہیں اور اگر گواہوں کی قسم مراد ہے جیسا کہ امام
بزدوی کی رائے ہے تو منسوخ ہے اور ذلك ادنى ان ياتوا الآية
کا یہ مطلب ہے کہ گواہ کی یا وصی کی قسم اس لئے ہے کہ گواہی وجہ حق
سے دین خاص خدا کے لئے یا اس خوف سے کہ جو جھوٹھے ہونگے تو مدعی
پر قسم ہوگی اس سے بعضوں نے دلیل پکڑی کہ مدعی پر قسم رد ہوتی ہے
جیسا کہ شافعی کا مذہب ہے ہم کہتے ہیں کہ یہاں رد ہونا قسم کا مدعی پر
اس وجہ سے ہے کہ جب وارثوں نے نصرانیوں پر خیانت کا دعوے
کیا مدعی تھے اور نصرانیوں نے قسم کھائی پھر جب جھوٹھے ہوئے
خرید کا دعوے کیا تو وارثوں نے انکار کی اس صورت میں وارث

مدعا علیہ ہوے اور منکر اور مدعی علیہ منکر پر قسم ہی **کتاب الدعوی**

قولہ تعالی وَاٰتَیْنَاہُ الْحِکْمَۃَ وَفَصْلَ الْخِطَابِ **ت** دی اسکو تدبیر اور فیصلہ بات کا **ف** اکلیل مین ہی قتادہ سے کہ فصل الخطاب سے یہ مراد ہی کہ مدعی کے دو گواہ ہون یا مدعا علیہ پر سوگند

کتاب الصلح

قولہ تعالی وَالصُّلْحُ خَیْرٌ **ت** اور صلح خوب چیز ہی **ف** یہ آیہ عام ہی ہر صلح کے لئے خواہ صلح مع الاقرار ہو خواہ مع السکوت یا مع الانکار اور شافعی کے نزدیک صلح مع السکوت والانکار روا نہین اور عموم آیہ سے دلیل کرتا ہی وہ کہ انکار مجہول پر صلح جائز جانتا ہی الیسا تفسیر احمدی اور اکلیل مین

کتاب الاجارۃ

قولہ تعالی قَالَتْ اِحْدٰھُمَا یٰاَبَتِ اسْتَاْجِرْہُ **ت** بولی ان دو مین سے ایک اے باپ اسکو نوکر رکھ لے **ف** اکلیل مین ہی کہ اس آیہ سے مشروعیت اجارہ کی معلوم ہوئی

کتاب الوکالت

قولہ تعالی فَابْعَثُوْا اَحَدَکُمْ بِوَرِقِکُمْ ھٰذِہٖ اِلَی الْمَدِیْنَۃِ **ت** اب بھیجو اپنے مین سے ایک یہ روپا لیکر اپنا اس شہر کو **ف** یہ آیہ اصل ہی وکالت اور نیابت کے مشروعیت پر ایسی ہی ہی تفسیر احمدی اور اکلیل مین

کتاب المکاتب

قولہ تعالی وَالَّذِیْنَ یَبْتَغُوْنَ الْکِتَابَ مِمَّا مَلَکَتْ اَیْمَانُکُمْ فَکَاتِبُوْھُمْ اِنْ عَلِمْتُمْ فِیْھِمْ خَیْرًا وَّاٰتُوْھُمْ مِّنْ مَّالِ اللّٰہِ الَّذِیْٓ اٰتٰکُمْ **ت** جو لوگ چاہین لکھا تمہارے ہاتھ کے مال مین تو انکو لکھا دو اگر سمجھو ان مین کچھ نیکی اور دو انکو اللہ کے مال سے جو تم کو دیا ہی **ف** موضح القرآن مین ہی

کہ جسکا غلام یا لونڈی کہے کہ مین اتنی مدت مین اتنا تجھکو کما دون تو مجھکو آزاد کر یہ
اقرار لکھوالین اسکو کتابت کہتے ہین جو اسمین نیکی دیکھے تو لکھ دے نیکی یہ کہ
آزاد ہوکر قید سے چھوٹکر چوری یا بدکاری نکریگا اور دولتمندونکو فرمایا کہ ایسے
غلام یا لونڈیکو مال سے مدد کرو تا آزاد ہوین خواہ مال زکوۃ سے خواہ خیرات
سے ف کتاب الاکراہ قولہ تعالے مَنْ کَفَرَ بِاللّٰہِ
مِنْ بَعْدِ اِیْمَانِہٖٓ اِلَّا مَنْ اُکْرِہَ وَقَلْبُہٗ مُطْمَئِنٌّۢ بِالْاِیْمَانِ وَلٰکِنْ مَّنْ شَرَحَ
بِالْکُفْرِ صَدْرًا فَعَلَیْہِمْ غَضَبٌ مِّنَ اللّٰہِ وَلَہُمْ عَذَابٌ عَظِیْمٌ ت
جو کوئی منکر ہوا اللہ سے یقین لائے پیچھے مگر وہ نہین جسپر زبردستی کی اور
اسکا دل برقرار ہے ایمان پر لیکن جو کوئی دل کہول کر منکر ہوا سو اُنپر غضب
ہے اللہ کا اور انکو بڑی مار ہے ف تفسیر احمدیہ مین ہے کہ آیۃ مین دلیل ہے
کہ زبردستی کے وقت کلمہ کفر کا زبانپر جاری کرنا بشرطیکہ دل ایمان پر برقرار
ہے تو رخصت ہے اور عزیمت یہ ہے کہ اسپر صبر کرے اور کفر کا کلمہ نکہے
تو شہید ہو اور دلیل ہے کہ جو دل مین ایمان نہو اور کفر کا کلمہ زبان سے
کہے تو کافر ہو گیا یا بغیر اکراہ کے کلمہ کفر کا کہا تب بھی کافر ہوا اور دلیل ہے
کہ ایمان تصدیق اور اقرار کا نام ہے پر تصدیق سقوط کی محتمل نہین اور اقرار
محتمل ہے ف کتاب الحجر قولہ تعالے وَلَا تُؤْتُوا
السُّفَہَآءَ اَمْوَالَکُمُ الَّتِیْ جَعَلَ اللّٰہُ لَکُمْ قِیٰمًا وَّارْزُقُوْہُمْ فِیْہَا وَاکْسُوْہُمْ
وَقُوْلُوْا لَہُمْ قَوْلًا مَّعْرُوْفًا ت اور مت پکڑا دو بے عقلونکو اپنی
مال جو بنائی اللہ نے تمہاری گذران اور انکو اسمین کھلاؤ اور پہناؤ اور
کہو ان سے بات معقول ف موضح القرآن مین ہے کہ لڑکا بے عقل ہے
اُسکا مال اسکے ہاتھ نہ دو اُسکا خرچ اسمین چلاؤ جب بالغ ہوا اور عقل پیدا

کرے تب مال حوالے کرو لیکن بات معقول کہو یعنے تسلی کرو کہ مال تیرا ہے
ہمارا نہین ہم تیری خیرخواہی کرتے ہین اور تفسیر احمدی مین ہے کہ آیۃ سے مفہوم
ہوا کہ سفیہ کو جو عاقل بالغ ہو اُسکے مال کو اسکو دینا روا نہین ہے اسپر اتفاق
ہے امام اعظم اور صاحبین کا پر حجر یعنے تصرف قولی کے منع ہونے مین اختلاف ہے
امام صاحب نے صغیر اور غلام مجنون پر فقط حجر جائز کہا ہے اور صاحبین نے
بالغ سفیہ پر بھی **ف قوله تعالی** وَابْتَلُوا الْيَتَامَىٰ حَتَّىٰ إِذَا بَلَغُوا النِّكَاحَ
فَإِنْ آنَسْتُم مِّنْهُمْ رُشْدًا فَادْفَعُوا إِلَيْهِمْ أَمْوَالَهُمْ وَلَا تَأْكُلُوهَا إِسْرَافًا
وَبِدَارًا أَن يَكْبَرُوا وَمَن كَانَ غَنِيًّا فَلْيَسْتَعْفِفْ وَمَن كَانَ فَقِيرًا فَلْيَأْكُلْ
بِالْمَعْرُوفِ فَإِذَا دَفَعْتُمْ إِلَيْهِمْ أَمْوَالَهُمْ فَأَشْهِدُوا عَلَيْهِمْ وَكَفَىٰ بِاللَّهِ
حَسِيبًا **ف** اور سدھاتے رہو یتیمونکو جب تک پہنچین نکاح کی عمر کو پھر اگر دیکھو
اُنمین ہوشیاری تو حوالے کرو اُنکے مال اور کھا نجاؤ انکو اُڑاکر اور گھبرا کر کہ یہ بڑے
نہ ہوجاوین اور جو کوئی محظوظ ہے تو چاہیے بچتا رہے اور جو کوئی محتاج ہے تو کھاوے
موافق دستور کے پھر جب انکو حوالے کرو اُنکے مال تو شاہد کر لو اُسپر اور اللہ بس
ہے حساب سمجھنے والا **ف** موضح القرآن مین ہے کہ یتیم کا مال اپنے خرچ مین نہ لاوے
مگر اُسکا رکھنے والا محتاج ہو تو خدمت کے موافق درماہہ لیوے اور جس وقت
باپ مرے تو پنچایت کے روبرو یتیم کا مال امانتدار کو سونپ دین جب
یتیم بالغ ہو تو اُسکے موافق حوالے کرے جو خرچ ہوا وہ سمجھا دے اور اسوقت
بھی شاہدون کو دکھا دے اور تفسیر احمدیہ مین ہے کہ اس آیہ مین تین باتین مذکور
ہین ایک ابتلا دوسری بلوغ تیسری ایناس رشد یعنے دیکھنا ہوشیاری کا تا
ابو حنیفہ کہتے ہین کہ جب بالغ ہو اور ہوشیاری اُسمین دیکھین مال حوالے
کرین اور جو نہ دیکھین تو پچیس برس تک انتظار کرین بعد اُسکے حوالے کرین خوا

ہوشیاری دیکھین خواہ نہ دیکھین کیونکہ جوانی کرنا محض ادب سیکھنے کے لئے تھا پھر ظاہر اس مدت کے بعد ادب نہین سیکھ سکتا کیونکہ پچیس برس مین آدمی جد ہوتا ہی اسطرح پر کہ اقل مدت بلوغ کی بارہ برس ہین اور اقل مدت حمل کی چھہ مہینے اس مدت مین باپ ہو سکتا ہی پھر اسی مدتکو دونی کرین تو جد ہوتا ہی بعد اسکے مال کے روکنے مین کچھ فائدہ نہین اور رشدًا کی تنوین تخصیص کے لئے ہی مراد اس سے رشد مخصوص ہی یعنے تصرف اور تجارت کا رشد یا تقلیل کے لئے ہی مراد اس سے ایک نوع رشد کی اسمین دلیل ہی ابو حنیفہ کی اسپر کہ پچیس برس کے بعد یتیمونکو مال حوالہ کیا جاوے کیونکہ اسقدر مدت قائم مقام ایک نوع رشد کی ہی اور حجت ہی ابو حنیفہ کی اسبات پر کہ جو فاسق اپنے مال کا مصلح ہو وہ مجبور نہین ہی فسق خواہ اصلی ہو خواہ طاری کیونکہ اسمین ایک نوع کا رشد یا رشد مخصوص پایا جاتا ہی بخلاف شافعی کے کہ وہ فاسق کو مجبور کہتے ہین تا اسکے فسق پر زجر ہو **فصل البلوغ قولہ تعالے وَاِذَا بَلَغَ الْاَطْفَالُ مِنْكُمُ الْحُلُمَ فَلْيَسْتَاْذِنُوْا** ف اور جب پہنچین لڑکے تم مین عقل کی حد کو تو اسنے پر وانگی لین **ف** تفسیر احمدی مین ہی کہ تخصیص احتلام کی بلوغ مین اسلئے ہی کہ احتلام پر بلوغ کا مدار زیادہ ہی اگرچہ سال پر بھی مدار ہی اور برس کی صورتمین اختلاف ہی ابو حنیفہ کہتے ہین کہ لڑکے کے لئے اٹھارہ برس اور لڑکیکو سترہ اور عامہ علما کے نزدیک دونون پندرہ برس ہین اور اقل مدت بلوغ کی لڑکے کو بارہ اور لڑکی کو نو برس **ف**

کتاب الغصب

قولہ تعالے ثُمَّ اَنْشَاْنَاهُ خَلْقًا اٰخَرَ ف پھر اٹھا کر کھڑا کیا اسکو ایک نئی صورتمین **ف** تفسیر احمدی مین ہی کہ ابو حنیفہ نے اس سے دلیل پکڑی ہی اسپر کہ جو کوئی کسیکا بیضہ غصب کرے پھر بیضہ سے بچہ ہووے اسکے پاس تو بیضہ کا ضمان

بیوے اور بچونکو نہ پھیرین کیونکہ بچے کی اور خلقت ہے بیضہ کے سوا

کتاب القسمہ

قولہ تعالے وَنَبِّئْهُمْ أَنَّ الْمَاءَ قِسْمَةٌ بَيْنَهُمْ كُلُّ شِرْبٍ مُّحْتَضَرٌ ت اور سنا دے انکو کہ پانی کا بانٹنا ہے انمین ہر باری پر پہنچتا ہے ف تفسیر احمدی مین ہے کہ اس آیت سے مہایات اور قسمت کا جائز ہونا معلوم ہوا اور کتب فقہ مین فرق ہے کہ قسمت عین مین ہوتی ہے اور مہایات منفعت مین مہایات کی صورت یہ کہ ایک چیز مین دو شریک منتفع ہون نوبت بنوبت جیسے ایکدن زید کو اور ایکدن عمرو کو اور قسمت کی یہ صورت ہے کہ شریک اپنا حصہ اُس چیز سے علیحدہ کرے

کتاب الذبایح

قولہ تعالے يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُلُوا مِن طَيِّبَاتِ مَا رَزَقْنَاكُمْ وَاشْكُرُوا لِلَّهِ إِن كُنتُمْ إِيَّاهُ تَعْبُدُونَ إِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ وَالدَّمَ وَلَحْمَ الْخِنزِيرِ وَمَا أُهِلَّ بِهِ لِغَيْرِ اللَّهِ فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَلَا عَادٍ فَلَا إِثْمَ عَلَيْهِ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ت اے ایمان والو کھاؤ ستھری چیزین جو تمکو روزی دی ہم نے اور شکر کرو اللہ کا اگر تم اسیکے بندے ہو یہی حرام کیا ہے تمپر مردہ اور لہو اور گوشت سور کا اور جس پر نام پکارا اللہ کے سوا کا پھر جو کوئی پھنسا ہو نہ بے حکمی کرتا ہے نہ زیادتی تو اسپر نہین گناہ اللہ بخشنے والا مہربان ہے ف میتہ اسکو کہتے ہین کہ جو حلال جانور بدون ذبح کے مرگیا ہو یا زندہ جانور سے عضو جدا ہوا ہو کیونکہ یہ بھی میتہ مین داخل ہے اور حرمت سے کھانے کا حرام ہونا مراد ہے کیونکہ بعد اکل طیبات کے حکم کی یہ آیۃ ارشاد ہوئی اس سے معلوم ہوا کہ جو چمڑے سے دباغت کرنے یا بالون سے یا شاخ یا ہڈی یا پٹھے یا سم سے نفع لین تو حرام نہین ہے اور امام مالک چمڑے سے انتفاع لینا باوجود دباغت کے

حرام جانتے ہین اور امام شافعی چمڑیکے سوا اور سے انتفاع حرام جانتے ہین اور حرمت
سے حرمت تصرف مطلقًا مراد لیتے ہین پر جو خاص ہے دلیل سے اسکا تصرف حلال ہے جیسے چرم
مدبوغ ہین اور خون سے خون مسفوح مراد ہے جس حیوان کا ہو پر دو مردہ یعنے مچھلی
اور ٹڈی اور دو خون یعنے تلی اور کلیجی حدیث سے حلال ہین اور سوا اسکے
حرام مطلق ہے اس سے انتفاع مطلقًا روا نہین مگر اسکے بال سے البتہ حرز کے لئے
نفع روا ہے اور گوشت کا ذکر اس مقام مین اس لئے ہے کہ مقصود بالاکل ہے اور
جو مضطر ہو اسکے لئے ان سبکے رخصت ہے ابو حنیفہ کے نزدیک اگرچہ سفر معصیت
مین ہو اسکے لئے رخصت ہے جیسی مسافر کو رمضان مین افطار کی رخصت ہے
اس لئے کہ غیر باغ سے یہ مراد ہے کہ بسبب لذت اور شہوت کے باغی نہو یا اسطرح پر
کہ آپ ہی کہا وے دوسری مضطر کو نہ دے یہان تلک کہ وہ دوسرا مر جاوے
اور ولا عاد سے یہ مراد ہے کہ مقدار حاجت سے نہ بڑہے اور شافعی اور
احمد کے نزدیک سفر معصیت مین نہین مباح اسلئے کہ غیر باغ سے یہ مراد ہے
کہ امام پر خروج نکرے اور غیر عاد سے یہ کہ عدوان نکرے یعنے قطع طریق وغیرہ
نکرے اور اضطرار بہوک کا یا پیاس کا اسطرح ہو کہ مرنے کا ڈر ہو اور صحیح
مذہب یہ ہے کہ تین دن پر موقوف نہین اور بعضون نے اسپر موقت کیا ہے
شافعی کا ایک قول یہ ہے اور ابو یوسف سے بہی روایت ہے کہ اضطرار مین
رخصت کہانیکی ہے پر اصل حرمت نہین جاتی جیسی کفر کی اکراہ پر اور غیر کے
مال کے کہانے پر اور جو صبر کرے اور نہ کہانیسے مر جاوے گنہگار نہوگا
کیونکہ فرمایا ان اللہ غفور رحیم اور مطلق مغفرت دلیل ہے قیام حرمت
پر اور اکثر حنفیہ کا یہ مذہب ہے کہ حرمت بہی جاتی رہتی ہے جو صبر کرے
اور نکہانیسے مر جاوے گنہگار رہے کیونکہ اور مقام مین فرمایا وقد فصل لکم

مبا[illegible]

ما حرم علیکم الا ما اضطررتم الیہ یہان اضطرار کو استثنا کیا اور کلام مقید بہ
استثنا مین ورے مستثنی کے مراد ہوتی ہی یعنے حرمت اختیار مین ثابت ہی نہ
اضطرار مین اور ان اللہ غفور رحیم مین جو اطلاق ہی مغفرتکا اس لئے ہی کہ
جو مخمصہ مین مبتلا ہوتا ہی اسکو رعایت قدر حاجت کے دشوار ہوتی ہی شاید قدر
حاجت سے زیادہ کھاوے تو اللہ غفور رحیم ہی ایسی ہی ہی بزدویکے حواشی مین
ف اور وما اھل بہ لغیر اللہ کا بیان تفسیر احمدیسے نہ لکھا اسلئے کہ اسمین بیان
شافی نہین ہی اسکا بیان رئیس المفسرین والمحدثین تاج الفقہا والمتکلمین مولانا
شاہ عبد العزیز دہلوی کے کلام سے کہ اسکو عالم بیعدیل فاضل جلیل مرجع دین خاتم
البنیین مولانا و استاذنا محمد حسین قدس سرہ نے اپنی جواب استفتا مین نقل فرمایا تھا
لکھا جاتا ہی وہ یہ ہی کہ جو اگلے مفسرون نے مثل بیضاوی وغیرہ کے ما اھل بہ
لغیر اللہ کی معنے ما رفع الصوت بہ عند ذبحہ کہے ہین اسکی وجہ یہ ہی کہ نزول
آیہ کے زمانے مین مشرکونکی ایسی ہی عادت تہی وہ کفر مین راسخ تھے جب کوئی جانور
کسی کے نام پر ذبح کرتے تو ذبح کے وقت بھی اسکا نام لیتے بخلاف مسلمان مشرکون
کے کہ وہ کفر اور اسلام مین خلط کرتے ہین ظاہر مین گو ذبح کے وقت نام خدا کا لیتے
ہین پر مقصود اس سے تقرب بغیر خدا جانتے ہین اس مقدمہ مین جو عادت عربکے
مشرکونکی تھی وہ صریح کفر تھا اور جو عادت مسلمان مشرک کی ہی وہ فقط ظاہر مین
صورت اسلام کی ہی اور عربکے مشرکونکا اعتقاد یہ تھا کہ ذبح کا طریق ایسی ہی ہی
بغیر اللہ ہو یا للہ اور ایسی ہی اس زمانہ مین بھی عادت ہی کہ مشہور کرتے ہین کہ فلا
شخص سید احمد کبیر کے لئے گاے ذبح کرتا ہی چھری چلاتے وقت اللہ کا نام لیں
یا نہ لین اور ہدایہ مین ہی کہ جو اللہ کے ساتھہ اور کسی چیز کو ذکر کرین مثلاً ذبح کے
وقت کہے اللہم تقبل من فلان تو مکروہ ہی اسکی تین صورتین ہین ایک یہ کہ دوسریکا

ذکر موصول ہو بغیر معطوف مثلاً کہے بسم اللہ محمد الرسول اللہ تو یہ مکروہ ہے
کیونکہ شرکت پائی نہیں جاتی ورنہ حرام ہوتا چونکہ صورت قران ہے اس لیے
مکروہ ہے دوسری یہ کہ موصول ہو بعطف جیسی کہے بسم اللہ واسم فلان یا
کہے بسم اللہ و فلان یا کہے بسم اللہ و محمد رسول اللہ بکسر دال اس صورت
میں ذبیحہ حرام ہے تیسری یہ کہ صورت اور معنے میں مفصول ہو مثلاً قبل
تسمیہ کے یا قبل ذبح کے لٹانے اور بعد ذبح کے کہے اللھم تقبل من فلان؛
اس صورت میں روا ہے کیونکہ حضرت بعد ذبح کے فرماتے اللھم تقبلها عن
امتی محمد ممن تشهد لك بالوحدانیة ولی بالبلاغ اور شرط یہ ہے کہ ذکر
خالص مجرد ہو کیونکہ ابن مسعود نے کہا کہ مجرد لو نام اللہ کا یہ کلام صاحب
ہدایہ کا صریح ہے کہ جو قصد تقرب بغیر اللہ کا رکھے تو ذبیحہ حرام ہے خواہ بطریق
استقلال کے ہو یا بطریق شرکت کے ہاں جو یہ قصد نہوا اور خدا کا نام مجرد لے
تو اگر دوسرے کا ذکر موصول ہو بغیر عطف تو مکروہ ہے جیسے کہے بسم اللہ محمد
رسول اللہ اور جو موصول ہو بعطف تو حرام ہے اور مفصول ہو نہ مکروہ ہے نہ
حرام مثلاً کہے بسم اللہ پھر ٹھہر جاوے اور کہے محمد رسول اللہ بلا قصد
تقرب بغیر اللہ خلاصہ یہ کہ یہ کلام صاحب ہدایہ کا اس مسئلہ میں ہے کہ دوسرے
کے ذکر سے تقرب بغیر اللہ کا قصد نہوا اور ہمارا کلام اس مسئلہ میں ہے کہ تقرب
بغیر اللہ کا قصد ہو جس ذبیحہ میں یہ ہوا وہ حرام ہے اور جو تفریع تفسیر احمدیہ میں
ہے ہدایہ کے کلام پر کہ اولیاء اللہ کو جو گائے نذر کرتے ہیں وہ حلال طیب
ہے کیونکہ ذبح کے وقت اللہ کے غیر کا نام اسپر نہیں لیا جاتا ہے گو عوام نذر
کرتے ہیں سو معلوم ہوتا ہے کہ صاحب ہدایہ کے قول سے غفلت ہوئی کیونکہ
اسکا کلام یہ ہے کہ جو دوسرے کا ذکر مفصول ہو صورت اور معنے میں تو ذبیحہ

روا ہی اور بقرہ منذ ورہ مین انفصال معنوی نہین پایا جاتا ہی کیونکہ وہ نذر ہی اولیاء اللہ کی وقت ذبح تک اسکا انفصال نہین ہوتا اور قاعدہ فقہ کا ہی آخر عمل تک نیت باقی رہتی ہی یہان تک کلام خاتم المحدثین کا خلاصہ ہی

قولہ تعالے حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ وَالدَّمُ وَلَحْمُ الْخِنْزِيرِ وَمَا أُهِلَّ لِغَيْرِ اللَّهِ بِهِ وَالْمُنْخَنِقَةُ وَالْمَوْقُوذَةُ وَالْمُتَرَدِّيَةُ وَالنَّطِيحَةُ وَمَا أَكَلَ السَّبُعُ إِلَّا مَا ذَكَّيْتُمْ وَمَا ذُبِحَ عَلَى النُّصُبِ وَأَنْ تَسْتَقْسِمُوا بِالْأَزْلَامِ ذَٰلِكُمْ فِسْقٌ ۗ الْيَوْمَ يَئِسَ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ دِينِكُمْ فَلَا تَخْشَوْهُمْ وَاخْشَوْنِ ۚ الْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَأَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي وَرَضِيتُ لَكُمُ الْإِسْلَامَ دِينًا

ف حرام ہوا تم پر مردہ اور لوہو اور گوشت سور کا اور جس چیز پر نام پکارا اللہ کے سواے کا اور جو مر گیا گھٹ کر یا چوٹ سے یا گر کر سینگ مار سے اور جسکو کھایا پھاڑنیوالے نے مگر جو تم نے ذبح کر لیا اور جو ذبح ہو کسی تھان پر اور یہ کہ بانٹا کرو پانسے ڈال کر یہ گناہ کا کام ہی آج نا امید ہوئے کافر تمھارے دین سے سو انسے مت ڈرو اور مجھسے ڈرو آج مین پورا دے چکا تمکو دین تمھارا اور پورا کیا مین نے تم پر احسان اپنا اور پسند کیا مین نے تمھارے واسطے دین مسلمانی

ف موضح القرآن مین ہی کہ مواشی مین سے یہ چیزین حرام فرمادین سور اور ہر چیز کا لوہو اور آپسے مر گیا یا کسیطرح بغیر ذبح کے اور جو خدا کے سوا کے نام پر ذبح کیا یا جو کسی مکان تعظیم پر ذبح کیا سواے خانہ خدا کے اور بانٹا کرنا پانسون سے یہ کافرونکا ایک جوا تھا کہ شرط بدکر ایک جانور دس شخص نے خریدا اور ذبح کیا اور دس پانسے تھے کسی پر لکھا تھا آدھا کسی پر پاؤ کم زیادہ کوئی خالی پھر بانٹنے لگے تو ہر ایک کے نام پر جو پانسا آیا وہی حصہ اسکو ملا یا خالی نکل گیا شرط بدلی تمام حرام ہی یہ بھی اسمین داخل ہی

فائدہ اور تفسیر احمدی مین ہی کہ اس آیہ مین گیارہ چیزونکا بیان ہی پہلے چار ونکا بیان سورہ بقر کے تفسیر مین ہو چکا اب سات

کا بیان یہ ہی کہ منخنقۃ وہ ہی جو گلا گھونٹنے سے مرجاوے اور موقوذۃ وہ کہ لکڑی یا پتھر کے چوٹ سے مرجاوے اس سے معلوم ہوا کہ لوہا جو قائم مقام اسکے ہی ذبح میں شرط ہی اور متردیہ وہ کہ اوپر سے گرے یا کوئے مین گرکر مرجاوے اور نطیحہ وہ کہ جانور کے سینگ کے چوٹ سے مرجاوے اور ما اکل السبع وہ مراد ہی کہ ایک جانور کو کسی درندہ نے کچھہ کھا لیا پھر وہ جانور مرگیا اس سے بوجھا گیا کہ جو شکاری جانور شکار کے اعضا کو کھا لیوے وہ حلال نہین ہی اور الا ما ذکیتم مین جو استثنا ہی وہ انہین پانچون کیطرف راجع ہی مدعا یہ کہ سب یہ کسی حال مین حلال نہین مگر جو زندہ ملین اور ذبح ہون تو البتہ حلال ہین اور بعضون نے کہا ہی کہ استثنا فقط و ما اکل السبع کیطرف راجع ہی اس صورت مین نطیحہ وغیرہ مردہ کیطرح ہر حال مین حرام ہین ذبح سے بھی حلال نہین ہی پر حق وہی ہی جو ہم نے کہا ہی اور اسیطرف اشارہ ہی صاحب ہدایہ کا بھی اور و ما ذبح علی النصب محرمات پر معطوف ہی بیان اسکا یہ کہ کعبہ کے گرد بہت پتھر کھڑے کیے تھے اسی پر تعظیماً ذبح کرتے اور اس ذبح کو قربت جانتے اسکے لیے اللہ تعالے نے حرام فرمایا ایسا ہی ہی مدارک اور کشاف مین اور وان تستقسموا بالازلام بھی محرمات مین داخل ہوتے ہین اور بیان اسکا یہ ہی کہ عرب والے جب کسی چیز کا مثلاً سفر یا لڑائی یا سوداگری یا نکاح وغیرہ کا ارادہ کرتے تین قدح کیطرف متوجہ ہوتے ایک مین تھا کہ میرے رب نے حکم دیا دوسرے مین تھا کہ میرے رب نے منع کیا تیسرے مین تھا کہ غافل ہوا پہلا جو نکلتا تو اپنی حاجت روا کرتے اور جو دوسرا نکلتا تو باز رہتے اور جو تیسرا نکلتا تو پھر اعادہ کرتے اللہ نے اسے بھی حرام فرمایا اسلیے کہ جو رب سے اللہ مراد ہی تو افترا ہی اللہ پر امر یا نہی کا اور جو بت مراد ہین تو شرک ہی ف اور اکلیل مین ہی کہ جو جانور بندوق کی گولی سے

مرجاوے وہ بھی موقوذہ مین ہی اور جس شکار کے کہ تیر لگا اور وہ زمین پر گر گیا
وہ متردیہ مین داخل ہی اور جو کتے کو شکار کے لیے چھوڑا اور اُسنے شکار کو
پکڑ کے کچھ کھالیا وہ ما اکل السبع مین ہی اور حضرت علی رض سے ہی کہ جوان سب
مین اسقدر روح ہو کہ ذبح کر سکتے مین اور وہ ہاتھہ پانوٗ ہلاتا ہی تو اسکا کھانا روا ہی
اور وان تستقسموا بالازلام سے دلیل پکڑتے ہین کہ جوا اور نجوم اور رمل اور جو
اسکے مشابہ ہی حرام ہی اور بعضون نے جو احکام ہین کہ قرعہ ہوتا ہی اسکو بھی
حرام کہا ہی پر وہ قول مردود ہی **قولہ تعالے یَسْئَلُوْنَکَ مَاذَآ اُحِلَّ لَھُمْ**
قُلْ اُحِلَّ لَکُمُ الطَّیِّبٰتُ وَمَا عَلَّمْتُمْ مِّنَ الْجَوَارِحِ مُکَلِّبِیْنَ تُعَلِّمُوْنَھُنَّ مِمَّا عَلَّمَکُمُ
اللّٰہُ فَکُلُوْا مِمَّآ اَمْسَکْنَ عَلَیْکُمْ وَاذْکُرُوا اسْمَ اللّٰہِ عَلَیْہِ وَاتَّقُوا اللّٰہَ اِنَّ
سَرِیْعُ الْحِسَابِ ف تجھسے پوچھتے ہین کہ انکو کیا حلال ہی تو کہہ تمکو حلال ہین ستھری
چیزین اور جو سدھاؤ شکاری جانور دوڑانیکو کہ انکو سکھاتے ہو کچھہ ایک جو اللہ
نے تمکو سکھایا ہی سو کھاؤ اس مین سے کہ رکھہ چھوڑین تمھارے واسطے اور اللہ
کا نام لو اسپر اور ڈرتے رہو اللہ سے اللہ شتاب لینے والا ہی حساب ف تفسیر احمدی مین
ہی کہ طیبات سے مذبوح مراد ہین اور ما علمتم سے معلوم ہوا کہ جو شکاری جانور سدھایا
ہوا اسکا شکار حلال ہی اور خطاب ہی مسلمانون سے اس سے معلوم ہوا کہ جو مجوسی
یا بت پرست شکاری جانور چھوڑے تو شکار حرام ہی اور جوارح سے شکاری چوپایے
مراد ہین جیسے کتا یا چیتا یا عقاب اور ذی ناب ہو یا شکاری چڑیا جیسے چرغ
اور باز اور شاہین اور جو ذی مخلب ہو اور مذہب ابو حنیفہ کا ہی کہ جوارح جراحت
سے مشتق ہی اس صورت مین جراحت شرط ہی حلت کے اور مکلبین کے لفظ نے
یہ فائدہ دیا کہ جو جانور شکاری کو سکھلاوے اسکو دخل بہت چاہیے تعلیم اور تادیب
مین اور اس مقام مین معلوم ہوا کہ جو شکاری جانور سدھاے نہون تو انکا شکار

کھانا حلال نہین ہی آور کتّے کا سدھانا یہی ہی کہ اوسکے آواز سے شکار کھانا
چھوڑے آور باز کا یہ کہ سدھانیوالے کے بُلانیسے یا چھڑک سے پھر آوے آور فکلوا
مما امسکن علیکم کی یہ معنے ہین کہ کھاؤتم وہ شکار کہ جوارح تمھارے پاس اسکو
سالم لاتے اور کچھ اس سے نہ کھایا ہو اس سے معلوم ہوا کہ کچھ اسمین سے کھایا تو
اس شکار کا کھانا روا نہین ہی خواہ کتّے وغیرہ کا لایا ہوا ہو خواہ باز وغیرہ کا
یہ مذہب ہی اکثر فقہا کا آور بعضون کے نزدیک سالم لانا شرط نہین ہی اور ہمارے
نزدیک سباع بہائم مین شرط ہی نہ سباع طیور مین کیونکہ ایسی تادیب ضرب سے
ہوتی ہی آور طیور مین بسبب جثہ چھوٹے کی ضرب متعذر ہی بخلاف سباع بہائم
کے اور واذکروا اسم اللہ کی ضمیر یا علمتم کیطرف راجع ہی یعنے بسم اللہ کہو جب
شکاریون کو چھوڑو یا امسکن کیطرف مدعا یہ کہ بسم اللہ کہو ان پر جب تمھارے
پاس شکار آوے اور ارادہ ذبح کا کرو خلاصہ آیہ کا یہ ہی کہ جو کہ سینے کتّے یا چرغ کو
کسی شکار کے لئے چھوڑا وہ شکار کئی شرطون سے حلال ہی ایک یہ کہ وہ شکاری
مسلمان یا کتابی کا سدھایا ہوا ہو دوسری یہ کہ مجروح بھی کرے تیسری یہ کہ اسکے
چھوڑتے وقت بسم اللہ کہے چوتھی یہ کہ جو شکار اسکے پاس زندہ لاوے تو پھر اسکو
ذبح کرے آور جو زندہ نہ آوے تو چھوڑتے وقتکی بسم اللہ کافی ہی آور جانور شکاری
سدھایا نہو یا شکار مجروح نہو یا چھوڑتے وقت بسم اللہ نکہی ہو یا اس پاس شکار
زندہ آیا دوسرے بار ذبح نکیا یا سدھایا کتّے کے شریک ہوا دوسرا کتّا غیر سدھایا
وہ کتّا کہ اوسپر بسم اللہ نہین کہی یا مجوسی کا کتّا تو حرام ہوگا ایسی ہی تیر انداز یکا شکار
آور اکلیل مین ہی کہ اس آیہ سے طیبا تکا مباح ہونا آور خبائث کا حرام ہونا معلوم
ہوا آور پوچھا گیا کہ جیوانکو سکھانا اور اسکو مصلحت کے لئے زدوکوب کرنی روا ہی
اور صید کا پکڑنا مباح ہی آور واذکروا اسم اللہ مین جو فقط ذکر نام خدا کا حکم ہی آور

[illegible]

اسی پر مقتصر ہی اس سے بعضوں نے دلیل پکڑی ہی کہ خدا کے نام کے
ساتھ درود کا بھی ذکر ہو قولہ تعالے اَلْیَوْمَ اُحِلَّ لَکُمُ الطَّیِّبَاتُ
وَطَعَامُ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْکِتَابَ حِلٌّ لَّکُمْ وَطَعَامُکُمْ حِلٌّ لَّهُمْ
ف آج حلال ہوئین تمکو سب چیزین ستھری اور کتاب والون کا
کھانا تمکو حلال ہی اور تمھارا کھانا انکو حلال ہی ف تفسیر احمدیہ مین ہی
کہ طعام سے مراد ذبائح ہی اس قرینہ سے کہ ذبائح کے بعد مذکور ہی
اس سے معلوم ہوا کہ مسلمان اور کتابی کا ذبائح روا ہی اور بت پرست
اور مجوس کا ذبائح نہین روا اور یہ شرط نہین کہ ذابح مرد ہو بلکہ ہر مسلمان
اور کتابی کا ذبیحہ حلال ہی مرد ہو یا لڑکا یا دیوانہ بشرطیکہ یہ دونو بسم اللہ
کا ضبط رکھتے ہون اور جانتے ہون جو ایسے نہون تو البتہ نہین
حلال ہی ۱۳ قولہ تعالے وَلَا تَاْکُلُوْا مِمَّا لَمْ یُذْکَرِ اسْمُ اللّٰہِ عَلَیْہِ
وَاِنَّہٗ لَفِسْقٌ ف اور اسمین سے نہ کھاؤ جسپر نام نہ لیا اللہ کا اور وہ
گناہ ہی ف تفسیر احمدیہ مین ہی کہ جو اللہ کا نام ذبیحہ مین ترک کرے تو
مذہب مختلف ہین ابو حنیفہ کہتے ہین کہ جو عمداً ترک کرے تو ذبیحہ حرام
ہی اور جو سہواً ترک کرے تو حلال ہی اور احمد بن حنبل نے کہا ہی
اور داؤد ظاہری سے روایت ہی کہ حرام ہی عمداً ترک ہو یا سہواً ۱۳
اور حضرت نے فرمایا کہ مسلمان کے دلکو اللہ کا نام بجیر لیتا ہی اور شافعی کے
دلیل کا جواب شرح وقایہ مین ہی اور امام مالک کا مذہب انکے کتب
سے معلوم نہین ہوتا اور کتب مین مذہب ہی ہدایہ اور شرح وقایہ
سے بوجھا جاتا ہی کہ موافق ہی احمد اور داؤد کے اور بیضاوی اور حسینی
اور کشاف سے معلوم ہوتا ہی کہ شافعی کے موافق ہین اور شیخ عصام نے

کہا ہے کہ اکثر روایت میں ابو حنیفہ کے موافق ہیں قولہ تعالے وَقَالُوْا مَا فِیْ
بُطُوْنِ هٰذِهِ الْاَنْعَامِ خَالِصَةٌ لِّذُكُوْرِنَا وَمُحَرَّمٌ عَلٰٓى اَزْوَاجِنَا وَاِنْ يَّكُنْ
مَّيْتَةً فَهُمْ فِيْهِ شُرَكَآءُ سَيَجْزِيْهِمْ وَصْفَهُمْ اِنَّهٗ حَكِيْمٌ عَلِيْمٌ ف اور
کہتے ہیں جوان مواشی کے پیٹ میں ہو سو نرا ہمارے مرد کہا ویں اور حرام
ہے ہمارے عورتونکو اور جو مردہ ہو تو اسمیں سب شریک ہوں وہ سزا دیگا انکو
انکی تقریریکی وہ حکمت والا ہے خبردار ف موضح القرآن میں ہے کہ ایک یہ مسئلہ
بھی بنایا تھا کہ جانور ذبح کیا اسکے پیٹ میں سے بچہ نکلا اگر زندہ نکلے تو مرد
کہا ویں اور عورتیں نکہا ویں اور مردہ نکلے تو سب کہا ویں بے سند مسئلہ بنانا
سخت گناہ ہے سپر انکو الزام دیا ہمارے دین میں مرد اور عورتکا کچھ فرق نہیں
اگر زندہ نکلے تو ذبح کر کر حلال ہے بغیر ذبح مردار اور اگر مردہ نکلے اور معلوم ہو
کہ جان پڑی تھی تو امام اعظم کے نزدیک حلال نہیں ہے اور تفسیر احمدیہ میں ہے
کہ اس حکم میں دو وجہ ہیں ایک یہ جیتا بچہ جانور کے پیٹ میں مردونکو حلال
ہے اور عورتونکو حرام اور دوسری یہ کہ مردہ بچہ دونوں کو حلال ہے اور اللہ کو
یہ حکم ناپسند ہے شافعی کے نزدیک یہ حکم پہلے ہی وجہ سے ناپسند ہے اسی سے
مردے بچے میں شریک ہونا مرد اور عورتکو اچھا جانا اور کہا ہے کہ مردہ بچہ
حلال مطلق ہے اور ابو حنیفہ کہتے ہیں کہ یہ حکم دونو وجہ سے ناپسند ہے اسی
سے حکم کیا کہ مردہ بچہ حرام ہے مرد اور عورت پر اور کتب فقہ میں ہے کہ جو بچہ
جانور کے پیٹ میں زندہ پایا تو ذبح سے بالاتفاق حلال ہوتا ہے اور جو مردہ
پایا تو ابو حنیفہ کے نزدیک حرام ہے اور صاحبین اور شافعی کے نزدیک
جو خلقت پوری ہوئی ہو تو حلال ہے اور ماں کے ذبح سے ذبح ہے قولہ تعالے
وَمِنَ الْاَنْعَامِ حَمُوْلَةً وَّفَرْشًا كُلُوْا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ وَلَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ

إِنَّهُ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِينٌ ۝ ثَمَانِيَةَ أَزْوَاجٍ مِّنَ الضَّأْنِ اثْنَيْنِ وَمِنَ الْمَعْزِ اثْنَيْنِ ۗ
قُلْ آلذَّكَرَيْنِ حَرَّمَ أَمِ الْأُنثَيَيْنِ أَمَّا اشْتَمَلَتْ عَلَيْهِ أَرْحَامُ الْأُنثَيَيْنِ ۖ
نَبِّئُونِي بِعِلْمٍ إِن كُنتُمْ صَادِقِينَ ۝ وَمِنَ الْإِبِلِ اثْنَيْنِ وَمِنَ الْبَقَرِ اثْنَيْنِ ۗ
قُلْ آلذَّكَرَيْنِ حَرَّمَ أَمِ الْأُنثَيَيْنِ أَمَّا اشْتَمَلَتْ عَلَيْهِ أَرْحَامُ الْأُنثَيَيْنِ ۖ

ف اور پیدا کئے مواشی مین لدنے والے اور روے کہاؤ اللہ کے رزق مین سے اور مت چلو شیطان کے قدمون پر وہ تمہارا دشمن صریح ہی پیدا کئے آٹھ نر اور مادہ بھیڑ مین سے دو اور بکری مین سے دو پوچھہ تو کہ دونو نر حرام کئے ہین یا دونو مادہ یا جو لپٹ رہا ہی اونکے پیٹ مین بتاؤ مجھکو سند اگر تم سچے ہو اور پیدا کئے اونٹ مین دو اور گاے مین سے دو پوچھہ تو دونو نر حرام کئے ہین یا دونو مادہ یا جو لپٹ رہا ہی مادونکی پیٹ مین ف تفسیر احمدی مین ہی کہ اسمین دلیل ظاہر ہی صاحبین اور شافعی کی اسپر کہ جانور کے پیٹ کے بچے حلال ہین مردہ نکلین یا زندہ کیونکہ نص مطلق ہی اور دلیل ہی ابو حنیفہ کی اسپر کہ گھوڑا اور خچر اور گدھا حرام ہی کیونکہ چوپائے سے آٹھی قسم حلال کئے ہین اس سے معلوم ہوا کہ انکے وری حرام ہین اگر کوئی پوچھے کہ ہرن بھی آٹھون کے وری ہی اور چوپائے مین سے ہی چاہئے کہ حلال ہو جواب اُسکا یہ ہی کہ ہمارا کلام اُن چارپایون مین ہی کہ مانوس ہون اور گھر ونمین رہتے ہون اور ہرن سوائے شکار کے اور طرح نہین پکڑے جاتے اور جاموش ظاہر اعرب مین نتھا اس لئے اسکا ذکر نہین ہی باب

قوله تعالى وَالْخَيْلَ وَالْبِغَالَ وَالْحَمِيرَ لِتَرْكَبُوهَا وَزِينَةً ۚ وَيَخْلُقُ مَا لَا تَعْلَمُونَ

ف اور گھوڑے بنائے اور خچرین اور گدھے کہ انپر سوار ہو اور رونق اور بناتا ہی جو تم نہین جانتے ف تفسیر احمدی مین ہی کہ اس آیہ سے ابو حنیفہ نے گھوڑے اور خچر اور گدھے کو حرام گردانا ہی اسلئے کہ یہ منت کے مقام مین صادر ہے

اور اللہ نے سواری اور زینت کا منت رکھا ہم پر پوچھا گیا کہ انہیں یہ نعمت بڑی ہے
کیونکہ حکیم مطلق باوجود تعالیٰ کے ادنے پر منت نہیں رکھتا اس سے معلوم ہوا کہ انکا
کھانا بجا ہے ۱۲ **کتاب الاضحیۃ** **قولہ تعالیٰ**
یا ایہا الذین امنوا لا تقدموا بین یدی اللہ ورسولہ ف اے ایمان
والو آگے نہ بڑھو اللہ سے اور اسکے رسول سے ف تفسیر احمدی میں ہے کہ اسکے شان
نزول میں بہت وجہیں ہیں پر دو وجہ مختار ہیں ایک یہ کہ لوگوں نے عید اضحے
کے دن قبل نماز اضحے کے ذبح کیا اس قیاس سے کہ عید میں صدقہ فطر کا نماز
کے قبل مستحب ہے تب یہ آیۃ آئی اور حضرت نے حکم کیا کہ اور قربانی ذبح کریں اس
سے معلوم ہوا کہ مصر میں نماز کے قبل ذبح جائز نہیں ہے پر دیہاتیوں میں درست ہے اور
شافعی کے نزدیک جب بقدر نماز کے وقت گذرے تو ذبح جائز ہے اور دوسری وجہ
کہ حضرت عائشہ سے روایت ہے کہ یہ آیۃ اسکے حق میں ہے جو شک کے دن روزہ
رکھے اور اکلیل میں ہے کہ ابن عباس نے کہا ہے کہ لا تقدموا سے یہ مراد ہے کہ خلاف
قرآن اور سنت کے نہو اور حسن نے کہا ہے کہ قربانی نکرو امام سے پیشتر اس سے
دلیل ہے کہ ذبح کرنا امام کے ذبح کے بعد چاہیے اور عموم آیہ سے بوجھا جاتا ہے
کہ امر و نہی میں تعجیل منع ہے اور دلیل ہے کہ شریعت کے اتباع سب کاموں میں
چاہیے **قولہ تعالیٰ** وفدیناہ بذبح عظیم ف اور اسکا بدلا دیا ہم نے
ایک جانور بڑا ف تفسیر احمدی میں ہے کہ اس سے ابو حنیفہ نے دلیل پکڑی ہے کہ
جو کوئی اپنے لڑکے کے ذبح کی نذر کرے اسکو بکری ذبح کرنا لازم ہے اور اکلیل
میں ہے کہ ذبح کی تفسیر حدیثوں میں کبش کر ہے اس سے مالکیہ نے دلیل پکڑی ہے کہ
قربانی میں بکری اونٹ سے افضل ہے **کتاب الکراھیۃ**
قولہ تعالیٰ ومن الناس من یشتری لھو الحدیث لیضل عن سبیل اللہ

بِغَيْرِ عِلْمٍ وَّيَتَّخِذَهَا هُزُوًا الخ اور ایک لوگ ہین کہ خریدار ہین کھیل کے باتون
کے تا بچلاوین اللہ کی راہ سے بن سمجھے اور ٹھہراوین اسکو ہنسی ف بعضے کہتے
کہ نضر بن حارث اعاجم کی کتابین خرید کرکے لوگونکو اسکا حال بیان کرتا تھا اور کہتا
تھا کہ محمد عاد اور ثمود کا قصہ کہتا ہی مین رستم اور اسفندیار اور اکاسرہ کا قصہ
کہتا ہون اور بعضون نے کہا ہی کہ لڑکیان گانیوالی مول لیتے تھے جو اسلام کا
ارادہ کرتا اس سے کہتا کہ یہ اسلام سے بہتر ہین اور لہو حدیث اگرچہ عام ہی
ہر بازی لا یعنی کو جیسی بے اصل بات اور بے اعتبار قصہ پر فتاوی حمادیہ
اور عوارف مین ہی ابن عباس اور ابن مسعود سے کہ بقسمیہ کہتے تھے کہ ہم نے
حضرت سے سنا ہی کہ اس سے راگ مراد ہی اور نزول کی دوسری روایت بھی موافق
ہی اس سے دلیل ہی کہ راگ حرام ہی اور سورہ نجم مین فرمایا وَاَنْتُمْ سَامِدُوْنَ ف
قاضی بیضاوی نے کہا ہی کہ مراد یہ ہی کہ تم راگ گاتے ہو اور عوارف مین عبداللہ
بن عباس سے بقسمیہ ہی کہ اس سے مراد راگ ہی اور سورہ بنی اسرائیل مین
وَاسْتَفْزِزْ مَنِ اسْتَطَعْتَ مِنْهُمْ بِصَوْتِكَ فتاوی حمادیہ اور عوارف مین مجاہد سے
ہی کہ صوت سے صوت نغمے اور مزامیر وغیرہ مراد ہی یہ تین آیتین دلیل ہین کہ
راگ مطلقاً حرام ہی اور حدیثین صحیح معتبر اسکی حرمت پر بہت ہین اور بعضے
آیتین جیسی وَاِذَا سَمِعُوْا مَا اُنْزِلَ اِلَى الرَّسُوْلِ تَرٰٓى اَعْيُنَهُمْ تَفِيْضُ مِنَ الدَّمْعِ مِمَّا
عَرَفُوْا مِنَ الْحَقِّ اور قول اسکا فَبَشِّرْ عِبَادِ الَّذِيْنَ يَسْتَمِعُوْنَ الْقَوْلَ فَيَتَّبِعُوْنَ
اَحْسَنَهٗ اور قول اسکا تَقْشَعِرُّ مِنْهُ جُلُوْدُ الَّذِيْنَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ ثُمَّ تَلِيْنُ جُلُوْدُهُمْ
وَقُلُوْبُهُمْ اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ دلیل ہی اسپر کہ قول کو سنکر بکا اور اقشعرار ہوتا ہی اس سے
راگ کی مباح ہونیکی بعضون نے دلیل پکڑی ہی اور بعضے حدیثین بھی اسی قبیل کی
ہین بہرحال آیتین اور حدیثین راگ کی حرمت اور اباحت مین متعارض ہین امر

حقکے تحقیق کرنے ضرور ہی وہ اصولکے دو ضابطہ سے حاصل ہوتی ہی ایک یہ کہ
جب مبیح اور محرم دونو متعارض ہون اُسوقت محرم پر عمل اولی ہی اور دوسری یہ
کہ جب دو حدیثون مین تعارض ہو ضرور ہی کہ صحابہ کے قول کیطرف رجوع کرین اور
یہان حدیثون مین تعارض ہی اور صحابہ کی قول راگ کی حرمت پر ہین ابن مسعود سے
ہی کہ غنا دلمین نفاق اگاتا ہی اور فضیل بن عیاض نے کہا ہی کہ راگ افسون
ہی زنا کا اور ضحاک سے ہی کہ راگ دلمین فساد ڈالتا ہی اور خدا ناخوش
ہوتا ہی اور ائمہ اربعہ بھی انکار فرماتے ہین عوارف مین ہی شافعی سے کہ راگ لہو مکروہ
ہی باطل کی مشابہ جو اسکی کثرت کرے وہ سفیہ ہی اور مردود الشہادۃ اور
مالک سے ہی کہ جو کوئی لونڈی مول لے پھر اسکو راگ گانیوالی پاوے مشتری کو
پہنچتا ہی کہ اس عیب سے پھیر دے اور مذہب امام اعظم کا بھی ہی کہ راگ سننا
حرام ہی غرضکہ راگ کی حرمت پر بہت مجتہدونکا اتفاق ہی یہان تک کہ پچاس
یا بہتر تک انکی گنتی ہی اور سب علما شریعت کے متفق ہین مطلق حرمت پر کچھ بعضون
نے تفریق کی ہی کہ اہل کو روا ہی اور اہل وہ ہی کہ جسکا دل زندہ ہو اور نفس مردہ
اور صاحب لہو نہو اور اسکو خلاف حق کیطرف نہ پھیرے اور شرط ہی کہ گانیوالا
بھی اہل ہو اجرت کی نیت اور ریا اور سمعہ نہو اور غیر اہل کی مجلسمین نہ گاوے یہ
انکو ہوتا ہی کہ جو عارف باللہ اور حضرت کے دوست اور شریعت کے تابع ہین اور
کرامتین اور خرق عادات رکھتے ہین اور راگ کے وقت ذمی اور فاسق اور
امرد کو اور عورت کو دخل نہین دیتے اسطرح خاص انہین کو حلال ہی اور جو اس
زمانہ مین فاسق اور امرد اور طوائف وغیرہ جمع کرکے راگ سنتے ہین اور حرص
نفسانی سے متلذذ ہو کر راگ والونکو آفرین کرتے ہین اور بہت انعام دیتے ہین
یہ بڑا گناہ ہی اسکا حلال جاننے والا کافر ہی یقینی اس فساد سے اس زمانہ

کے اہل کو بھی فتویٰ دینا چاہیے قولہ تعالےٰ یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّمَا
الْخَمْرُ وَالْمَیْسِرُ وَالْاَنْصَابُ وَالْاَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّیْطٰنِ فَاجْتَنِبُوْهُ
لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝ ف اے ایمان والو یہ جو ہے شراب اور جوا اور بت اور پانسے
گندے کام ہین شیطان کے سو ان سے بچتے رہو شاید تمھارا بھلا ہو ف اور
مدارک مین ہے کہ میسر عرب کی یہان نام ہے دس تیر ونکا انہین سے جو سات
تھے انپر خط کھینچے تھے اور حصہ مقرر تھے جیسے کہ فذ کا ایک حصہ تھا اور توام
کے دو حصے اور رقیب کے تین حصے اور حلس کے چار اور نافس کے پانچ اور
مسبل کے چھ اور معلے کے سات اور تین خالی تھے کچھ انکا حصہ نتھا ایک منیح
دوسرا سفیح تیسرا وغد ان سبکو ایک خریطہ مین ڈال کر ہلاتے تھے پھر ہاتھ ڈال
کر کسی کے نام پر ایک تیر نکالتے تھے جس حصہ کا تیر جسکے نام پر نکلتا وہ اُسے
قدر پاتا اور جو بے حصہ والا نکلتا تو کچھ نپاتا اور جو اسمین باقی رہتا فقرا کو دیتے آپ
نکھاتے اور بہت فخر سمجھتے اور میسر مین نرد اور شطرنج وغیرہ داخل ہے اور تفسیر احمدی
مین ہے کہ شطرنج اور نرد وغیرہ جو قمار ہو تو حرام ہے اور جو قمار نہو تو نرد بالاتفاق حرام
ہے اور شطرنج ہمارے نزدیک حرام ہے اور شافعی کے نزدیک مباح ہے بشرطیکہ
نماز اور سلام سے مانع نہو خلاصہ کیہ قمار کے ساتھ جو لعب ہو وہ حرام ہے اور
بدون قمار کے جسمین نص قطعی ہے وہ حرام ہے بالاتفاق اور جسکے دلیل
مین شبہہ ہو اسمین اختلاف ہے اور شراب کے حرمت کا بیان کتاب الاشربہ
مین مفصل ہوگا قولہ تعالےٰ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرٰى مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ
ت تو نبیٹھ بعد نصیحت کے بے انصاف قوم کے ساتھ ف تفسیر احمدی مین
ہے ظالم عام ہے بدعت والا ہو یا فاسق یا کافر اُنکے پاس بیٹھنا منع ہے
صاحب ہدایہ نے کتاب الکراہیہ مین کہا ہے کہ جو مسلمان دعوتکے مقام مین

حاوے اور اس مقام مین بازی یا راگ ہو اگر یہ حال اسکو پہلے ہی سے معلوم ہے تو اس مقام مین نجاوے اور جو نہین جانتا اور گیا تو اگر منع پر قادر ہو تو منع کرے اور جو قادر نہو تو اگر آپ ہی بزرگ ہے کہ لوگ اسکی اقتدا کرنے مین چلا آوے اور کھانا نہ کھاوے اور اگر بزرگ نہین ہے تو اگر بازی وغیرہ دستر خوان ہی پر ہے تو نہ بیٹھے اور جو وہانسے دور ہو تو بیٹھنا اور کھانا اسکا درست ہے قولہ تعالیٰ یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اِنْ جَاۗءَكُمْ فَاسِقٌۢ بِنَبَاٍ فَتَبَیَّنُوْۤا اَنْ تُصِیْبُوْا قَوْمًۢا بِجَهَالَةٍ فَتُصْبِحُوْا عَلٰى مَا فَعَلْتُمْ نٰدِمِیْنَ ۔ ف اے ایمان والو اگر آوے تم پاس ایک گنہگار خبر لیکر تو تحقیق کرو کہین جا نہ پڑو کسی قوم پر نادانی سے پھر کل کو لگو اپنے کیے پر پچتانے ۔ ف تفسیر احمدی مین ہے کہ اس سے دلیل ہے کہ فاسق کی خبر واجب التوقف ہے اور عادل کی خبر گو ایک ہی ہو بلا توقف مقبول ہے اور خبر واحد کی شرطین حدیث کے بابمین واجب العمل ہوتی ہے وہ یہ کہ مخبر مین اسلام ہو اور عدالت اور عقل اور ضبط فاسق اور کافر اور لڑکے اور معتوہ کی خبر واجب العمل نہین ہے پر غیر حدیث مین جیسے دین کی بات ہو مثلاً کھانیکی حلت یا حرمتکی خبر یا پانیکی طہارت یا نجاست کی خبر محمد کے نزدیک سامع کو تحری چاہیے اگر سچا جانے تو عمل کرے اس سے ہے کہ جو پانی کی نجاست سے خبر دے اور سامع نے سچا جانا تو تیمم کرے یا ایسا معاملہ ہو کہ جسمین الزام نہو جیسی وکالت یا اذن تجارت وہان عاقل کی خبر معتبر ہے عادل ہو یا فاسق لڑکا ہو یا بالغ کافر ہو یا مسلمان یا جو اسمین ہر طرح الزام ہو جیسی خصومتونکی حقوق اسمین عدالت اور لفظ شہادت اور اہلیت یا ولایت معتبر ہے اور جو اسمین ایک وجہ الزام ہو اور ایک وجہ سے نہو جیسے وکیل کا تغیر کرنا یا ماذون کو اذن سے منع کرنا تو وہان شہادت کے دو چیزون سے ایک چیز معتبر ہے یا

دو مرد یا دو عورتیں اور ایک مرد یا ایک عادل ہو قولہ تعالے اِنَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا وَیَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِیْلِ اللّٰہِ وَالْمَسْجِدِ الْحَرَامِ الَّذِیْ جَعَلْنٰہُ لِلنَّاسِ سَوَآءَ نِ الْعَاکِفُ فِیْہِ وَالْبَادِ وَمَنْ یُّرِدْ فِیْہِ بِاِلْحَادٍ بِظُلْمٍ نُّذِقْہُ مِنْ عَذَابٍ اَلِیْمٍ ت جو لوگ منکر ہوئے اور روکتے ہیں اللہ کی راہ سے اور ادب والے مسجد سے جو ہم نے بنائی سب لوگونکے واسطے برابر ہی اسمیں لگا رہنے والا اور باہر کا اور جو اسمیں چاہے ٹیڑھی راہ شرارت سے اُسے ہم چکھا وینگے ؛ ایک دُکھ کی مار ف تفسیر احمدیہ میں ہی کہ شافعی مسجد الحرام سے نفس مسجد مراد لیتے ہیں اور حنفیہ مکہ مُراد لیتے ہیں اسصورتمیں دلیل ہی کہ مکہ کی زمین بیچنا سچا ہے یہ ہی مذہب ابیحنیفہ کا خلاف شافعی کے اور صاحب ہدایہ نے نقل کیا ہی کہ مکہ کے گھر بیچنا درست ہی اور زمین مکروہ ابوحنیفہ کے نزدیک اور صاحبین کے نزدیک جسطرح بنا کی بیع درست ہی ویسی ہی زمین کی بھی اور کشاف وغیرہ میں ہی کہ مکے کے گھر بیچنا درست نہیں ہی اسمیں تنازع ہوا اور سعید بن جبیر سے ہی کہ الحاد فی الحرم سے احتکار مراد ہی فصل ستر عورتکا بیان ہی قولہ تعالے قُلْ لِّلْمُؤْمِنِیْنَ یَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِہِمْ وَیَحْفَظُوْا فُرُوْجَہُمْ ذٰلِکَ اَزْکٰی لَہُمْ اِنَّ اللّٰہَ خَبِیْرٌ بِمَا یَصْنَعُوْنَ ۞ وَقُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ یَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِہِنَّ وَیَحْفَظْنَ فُرُوْجَہُنَّ وَلَا یُبْدِیْنَ زِیْنَتَہُنَّ اِلَّا مَا ظَہَرَ مِنْہَا وَلْیَضْرِبْنَ بِخُمُرِہِنَّ عَلٰی جُیُوْبِہِنَّ وَلَا یُبْدِیْنَ زِیْنَتَہُنَّ اِلَّا لِبُعُوْلَتِہِنَّ اَوْ اٰبَآئِہِنَّ اَوْ اٰبَآءِ بُعُوْلَتِہِنَّ اَوْ اَبْنَآئِہِنَّ اَوْ اَبْنَآءِ بُعُوْلَتِہِنَّ اَوْ اِخْوَانِہِنَّ اَوْ بَنِیْٓ اِخْوَانِہِنَّ اَوْ بَنِیْٓ اَخَوٰتِہِنَّ اَوْ نِسَآئِہِنَّ اَوْ مَا مَلَکَتْ اَیْمَانُہُنَّ اَوِ التّٰبِعِیْنَ غَیْرِ اُولِی الْاِرْبَۃِ مِنَ الرِّجَالِ اَوِ الطِّفْلِ الَّذِیْنَ لَمْ یَظْہَرُوْا عَلٰی عَوْرٰتِ النِّسَآءِ وَلَا یَضْرِبْنَ بِاَرْجُلِہِنَّ لِیُعْلَمَ مَا یُخْفِیْنَ مِنْ زِیْنَتِہِنَّ وَتُوْبُوْٓا اِلَی اللّٰہِ جَمِیْعًا اٰیۃ

الْمُؤْمِنُونَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ف کہدے ایمان والونکو نیچے رکہین ٹک اپنی آنکہین
اور تہامتے رہین اپنی ستر اسمین خوب ستہرائی ہی انکی اللہ کو خبر ہی جو کرتے
ہین فائدہ تہامتے رہین ستر یعنے نہ کسیکا ستر دیکہین نہ اپنا دکہاوین اور خبر ہی
جو کرتے ہین کفر کی رسمین اسبات کے قید نتہی اور کہہ دے ایمان والیونکو نیچے رکہین
ٹک اپنی آنکہین اور تہامتے رہین اپنی ستر اور نہ دکہلاوین اپنا سنگار مگر جو کہلی
چیز ہی اسمین سے اور ڈال لین اپنی اوڑہنی اپنی گریبان پر اور نہ کہولین اپنا سنگار
مگر اپنے خاوند کے آگے یا اپنے باپ کے یا خاوند کے باپکے یا اپنے بیٹے
کے یا خاوند کے بیٹے کے یا اپنے بہائی کے یا اپنے بہتیجونکے یا اپنے
بہانجونکے یا اپنی عورتونکے یا اپنے ہاتہہ کے مال کے یا کمیرونکے جو مرد کچہہ غرض
نہین رکہتے یا لڑکونکی جنہون نے نہین پہچانی عورتونکے بہید اور نہ دہمکاوین اپنے
پانوسے کہ جانا پڑے جو چہپاتی ہین اپنا سنگار اور توبہ کرو اللہ کے آگے سب ملکر
اے ایمان والو شاید تم بہلا پاؤ ف تفسیر حسینی ہی کہ پہلے اللہ نے مردون
کو حکم کیا کہ یغضوا من ابصارہم یعنے مرد کو مردونکی طرف زیر ناف سے زانو کے
نیچے تک دیکہنا حرام ہی اور محرمات اور غیر کی لونڈی کو زیر ناف سے اور زانو
کے نیچے تک اور پیٹ اور پیٹہہ دیکہنا حرام ہی اور چہرہ اجنبیہ کو جو شہوتکا ڈر ہو
تو مطلقا دیکہنا حرام ہی اور جو شہوتکا ڈر نہو تو چہرہ اور ہتہیلی اور قدم دیکہنا روا
ہی اور قاضی اور گواہ کو اور اسکو جو اس سے نکاح یا خرید کا ارادہ کرے گو
شہوتکا ڈر ہو جو اجنبیہ کا چہرہ دیکہنا روا ہی اور طبیب کو بقدر ضرورت کے
مقام کو دیکہنا گو شہوتکا ڈر ہو روا ہی اور امرد کو بشہوت دیکہنا بہی حرام ہی صحیح یون
ثابت ہی اور حفظ فروج سے یہ مراد ہی کہ ذکر کو محفوظ رکہین جماع سے مگر
سے زوجہ اور لونڈی مستثنی ہی اور بیٹہنا وہین ہی کہ زیر ناف سے زانو کے

نیچے تک چھپانا مراد ہی پھر عورتونکو حکم کیا کہ یغضضن من ابصارھن یعنے عورتکو
محارم اور عورتونکی طرف زیرناف سے زانوکے نیچے تک دیکھنا حرام ہی اور اجنبی
مردکیطرف جو شہوتکا ڈر نہین رکھتی ہی تو ایسا ہی حکم ہی اور جو شہوتکا ڈر رکھتی
ہو تو سارا بدن دیکھنا حرام ہی اور یحفظن فروجھن سے یہ مراد ہی کہ اپنے فرج کو
جماع سے بچاوین اس صورتمین زوج اور مالک مستثنی ہین یا یہ کہ فرج کا ستر مراد ہو
اس سے معلوم ہوا کہ عورت گو اندھی یا دیوانی ہو مرد سے اپنے سترکو اس سے محفوظ
رکھے اور مرد گو اندھا ہو یا دیوانہ ہو عورت سے اپنے سترکو اوس سے محفوظ رکھے اور حدیث مین
ہی کہ ابن ام مکتوم اندھے تھے آیۂ حجاب کے اترنے کے بعد ام سلمہ اور میمونہ کے پاس
آئے حضرت نے دونو بیبیونکو پردہ کا حکم کیا اور ابن ام مکتوم کے اندھاپن کا عذر قبول
نفرمایا اور ولا یبدین زینتھن مین جو لفظ زینت کی ہی اس سے شافعی نے سرمہ
اور زیور وغیرہ مراد لیا اس صورتمین معنے یہ ہین کہ اجنبی کو اپنی سنگار نہ دکھاوین
مگر جو خود بخود کھل جاوے کام کیوقت تو اندیشہ نہین جیسی انگلیون سے انگوٹھی
یا آنکھ سے سرمہ یا ہتھیلی سے خضاب اور ہمارے نزدیک زینت کا محل مراد ہی
یعنے سر اور کان اور گردن اور سینہ اور دونو بازو اور ہتھیلی کہ وہان تاج اور قرط
اور قلادہ اور حمیل اور کنگن اور گوجری پہنتی ہین اور معنے یہ ہین کہ ان اعضا کو
ظاہر نکرین پر جو عضو کہ ضرورت سے کھلے رہتے ہین جیسے چہرہ اور ہتھیلی فقط
انکا کھولنا مضائقہ نہین کیونکہ ان دونو عضو کے ستر مین گواہی اور معاملہ اور نکاح
وغیرہ مین حرج ہی اور صحیح یہ ہی کہ قدم کا کھلنا بیجا ہے پر بعضون کے نزدیک
جائز ہی کہ عورت مرد اجنبی شہوت والے سے ان اعضا کو چھپاوے
اور جو اسکے غیر ہی اس سے چھپانا ضرور نہین ہی اور بارہ شخص مستثنی ہین یعنے
زوجیت کے سبب جیسی زوج کہ اسکو سارا بدن تا آنکہ فرج بھی دیکھنا روا ہی

جُنُبًا اِلَّا عَابِرِیْ سَبِیْلٍ حَتّٰی تَغْتَسِلُوْا ف اے ایمان والو نزدیک نہو نماز
کے جب تم کو نشہ ہو جبتک کہ سمجھنے لگو جو کہتے ہو اور نہ جب جنابت ہو مگر
راہ چلتے ہوئے جبتک کہ غسل کرلو ف تفسیر احمدیہ مین ہی اس سے معلوم ہوا
کہ تمیز نکرنا باتین حد ہی حرمت نشہ کے نماز کے لیئے ابو یوسف کے نزدیک
یہی حد ہی وجوب حد کے لئے اور ابو حنیفہ کے نزدیک یہی حد خاص ہی نماز کے
حق مین اور وجوب حد کے لیئے وہ ہی کہ مطلقًا کچھہ نجانے نہ تھوڑا نہ بہت اور
نہ عورت نہ مرد اور شافعی کے نزدیک وجوب حد کے لیئے وہ ہی اسکی چال
اور حرکات مین اثر مستی کا معلوم ہو یہ سب مذکور ہی ہدایہ کی باب حد الشرب
مین ف اور کتنا ف اور بیضاوی سے ہی کہ نشہ سے یہان نبیذ یا نعاس کا نشہ
مراد ہی

کتاب الجنایات والدیات قوله تعالی

وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ اَنْ يَّقْتُلَ مُؤْمِنًا اِلَّا خَطَاً وَمَنْ قَتَلَ مُؤْمِنًا خَطَاً فَتَحْرِيْرُ
رَقَبَةٍ مُّؤْمِنَةٍ وَّدِيَةٌ مُّسَلَّمَةٌ اِلٰى اَهْلِهٖٓ اِلَّا اَنْ يَّصَّدَّقُوْا فَاِنْ كَانَ مِنْ
قَوْمٍ عَدُوٍّ لَّكُمْ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَتَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ مُّؤْمِنَةٍ وَاِنْ كَانَ مِنْ قَوْمٍ
بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُمْ مِّيْثَاقٌ فَدِيَةٌ مُّسَلَّمَةٌ اِلٰى اَهْلِهٖ وَتَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ مُّؤْمِنَةٍ
فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ تَوْبَةً مِّنَ اللّٰهِ وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا
حَكِيْمًا ف اور مسلمانکا کام نہین کہ مار ڈالے مسلمانکو مگر چوک کر اور جن نے
مارا مسلمانکو چوک کر تو آزاد کرنی گردن ایک مسلمانکی اور خون بہا پہچانا اسکے
گھر والونکو مگر کہ وہ خیرات کرین پھر اگر وہ تھا ایک قوم مین کہ تمھارے دشمن ہین
اور آپ مسلمان تھا تو آزاد کرنی گردن ایک مسلمانکی اور اگر وہ تھا ایک قوم مین
کہ تم مین اور انمین عہد ہی تو خونبہا پہچانا اسکے گھر والون کو اور آزاد کرنی
گردن ایک مسلمانکی پھر جسکو پیدا نہو تو روزے رکھے دو مہینے لگتے

بخشوانے کو اللہ سے اور اللہ جانتا سمجھتا ہی ف موضح القرآن مین ہی کہ چوک
کی صورتین کئی ہین یہان وہ مذکور ہی کہ مسلمانکو کافر وبین امتیاز نکیا اور مار
ڈالا ہر طرح خطاسے قتل مین دو چیزین لازم ہین ایک تو آزاد کرنا بردہ مسلمان
اور مقدور نہو تو روزہ دو مہینے متصل یہ اپنی تقصیر کا تدارک ہی
اللہ کی جناب مین دوسری خون بہا ادا کرنا اسکے وارثونکو یہ انکا حق ہی وہ اگر
خیرات کر کر چھوڑ دین تو نچتا ہین سو اگر اسکے وارث مسلمان ہین یا کافر ہین
لیکن صلح رکھتے ہین تو ادا کرنا واجب ہی اور اگر کافر ہین اور دشمن ہین تو واجب
نہین خون بہا مذہب حنفی مین مسلمانکی دو ہزار سات سو چالیس روپیے ہین
تخمیناً اور دیے آتے ہین قاتل کے برادری کو تین برسمین بتفریق ادا کرین اور
تفسیر احمدیہ مین ہی کہ خطاسے مومن کو مارا یا ذمی کو اور مومن یا مسلمان سے ہی
یا حربیون سے کہ اپنے ایمانکو چھپاتا رہے جو مومن کو مارا وہ مسلمانکی ذیل مین سے
ہی تو اسکا حکم شروع آیۃ مین ہی کہ ایک غلام آزاد کرے اور مقتول کے
وارثونکو خونبہا دے پر جو مقتول کے وارث خون بہا معاف کرین تو فقط غلام
آزاد کرنا اسپر واجب ہی اور کفارہ قتلمین غلام کا اسلام شرط ہی کافر غلام
آزاد کرنا روا نہین اور اور کفارونمین کافر بھی درست ہی کیونکہ قید ایمان کی
منصوص ہی ۱۲ اکلیل مین ہی کہ آیۃ سے معلوم ہوا کہ مومن کے قتل کرنے
مین گناہ ہی اور جو خطا سے یہ حرکت ہوئی تو گناہ نہین اور الا ان یصدقوا
سے معلوم ہوا کہ اہل دیت کو ابرا روا ہی اور الی اھلہ سے بعضون نے دلیل
پکڑی ہی کہ مقتول کی زوجہ بھی دیت مین وارث ہوتی ہی کیونکہ وہ بھی اہل مین
سے ہی اور بعضون نے حجت کی ہی کہ جو قاتل مقتول کے اہل سے ہو تو وارث
ہوتا ہی اور عموم آیۃ شامل ہی امام کو بھی جو خطا سے کسیکو مارے اور عموم سے

بعضوں نے دلیل پکڑی ہی کہ غلام کے قتل میں بھی خون بہا اور کفارہ چاہیے اور
لڑکا اور دیوانہ جو قتل کرے تو اسپر بھی کفارہ ہی اور جو قتل میں شریک ہوا اسپر
کفارہ کامل ہی اور ابو حنیفہ نے دلیل پکڑی ہی کہ مسلمان اور ذمی کا خون بہا
برابر ہی یہودی ہو یا نصرانی یا مجوس کیونکہ اللہ نے دونو کو قتل میں کفارہ اور خون
بہا مذکور فرمایا تو واجب ہی جسطرح کفارہ میں برابر ہیں ویسے ہی خون بہا میں برابر
ہوں اور رقبۃ مؤمنۃ سے دلیل پکڑی ہی کہ دو غلام مومنین سے نصف نصف آزاد کرنا نہیں
روا ہی اور دلیل ہی کہ ولد الزنا کا آزاد کرنا روا ہی اور آیہ میں ہی کہ جو غلام نپاوے تو دو
مہینے پے درپے روزے رکھے اور جب کفارہ غلام آزاد کرنے یا روزے رکھنے پر موقوف
ہوا تو اس سے بوجھا گیا کہ قتل کی کفارہ میں کھانا کھلانا نہیں ہی **قولہ تعالے**
يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِصَاصُ فِي الْقَتْلَى الْحُرُّ بِالْحُرِّ وَالْعَبْدُ بِالْعَبْدِ
وَالْأُنْثَى بِالْأُنْثَى فَمَنْ عُفِيَ لَهُ مِنْ أَخِيهِ شَيْءٌ فَاتِّبَاعٌ بِالْمَعْرُوفِ وَأَدَاءٌ إِلَيْهِ
بِإِحْسَانٍ ذَلِكَ تَخْفِيفٌ مِنْ رَبِّكُمْ وَرَحْمَةٌ فَمَنِ اعْتَدَى بَعْدَ ذَلِكَ فَلَهُ
عَذَابٌ أَلِيمٌ وَلَكُمْ فِي الْقِصَاصِ حَيَوٰةٌ يَا أُولِي الْأَلْبَابِ لَعَلَّكُمْ
تَتَّقُونَ ۝ **ف** اے ایمان والو حکم ہوا تم پر بدلا برابر مارے گیوں میں صاحب کے
بدلے صاحب اور غلام کے بدلے غلام اور عورت کے بدلے عورت پھر جسکو
معاف ہوا اسکے بھائی کی طرف سے کچھ ایک تو چاہیے مرضی پر چلنا موافق
دستور کے اور پہنچانا اسکو نیکی سے یہ آسانی ہوئی تمہارے رب کی طرف سے
اور مہربانی پھر جو کوئی زیادتی کرے بعد اسکے تو اسکو دکھ کی مار ہی اور تم کو
قصاص میں زندگی ہی اے عقلمندو شاید تم بچتے رہو ۝ **ف** اور کتب
کے لفظ سے دلیل ہی کہ عمدا میں قصاص واجب ہی اسصورت میں رد
ہی شافعی پر کہ کہتے ہیں قصاص اور دیت میں مقتول کے وارثونکو اختیار

ہے اور فمن عفی لہ من اخیہ شیئ کے دو وجہ ہین پہلی یہ کہ فمن عفی لہ سے قاتل
اور من اخیہ سے مقتول کا ولی اور شیئ سے عفو کرنا بعض خون کا یا عفو کرنا
بعض ورثہ کا مراد ہے مدعا یہ کہ جو قاتل کو مقتول کا ولی کچھ خون معاف کرے
یا ورثہ مین سے بعض اپنا حصہ معاف کرے تو واجب ہے کہ طالب قاتل کی
اتباع کرے اور مطالبہ جمیل اور قاتل اسکو فورًا ادا کرے اور دوسری یہ کہ
عفی بمعنے اعطی ہو یعنے دیا گیا اور لفظ من سے مقتول کا ولی اور من اخیہ سے
قاتل اور شیئ سے مال مراد ہوا اور الیہ کی ضمیر راجع ہو من کیطرف معنے یہ ہین
کہ جو مقتول کے ولی کو قاتل نے کچھ مال دیا بطریق صلح کے تو واجب ہے کہ
مقتول کا ولی بغیر تکلیف کے اور قاتل بیدرنگ دے اسصورت مین آیہ بیان
ہے صلح علی المال کے لیے اور حنفیہ کا مذہب یہ ہے کہ مقتول کے ولی جو قصاص
معاف کرین تو بلا عوض ساقط ہوتا ہے اور جو مال پر صلح کرین تب بھی قصاص
ساقط ہوتا ہے پر مال واجب ہوتا ہے اور جو بعضے وارثون نے معاف کیا یا
مال پر صلح کی تب بھی قصاص ساقط ہوتا ہے پر اورونکا حصہ دیت کا باقی ہے
صلح والیکو مال چاہیئے اور معاف کرنے والیکو کچھ نچاہیے اور شافعی کا یہ مذہب
ہے کہ جو ولی بالکل قصاص یا بعض معاف کرے تو اسکو روا ہے کہ قاتل کا پیچھا
کرے دیت کے لیئے امام زاہد نے شافعی پر رد کی ہے کہ باوجود ترک قتل کی
دیت کا لینا عفو نہین اور ذلک تخفیف من ربکم اس لیئے فرمایا کہ توریت مین
فقط قصاص تھا اور انجیل مین فقط عفو پس انکے لیئے تخییر فرمائی قصاص اور
عفو مین اور فمن اعتدی سے یہ مراد ہے کہ قاتل عفو کے بعد اوسکو قتل کرے یا
مقتول کے قاتل کے غیر کو قتل کرین یا دیت کے بعد قصاص چاہین ۱۱

باب القصاص فی النفس وفیما دون النفس

قولہ تعالے وکتبنا علیہم فیہا ان النفس بالنفس والعین بالعین والانف بالانف والاذن بالاذن والسن بالسن والجروح قصاص فمن تصدق بہ فہو کفارۃ لہ ومن لم یحکم بما انزل اللہ فاولئک ہم الظالمون ؏ ت اور لکھ دیا ہمنے ان پر اس کتاب مین جیکے بدلے جی اور آنکھ کے بدلے آنکھ اور ناک کے بدلے ناک اور کانکے بدلے کان اور دانت کے بدلے دانت اور زخمونکا بدلا برابر پھر جس نے بخش دیا تو اس سے وہ پاک ہوا اور جو کوئی حکم نکرے اللہ کے اتارے پر سو وے لوگ ہین بے انصاف ؏ ف اس آیۃ مین بیان ہی قصاص نفس کا اور قصاص مادون النفس کا پہلے کا بیان ہی النفس بالنفس کہ وہ ناسخ ہی الحر بالحر والعبد بالعبد والانثی بالانثی کا ابوحنیفہ کے نزدیک تو جائز ہی حر کو عبد کے عوض قتل کرین یا مرد کو عورت کے عوض بخلاف شافعی کے اور النفس بالنفس سے دلیل ہی کہ مسلمان ذمی کے عوض قتل ہو اور دوسرے کا بیان ہی العین بالعین الخ فقہا نے کہا ہی کہ جو کسینے کسی کی آنکھ مین ایسا مارا کہ روشنی جاتی رہی پر آنکھ قائم ہی اسکے قصاص کی یہ صورت ہی کہ آئینہ کو گرم کرکے ضارب کے چہرہ پر روئی تر رکھ کے آنکھ کے مقابل کرے تو اوسکی روشنی جاتی رہیگی یہ طریقہ صحابہ کا ہی اور جو آنکھ اکھاڑ ڈالے تو قصاص نہین کیونکہ ضابطہ کلیہ ہی کہ جب مماثلت باقی رہتی ہو تو قصاص ہی اور جو نرہتی ہو تو نہین اور اس صورت مین حفظ مماثلت دشوار ہی اور جو کسیکی پوری ہڈی کو کاٹ ڈالا تو اسکا ہڈی کاٹا جاوے اور جو بانسہ کاٹا تو اسکے عوض نہ کاٹا جاوے کیونکہ مماثلت کی حفاظت نہین ہوسکتی اور کان جس طرح سے کاٹا جاوے اسکے عوض مین قطع ضرور ہی کیونکہ یہان مماثلت محفوظ رہتی ہی ایسا ہی

جو دانت اکھاڑ ڈالا تو اسکے عوض دانت اکھاڑا جاوے اور جو ریت دیا تو
ریتا جاوے کیونکہ حفظ مماثلت ہر طرح ہو سکتی ہی اسی ضابطہ سے فقہا نے
کہا ہی کہ دانت کے سوا اور ہڈیون مین قصاص نہین اور جو ہاتھ کسی کے
جوڑ سے کاٹے تو اسکے عوض مین قطع ہی اور جو نصف ساعد سے کاٹے
تو قطع نہین ایسا ہی جو پانو جوڑ سے قطع کرے تو قصاص ہی اور جو جوڑ سے
نہ قطع کرے تو قصاص نہین اور زبان اور ذکر مین قصاص نہین اور ابو یوسف
کہتے ہین جو جڑ سے کاٹے تو قصاص ہی ہم کہتے ہین کہ ذکر منقبض و منبسط
ہوتا ہی سمین مساوات کا اعتبار نہین ہو سکتا پر جو حشفہ سے کاٹے تو قصاص
ہی کیونکہ قطع کا موضع معلوم ہی اور جو تھوڑا حشفہ کاٹا اور تھوڑا ذکر تو قصاص
نہین اور فمن تصدق سے اشارہ ہی کہ جب ولی مقتول قصاص معاف
کرین تو ساقط ہوتا ہی

کتاب الوصایا

قولہ تعالے كُتِبَ عَلَيْكُمْ إِذَا حَضَرَ أَحَدَكُمُ الْمَوْتُ إِنْ تَرَكَ خَيْرًا
الْوَصِيَّةُ لِلْوَالِدَيْنِ وَالْأَقْرَبِينَ بِالْمَعْرُوفِ حَقًّا عَلَى الْمُتَّقِينَ فَمَنْ بَدَّلَهُ بَعْدَ
مَا سَمِعَهُ فَإِنَّمَا إِثْمُهُ عَلَى الَّذِينَ يُبَدِّلُونَهُ إِنَّ اللَّهَ سَمِيعٌ عَلِيمٌ فَمَنْ خَافَ
مِنْ مُوصٍ جَنَفًا أَوْ إِثْمًا فَأَصْلَحَ بَيْنَهُمْ فَلَا إِثْمَ عَلَيْهِ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ
ف حکم ہوا ہی تمپر جب حاضر ہو کسیکو تم مین سے موت اگر کچھ مال چھوڑے کہ وصیت کرے ماں
باپکو اور ناتے والونکو دستور سے ضرور ہی پرہیزگارونکو پھر جو کوئی اسکو
بدلے بعد اسکے کہ سن چکا تو اسکا گناہ انہین پر جنہون نے بدلا بیشک اللہ
ہی سنتا جانتا پھر جو کوئی ڈرا وصیت والے کی طرفداری یا گناہ سے پھر انمین
صلح کروا دے تو اسپر گناہ نہین البتہ اللہ بخشنے والا مہربان ہی ف

تفسیر احمدی مین ہی کہ جاہلیت مین ریا اور سمعہ کے لئے مال پر وصیت کرتے اغنیا
اور بیگانون کے لئے اور قرابا اور ماباپ کو محروم چھوڑتے اس سے اللہ
نے منع کیا اور ماباپ اور اقربا کے لئے وصیت کا حکم کیا چنانچہ اوائل اسلام مین
وصیت فرض تھی پھر منسوخ ہوئی بعضے کہتے ہین کہ میراث کے آیۃ سے اور
بعضے کہتے ہین کہ اس حدیث سے لا وصیۃ لوارث اور بعضے کہتے ہین کہ
اجماع سے اب اگر وارث غنی ہون یا مال اسقدر ہو کہ غنی ہو جاوینگے تو غیر کے
لئے تہائی حصہ سے کم پر وصیت مستحب ہی جو یہ شرط نہو تو نکرنا افضل ہی اور
تہائی حصہ سے زائد پر روا نہین ہی اور جاری نہین ہوتی اور امام زاہد نے کہا ہی
کہ یہ آیہ ان لوگونکے حق مین ہی کہ والدین انکے عبد تھے یا کتابی اور اقربا محجوب
تھے اس لئے وصیت ہوئی اسصورت مین آیہ منسوخ نہین ہی اور امام فخر الاسلام
نے کہا ہی کہ آیۃ وصیت کی منسوخ نہین اور آیۃ میراث کی اسکے بیان مین ہے
اور وہ وصیت کہ آیہ میراث مین مذکور ہی اور وصیت ہی یعنے مندوب اقل ثلث
سے اسکی دلیل یہ ہی کہ معرفہ جب نکرہ کر اعادہ ہوتا ہی غیر ہوتا ہی اول کا اور
صاحب کشاف نے بھی کہا ہی کہ آیۃ وصیت کی منسوخ نہین ہی وارث مین وصیت
اور میراث دونو جمع ہوتی ہین موافق دونو آیتونکے حکم کے ۱۱ اور حجت ابو حنیفہ
پر یہ ہی کہ فرمایا ہی فَمَنْ بَدَّلَهُ بَعْدَ مَا سَمِعَهُ اور غیر وصیت پر قبضہ کرنا بدرجہ
کمال تبدیل ہی اور فَمَنْ خَافَ مِنْ مُوصٍ جَنَفًا الآیۃ سے معلوم ہوا کہ جو موصی
نے بے انصافی کی وصیت مین عمدًا یا سہوًا وصی یا حاکم یا وارث یا اور جو
مطیع ہو ایسی وصیت پر اسکو بدلے جاری کرے اور پوچھا گیا کہ فَمَنْ بَدَّلَهُ بَعْدَ
مَا سَمِعَهُ خاص ہی اسی وصیت کے حق مین کہ جو انصاف سے ہو اور معلوم
ہوا کہ جو صلح کروادے آپسمین اور خود اسمین داخل ہوا کہ حق مین زیادتی یا نقصان

ہوا رضامندی سے تو رخصت ہی اور معلوم ہوا کہ اجتہاد جائز ہی اور گمان
غالب پر عمل کرنا درست ہی اور آیۃ سے بھی یہ معلوم ہوا کہ جو چوتھائی سے زیادہ
وصیت کر گیا تو وصیت باطل نہین ہی بخلاف اسکے کہ جنے بطلان کا گمان پر جو وصیت سے
زیادہ ہی اس قدر البتہ باطل ہوگی

کتاب المیراث

قوله تعالے یُوصِیکُمُ اللّٰہُ فِی اَوْلَادِکُمْ لِلذَّکَرِ مِثْلُ حَظِّ الْاُنْثَیَیْنِ فَاِنْ
کُنَّ نِسَاءً فَوْقَ اثْنَتَیْنِ فَلَهُنَّ ثُلُثَا مَا تَرَکَ وَاِنْ کَانَتْ وَاحِدَةً فَلَهَا النِّصْفُ
وَلِاَبَوَیْهِ لِکُلِّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا السُّدُسُ مِمَّا تَرَکَ اِنْ کَانَ لَهٗ وَلَدٌ فَاِنْ
لَمْ یَکُنْ لَهٗ وَلَدٌ وَوَرِثَهٗ اَبَوَاهُ فَلِاُمِّهِ الثُّلُثُ فَاِنْ کَانَ لَهٗ اِخْوَةٌ فَلِاُمِّهِ
السُّدُسُ مِنْ بَعْدِ وَصِیَّةٍ یُوصِی بِهَا اَوْ دَیْنٍ اٰبَاؤُکُمْ وَاَبْنَاؤُکُمْ لَا تَدْرُونَ
اَیُّهُمْ اَقْرَبُ لَکُمْ نَفْعًا فَرِیضَةً مِنَ اللّٰہِ اِنَّ اللّٰہَ کَانَ عَلِیمًا حَکِیمًا ت

اللہ کہہ رکہتا ہی تمکو تمہارے اولاد مین مرد کو حصہ برابر ہی دو عورتونکے پھر اگر نری
عورتین ہون دو سے اوپر تو انکو دو تہائیان جو چھوڑ مرا اور اگر ایک ہی تو اسکو آدہا
اور میت کے ماباپ کو ہر ایک کو دونو مین چھٹا حصہ جو چھوڑ مرا اگر میت کی اولاد
نہین اور وارث ہین اسکے ماباپ تو اسکی ماکو تہائی پھر اگر میت کے کئی بہائی بہن
تو اسکی ماکو چھٹا حصہ پیچھے وصیت کے جو دلوا مرا یا قرض کی تمہارے باپ اور
بیٹے تمکو معلوم نہین کون شتاب پہنچتے ہین تمہارے کام مین حصہ باندھا اللہ کا
ہی اللہ خبردار ہی حکمت والا ف موضح القرآن مین ہی کہ اس آیہ مین دو میراثین
فرمائین اولاد کی اور ماباپ کی اولاد اگر بیٹے ہین مرد اور عورت تو مرد کا دوہرا
حصہ عورت کا اکہرا اور اگر فقط عورتین ہین تو ایک کو آدہا مال اور زیادہ ہون تو دو
تہائی برابر بانٹ لیوین اور ماکا حصہ اگر میت کو اولاد ہی یا بہائی بہن ایک

سے زیادہ تو چھٹا حصہ اور اگر دونون نہین تو تہائی اور باپکا حصہ اگر میت کو اولاد
ہی تو چھٹا حصہ اور اگر اولاد نہین تو عصبہ ہوا اور میت کا مال اول اسکے دفن اور
کفن کو لگائے جو کچھ بچے وہ اُسکے قرض مین دیجے جو کچھ بچے تو اسکے وصیت مین ایک
تہائی تک لگائے اسکے بعد میراث کے حصے مین اور اُن حصون مین عقل کا دخل نہین
اللہ صاحب نے مقرر فرمائے وہ سب سے دانا ہی اور اکلیل مین ہی کہ یہ آیہ
اصل ہی فرائض مین دلیل پکڑی ہی جسے کہ کہا ہی کہ بیٹے کی اولاد حکم اولاد مین ہے
بالاجماع اسیکو ترکہ دیا جاتا ہی اور بیٹی کی اولاد حکم اولاد مین نہین ہی اور جب
بیٹی اور بیٹا دونو ہون تب بیٹے کو دو تہائی اور بیٹی کو ایک تہائی چاہیے اور
جو تین لڑکیان یا زائد ہون انکو دو تہائی اور جو دو لڑکی ہون اُسکا حکم قرآن مین
مذکور نہین ہی ابن عباس نے کہا ہی کہ آدھا چاہیے کیونکہ دو تہائی دینے
کے لیے شرط کیا ہی اللہ نے کہ دو سے زیادہ ہون اور لوگون نے کہا ہی
کہ دو تہائی چاہیے پھر اختلاف ہی کہ بعضون نے کہا ہی کہ یہ حکم حدیث سے
ثابت ہی اور بعضون نے کہا ہی کہ اخیافی بھائیونکی قیاس پر کہ وہ دو ہون یا تین یا زیادہ برابر
ہین اور بعضون نے کہا ہی کہ علاتی بھنونکے قیاس پر ہین کیونکہ اُنمین سے
جو ایک ہو اسکو آدھا ہی اور دو کو دو تہائی اور ولابویہ الخ سے معلوم ہوا کہ ہر
ایک کو ماباپ سے چھٹا حصہ ہی جب میت کے ولد ہو لڑکی یا لڑکا بہت
ہون یا ایک اور اسکے کوئی لڑکا نہو تو ماکو ایک تہائی اور باپکو دو تہائی اور
ابن عباس نے فلامہ الثلث کے ظاہر سے دلیل پکڑی کہ جب میت زوج اور
ابوین یا زوجہ اور ابوین چھوڑ مرا تو اسکے ماکو ثلث ہی دینگے ماکی میراث باپ
کے میراث پر زیادہ ہوگی اور آیۃ سے معلوم ہوتا ہی کہ میت کا باپ جو
موجود ہو تو ماکے حصہ کے بعد باقی لیوے میت کے بھائیونکو کچھ نہین اور

جو باپ موجود نہو اسکے حصہ کے بعد انکا حصہ ہی اور بعضون نے کہا ہی
کہ با وجود باپکے چھٹا حصہ بھائیونکو حاجب ہے اور اخوۃ کے ظاہر سے بعضون نے
دلیل پکڑی کہ ماکو محجوب اسوقت کرینگے کہ تین سے کم نہو اور اسیکے ظاہر سے یہ
بھی دلیل پکڑی ہی کہ حاجب بھائی ہوتے ہین بہن نہین کیونکہ اخوۃ کا اطلاق
خاص مردون پر ہی پر جمہور خلاف ان دو صورتونکے ہین اور وصیت ذکر
مین مقدم ہی دین پر اس سے بعضون نے دلیل پکڑی ہی کہ ترکہ مین وصیت
بھی مقدم ہی دین پر اسکا یہ جواب ہی کہ وصیت کو ذکر مین اسلیے مقدم کیا
تا اسکے اجرا مین لوگ سستی نکرین اور عموم وصیت سے دلیل پکڑی ہی بعضون
نے کہ وصیت جائز ہی قلیل سے ہو یا کثیر سے یہان تک سارے مال پر بھی ہو اور
جائز ہی وارث کے لیے گو وہ حربی ہو یا ذمی اور من بعد وصیۃ یوصی بھا
او دین کے لفظ سے دلیل ہی کہ قرض منع کرتا ہی وارث کو ترکہ کے
ملک سے اور بعضون نے دلیل پکڑی کہ دین حج اور دین زکوۃ کا میراث پر
مقدم ہی کیونکہ قول اسکا او دین عام ہی **قوله تعالے** وَلَكُمْ نِصْفُ مَا
تَرَكَ اَزْوَاجُكُمْ اِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّهُنَّ وَلَدٌ فَاِنْ كَانَ لَهُنَّ وَلَدٌ فَلَكُمُ الرُّبُعُ
مِمَّا تَرَكْنَ مِنْ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُّوْصِيْنَ بِهَآ اَوْ دَيْنٍ وَلَهُنَّ الرُّبُعُ مِمَّا تَرَكْتُمْ
اِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّكُمْ وَلَدٌ فَاِنْ كَانَ لَكُمْ وَلَدٌ فَلَهُنَّ الثُّمُنُ مِمَّا تَرَكْتُمْ مِّنْۢ بَعْدِ
وَصِيَّةٍ تُوْصُوْنَ بِهَآ اَوْ دَيْنٍ ؕ ت اور تمکو آدھا مال جو چھوڑ مرین تمھاری
عورتین اگر نہو انکو اولاد پھر اگر انکو اولاد ہی تو تم لو چوتھائی مال جو چھوڑا بعد وصیت
کے جو دلوا مرین یا قرض کی اور عورتونکو چوتھائی مال جو چھوڑ مرو تم اگر نہو تمکو اولاد
پھر اگر تمکو اولاد ہی تو انکو آٹھوان حصہ جو کچھہ تم نے چھوڑا بعد وصیت کے جو تم
دلوا مرو یا قرض کی ف موضح القرآن مین ہی کہ یہان تک مرد اور عورتکی

میراث فرمائی عورت کے مال مین مرد کو آدھا ہی اگر عورتکو اولاد نہین اور اگر
اولاد ہی اُس مرد سے ہو یا اور سے تو مرد کو چوتھائی اور اسیطرح مرد کے مالمین
عورتکو چوتھائی اگر مرد کو اولاد نہین اور اگر اولاد ہی تو عورتکو آٹھوان حصہ ہی
ہر جنس مالمین نقد یا جنس سلاح یا زیور یا حویلی یا باغ باقی عورتکا مہر میراث سے جدا ہی
قرضمین داخل ہی اور الکلیل مین ہی کہ زوجہ کو زوج کے مالمین چوتھائی یا آٹھوان ہی
خواہ ایک زوجہ ہو خواہ بہت اور زوج کو ولد زوجہ کا محجوب کرتا ہی آدھی
سے بلکہ اُسوقت چوتھائی دینگے لڑکا ہو یا لڑکی اُسی خاوند سے ہو یا اور سے
اور ایسا ہی زوجہ کو ولد زوج کا محجوب کرتا ہی چوتھائی سے بلکہ اسوقت آٹھوان
حصہ دینگے وہ ولد اسی زوجہ سے ہو یا اور سے اور فان کان لکم ولد
سے ابن عباس نے دلیل پکڑی ہی کہ ولد کا ولد حاجب نہین ہوتا قولہ تعالی
وَاِنْ كَانَ رَجُلٌ يُّوْرَثُ كَلٰلَةً اَوِ امْرَاَةٌ وَّلَهٗۤ اَخٌ اَوْ اُخْتٌ فَلِكُلِّ وَاحِدٍ
مِّنْهُمَا السُّدُسُ فَاِنْ كَانُوْۤا اَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ فَهُمْ شُرَكَآءُ فِي الثُّلُثِ مِنْۢ بَعْدِ
وَصِيَّةٍ يُّوْصٰى بِهَاۤ اَوْ دَيْنٍ غَيْرَ مُضَآرٍّ وَصِيَّةً مِّنَ اللّٰهِ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ
حَلِيْمٌ اور اگر جس مرد کی میراث ہی باپ بیٹا نہین رکھتا یا عورت ہو اور
اُسکا ایک بھائی ہی یا بہن تو دونوین ہر ایک کو چھٹا حصہ پھر اگر زیادہ ہوئے
اس سے تو سب شریک ہین ایک تہائی مین بعد وصیت کے جو ہو چکی ہی یا
قرض کے جب اوروں کا نقصان نکیا ہو یہ کہہ رکھا اللہ نے اور اللہ سب جانتا
ہی تحمل والا ف موضح القرآن مین ہی کہ یہان میراث فرمائی بھائی بہن کی
سو باپکے اور بیٹے کے ساتھہ بھائی اور بہن کو کچھہ نہین جب باپ بیٹا
نہو تب بھائی بہن کو پہنچے بھائی بہن تین طرح ہین یا سگے جو ماں باپ
مین شریک ہین یا سوتیلی جو باپ مین شریک ہین یا اخیافی جو ماں مین شریک

[illegible]

یہ میراث ان تیسر ونکی ہی ایک کو چھٹا حصہ اور زیادہ کو تہائی اُنمین مرد اور عورت
کو برابر آور وہ دو قسم کے بھائی بہن مثل اولاد کے ہین جب باپ بیٹا نرہا ہو
پہلے سگے وہ نہون تو سوتیلی اُس سورہ کے آخر مین انکی میراث ہی اور یہ فرمایا
کہ وصیت پہلی ہی جب اورونکا نقصان نکیا آور نقصانکی دو طرح ہی ایک
یہ کہ مال کی تہائی سے زیادہ دلوا مرا وہ تہائی تک جاری ہی زیادہ نہین دوسری
یہ کہ جسکو میراث انکا حصہ ملے گا اسکو اپنی طرفسے رعایۃ کرکر کچھہ اور دلوا مرا وہ معتبر نہین
اگر سب وارث راضی ہون تو یہ دونو وصیتین قبول رکہین تو نہین رکہین فائدہ
یہ پانچ میراثین جو فرمائین یہ حصہ دار ونکی ہین اور انکے سوا اور قسم کے
وارث ہین جنکو عصبہ کہتے ہین انکو حصہ نہین اگر عصبہ ہو اور حصہ دار نہو تو سب
مال عصبہ لیوے اور جو دونون ہون تو حصہ دارون سے جو بچے وہ
عصبہ لیوے اور جو کچھہ نہ بچے تو کچھہ نہ لیوے عصبہ اصل تو وہ ہی جو مرد ہو عورت نہو اور عورت
کا واسطہ نرکھے اسکے چار درجے ہین اول درجہ مین بیٹا اور پوتا ہی دوسرے
درجہ مین باپ اور دادا تیسرے درجہ مین بھائی اور بھتیجا چوتھے درجہ مین چچا اور
چچا کا بیٹا یا پوتا ایک درجہ مین اگر کئی شخص ہون تو جو میت سے قریب ہو وہ
مقدم ہی جیسے پوتے سے بیٹا بھتیجے سے بھائی مقدم پھر سوتیلے سے سگا
مقدم ہی باقی اولاد مین اور بھائیون مین مرد کے ساتھہ عورت بھی عصبہ ہی اور دون
مین نہین فائدہ اگر دونو قسم کے وارث نہون تو تیسری قسم ہی ذوالرحم یعنے
ایسے قرابت والے جنمین واسطہ عورتکا ہی اور حصہ دار نہین جیسے نواسا اور
نانا اور بھانجا اور ماموں اور خالہ اور پھوپھی اور انکی اولاد انکا حساب بھی
عصبے کا سا حساب ہی اور اکلیل مین ہی کہ کلالہ اسکو کہتے ہین کہ باپ اور
بیٹا نرکھتا ہو اسکا وارث ماکا بیٹا ہی اس سے معلوم ہوا کہ اصول اور فروع

حاجب ہوتے ہین ولدام کے اُسکو جوایک ہی تو چھٹا حصہ ہی لڑکا ہو یا لڑکی
اور سعد بن ابی وقاص کی قراۃ ہی ولہ اخ او اخت من ام اور جو دو ہین یا زیادہ
تو ایک تہائی چاہیے زیادہ نہین آپہین مرد اور عورت برابر ہین اور غیر
مضار سے یہ مراد ہی کہ تہائی سے زیادہ پر وصیت گناہ کبیرہ ہی قولہ
تعالے وَلِكُلٍّ جَعَلْنَا مَوَالِيَ مِمَّا تَرَكَ الْوَالِدَانِ وَالْأَقْرَبُونَ وَالَّذِينَ
عَقَدَتْ أَيْمَانُكُمْ فَآتُوهُمْ نَصِيبَهُمْ إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ شَهِيدًا
ف اور ہر کسی کے ہم نے ٹہرا دے وارث اس مال مین جو چہوڑجاوین ما
باپ اور قرابت والے اور جیسے قرار باندہا تم نے انکو پہنچا دو انکا حصہ اللہ
کے روبرو ہی ہر چیز اور کلبی نے کہا ہی کہ موالی سے ابن عباس نے
عصبہ مراد لی ہی اور والذین عقدت ایمانکم کا حکم منسوخ ہی آیہ اولوا
الارحام بعضہم اولی ببعض سے چنانچہ بخاری وغیرہ نے ابن عباس سے
اخراج کیا ہی اور جو ابوحنیفہ نے اس سے موالاۃ کی توارث پر حجت
پکڑی ہی غیر صحیح ہی اور حسن نے کہا ہی کہ یہ آیہ اُس صورت مین ہی کہ جو کوئی
کسیکے لیے وصیت کر جاوے پھر جسکے لیے وصیت کی تھی اسکے مرنیکے
قبل مر گیا اور وصی نے حکم کیا کہ موصی لہ کے وارثون پر وصیت جاری ہو
اور ابن مسیب نے کہا ہی کہ یہ آیہ وصیت مین نہ میراث مین ہی ۱۵ قولہ
تعالے يَسْتَفْتُونَكَ قُلِ اللَّهُ يُفْتِيكُمْ فِي الْكَلَالَةِ إِنِ امْرُؤٌ هَلَكَ لَيْسَ لَهُ
وَلَدٌ وَلَهُ أُخْتٌ فَلَهَا نِصْفُ مَا تَرَكَ وَهُوَ يَرِثُهَا إِنْ لَمْ يَكُنْ لَهَا وَلَدٌ فَإِنْ
كَانَتَا اثْنَتَيْنِ فَلَهُمَا الثُّلُثَانِ مِمَّا تَرَكَ وَإِنْ كَانُوا إِخْوَةً رِجَالًا وَنِسَاءً
فَلِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنْثَيَيْنِ يُبَيِّنُ اللَّهُ لَكُمْ أَنْ تَضِلُّوا وَاللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ
عَلِيمٌ ف حکم پوچھتے ہین تجھسے تو کہہ کہ اللہ حکم بتاتا ہی تمکو کلالہ کا اگر

ایک مرد مرگیا کہ اسکو بیٹا نہین اور اسکو ایک بہن ہی تو اسکو پہنچے آدھا جو
چھوڑمرا اور وہ بھائی وارث ہی اس بہن کا اگر نرہے اسکو بیٹا پھر اگر
بہنین دو ہون تو انکو پہنچے دو تہائی جو کچھہ چھوڑمرا اور اگر کئی شخص ہین اس ناتے
کے مرد اور عورتین تو مرد کو دو برابر حصہ عورتنکا بیان کرتا ہی اللہ تمہارے
واسطے کہ نہ بہکو اور اللہ ہر چیز سے واقف ہی ف موضح القرآن مین ہی
کہ کلالہ کے معنے اوراضعیف یہان فرمایا اسکو جسکے وارثون مین باپ
اور بیٹا نہین کہ اصل وارث وہی تھے تو اُسوقت سگے بھائی بہن کو بیٹا بیٹی
کا حکم ہی سگے نہون تو یہی حکم سوتیلونکا نری ایک بہن کو آدھا اور دو کو دو تہائی اور
ملے ہوئے بھائی بہن تو مرد کو حصہ دوہرا عورتنکو اکہرا اور جو نرے بھائی ہون
تو انکو فرمایا کہ وہ بہن کے وارث ہین یعنے حصہ انکا معین نہین وہ عصبہ ہین
فائدہ اگر بیٹی ہو اور بہن ہو تو حصہ بیٹی کو اور بہن عصبہ ہی یعنے حصہ دارونسے
بچے سو وہ لے اکلیل مین ہی قتادہ سے کہ ابوبکر صدیق رضہ نے خطبہ مین فرمایا کہ پہلے
سورۂ نسا مین باپ اور بیٹے کے حقمین حکم ہی پھر زوج اور زوجہ اور ماکے
اولاد کے حق مین ارشاد ہی پھر آخر سورۂ مین اسکے بھائی بہن کے
حق مین حکم ہی پھر سورۂ انفال کے اخیر مین اولوالارحام کے حق مین
ارشاد ہی اُفق لہ تعالے وَاُولُوا الْاَرْحَامِ بَعْضُهُمْ اَوْلٰى
بِبَعْضٍ فِيْ كِتَابِ اللّٰهِ ت اور ناتے والے آپسمین حقدار زیادہ
ہین ایک دوسرے کے اللہ کے حکم مین ف موضح القران مین ہی کہ
ناتے والا اگرچہ پیچھے مسلمان ہوا یا ہجرت کرا یا پہلے ناتے والے مسلمان مہاجر
کا حقدار ہی یعنے میراث وہی لیگا اگرچہ رفاقت قدیم اور وں سے ہی اور اکلیل
مین ہی کہ اس سے دلیل پکڑی ہی جو ذوالرحم کو وارث گردانتا ہی اور ابن فرس

سورۂ انفال اخیر مین ہی

نے کہا ہے کہ اس سے دلیل پکڑی ہے اسنے جو کہتا ہے کہ جنازہ کے نماز مین والی
سے قریب والی ہے **المتفرقات قولہ تعالے** هُوَ الَّذِي خَلَقَ لَكُم مَّا
فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا **ف** وہی ہے جسنے بنایا تمھارے واسطے جو کچھ زمین
مین ہے سب **ف** تفسیر احمدی مین ہے کہ لکم کا لام انتفاع کے معنون پر ہے
اس سے دلیل ہے کہ جس چیز مین نفع ہو وہ اصل مین مباح ہے یہ مذہب ہے
کرخی اور ابوبکر رازی اور بعض حنفیہ اور شافعیہ اور سب معتزلہ کا اور جمہور کا
مذہب یہ ہے کہ ایسی چیزین اصل مین حرام ہین کیونکہ جو مباح ہوتی تو سب آدمی
مہمل اور غیر مکلف ہوتی **قولہ تعالے** وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّن مَّنَعَ مَسَاجِدَ اللَّهِ
أَن يُذْكَرَ فِيهَا اسْمُهُ وَسَعَىٰ فِي خَرَابِهَا **ف** اور اس سے ظالم کون جسنے
منع کیا اللہ کی مسجدون مین کہ پڑھے وہان نام اسکا اور دوڑا انکے اجاڑنیکو
ف اکلیل مین ہے کہ رازی نے کہا ہے کہ ذمی کو مساجد کے آنے سے
منع کرین اور جو وہ مسجدون مین جاوین مسلمانونکو چاہیے کہ وہانسے نکال دیوین
قولہ تعالے وَإِذِ ابْتَلَىٰ إِبْرَاهِيمَ رَبُّهُ بِكَلِمَاتٍ فَأَتَمَّهُنَّ قَالَ إِنِّي جَاعِلُكَ
لِلنَّاسِ إِمَامًا قَالَ وَمِن ذُرِّيَّتِي قَالَ لَا يَنَالُ عَهْدِي الظَّالِمِينَ **ف ت**
اور جب آزمایا ابراہیم کو اسکے رب نے کئی باتون مین پھر اسنے وہ پوری کی فرمایا
تجھکو کرونگا سب لوگونکا پیشوا بولا اور میری اولاد مین بھی کہا نہین پہنچتا میرا
اقرار بے انصافونکو **ف** تفسیر احمدیہ مین ہے کہ یہ کلمات دس تھے پانچ سر مین
بال مونڈنا یا کترانا اور مونچھ کترانی اور منہہ مین پانی ڈالنا اور ناک مین پانی
ڈالنا اور مسواک کرنا اور پانچ سارے بدن مین بغل کے بال اکھاڑنا اور ناخن
کٹانا اور تونڈ کے نیچے بال مونڈنا اور پانی سے استنجا کرنا اور ختنہ کرنا
حضرت ابراہیم پر فرض تھے اور ہم پر سنت سر کے بال مونڈنا یا کترانا مرد کو

علی سبیل الخیر سنت ہی اور عورتنکو نہین درست ہی پر ایام حج مین کترانا اسکو
ہی اور مونچھہ کترانی اوپرکی ہونٹھہ کے مقابل سے سنت ہی اسکے چھوڑنیمین بڑا
عذاب ہی اور منہہ مین اور ناکمین پانی ڈالنا اور مسواک کرنی مرد اور عورت
کو ہر وضو مین سنت ہی اور بغل کے بال اکھاڑنا اور زہار کے مونڈنا سنت ہی
اور چالیس دنکے بعد مکروہ ہی اور ناخن کاٹنا ہر جمعہ کو ہفتہ مین جسد مین چاہیے
مستحب ہی اور پانی سے استنجا اسوقت سنت ہی کہ نجاست مخرج سے درم
کے مقدار نہ بڑھے جو بڑہ گئے تو واجب ہی اور ختنہ مردونکا سنت ہی اور
ابو حنیفہ نے اسکی مدتمین توقف کیا ہی اور بعضون نے کہا ہی کہ بارہ برس تک
اکثر مدت ہی اور عورتنکو ختنہ مضائقہ نہین اور اہل سنت نے کہا ہی کہ امام کی
لفظ اگر اپنی معنے متعارف پر ہو تو ظالم سے کافر مراد ہی کیونکہ کافر ظالم مطلق ہی
اور اگر امام سے نبی مراد ہی تو ظالم اپنی معنے اصلی پر ہی اس صورتمین پوچھا گیا کہ
انبیا گناہون سے معصوم ہین کیونکہ جو گناہ ہی وہ ظلم ہی اور اکلیل مین ہی
کہ کلماتسے مناسک حج مراد ہی اور بعضون نے یہ سب مذکورات مراد لی ہی
اور جمعہ کا غسل زیادہ کیا ہی اور رازی کے قول سے معلوم ہوا کہ عہد سے نبوت
مراد ہی **قولہ تعالے** وَلَا تَاْكُلُوْٓا اَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ وَتُدْلُوْا بِهَآ اِلَى
الْحُكَّامِ لِتَاْكُلُوْا فَرِيْقًا مِّنْ اَمْوَالِ النَّاسِ بِالْاِثْمِ وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ **ت** اور نہ
کھاؤ مال ایک دوسرےکے آپس مین ناحق اور نہ پہنچاؤ انکو حاکمون تک کہ کھا جاؤ
کاٹ کر لوگونکے مال مین سے مارے گناہ کے اور تمکو معلوم ہی **ف** تفسیر
احمدی مین ہی کہ اثم سے مراد جھوٹھی گواہی ہی یا جھوٹھی قسم یا صلح کرنا باوجود اسکے
کہ جسکے لیے حکم کیا ہی اسکو ظالم جانتا ہی اسصورتمین حکام سے حکام شریعت مراد
ہین جیسے قاضی اور مفتی اور سلطان اور حاصل یہ ہی کہ جو تم جانتے ہو کہ فی الحقیقت

سیقول ۲ البقرہ ع ۲۳ ۱۸

دعوی مین اگر گواه لاوے اور سوگند اور صلح مین باطل مین اور ظاہر تقریر سے سچا ہو تو اس مالکو
نه لو اور نه کھاؤ اسمین دلیل ہی که ایسا مال کھانا حرام ہے اور جو قاضی جھوٹھی گواہی پر
حکم کرے ظاہر مین جاری ہوگا پر باطن مین نہین یہی ہی مذہب شیخین اور شافعی کا
بخلاف ابی حنیفه کے که انکے نزدیک ظاہرًا اور باطنًا جاری ہوگا اور بعضون نے
کہا ہی که حکام سے حکام ظالم مراد ہین مدعا یه که ظالمونکو رشوت دیکر آدمیونکا مال
فساد اور غصب اور حیل خوری سے نه کھاؤ یه حرام ہی پر بعض فتاوی سے معلوم
ہوتا ہی که جو کوئی حاکمونکا جلیس اور انیس ہو اس رعب سے کسی سے کچھ لیکر اسکے
کام بنانے پر مستعد ہو اور کسی اور مسلم کا ضرر نہو تو بعضونکے نزدیک جائز ہی اور ہدایه
سے ہی که ظلم کے دفع کے لئے رشوت دینا روا ہی اور اکلیل مین ہی که اس سے
معلوم ہوتا ہی که بے وجه شرعی مال کھانا حرام ہی اور ناحق لڑائی کرنا حرام ہی مجاہد نے
آیت کے تفسیر مین کہا ہی که لڑائی مت کرو جو تم آپکو ظالم جانتے ہو اور پوچھا گیا که حاکم
ظاہر اسباب پر حکم کرے وہ اپنے کامون پر ثواب پاتا ہی پر واقع مین نہین **قوله
تعالی** یَسْئَلُونَكَ عَنِ الْأَهِلَّةِ قُلْ هِيَ مَوَاقِيتُ لِلنَّاسِ وَالْحَجِّ وَلَيْسَ الْبِرُّ بِأَنْ تَأْتُوا
الْبُيُوتَ مِنْ ظُهُورِهَا وَلَٰكِنَّ الْبِرَّ مَنِ اتَّقَىٰ وَأْتُوا الْبُيُوتَ مِنْ أَبْوَابِهَا وَاتَّقُوا اللَّهَ لَعَلَّكُمْ
تُفْلِحُونَ **ت** تجھسے پوچھتے ہین چاند کا نیا نکلنا تو کہه یه وقت ٹھہرے ہین واسطے
لوگونکے اور واسطے حج کے اور نیکی یه نہین که گھرونمین آو چھت پر سے لیکن نیکی وہی
ہی که جو کوئی بچتا رہے اور گھرونمین آو دروازونسے اور اللہ سے ڈرتے رہو شاید تم
مرادکو پہنچو **ف** اکلیل مین ہی که اس سے معلوم ہوا که مہینے شرعی ہلالی ہین نه عددی
اور حنفیه نے اس سے دلیل پکڑی ہی که سال بھر حج کا احرام باندھنا جائز ہی اور حقیقت
مین یه دلیل حنفیه کی نہین ہو سکتی کیونکه اگر ایسا ہی ہوتا تو ہلال کی حاجت کیا تھی
اور ہلال کی حاجت فقط اس لئے ہی تو حج مخصوص ہو جاوے اشہر معلوم مین

۱۸ قولہ تعالیٰ اَلرِّجَالُ قَوَّامُوْنَ عَلَی النِّسَآءِ بِمَا فَضَّلَ اللّٰہُ بَعْضَہُمْ عَلٰی بَعْضٍ وَّبِمَآ اَنْفَقُوْا مِنْ اَمْوَالِہِمْ فَالصّٰلِحٰتُ قٰنِتٰتٌ حٰفِظٰتٌ لِّلْغَیْبِ بِمَا حَفِظَ اللّٰہُ وَالّٰتِیْ تَخَافُوْنَ نُشُوْزَہُنَّ فَعِظُوْہُنَّ وَاہْجُرُوْہُنَّ فِی الْمَضَاجِعِ وَاضْرِبُوْہُنَّ فَاِنْ اَطَعْنَکُمْ فَلَا تَبْغُوْا عَلَیْہِنَّ سَبِیْلًا اِنَّ اللّٰہَ کَانَ عَلِیًّا کَبِیْرًا وَاِنْ خِفْتُمْ شِقَاقَ بَیْنِہِمَا فَابْعَثُوْا حَکَمًا مِّنْ اَہْلِہٖ وَحَکَمًا مِّنْ اَہْلِہَا اِنْ یُّرِیْدَآ اِصْلَاحًا یُّوَفِّقِ اللّٰہُ بَیْنَہُمَا اِنَّ اللّٰہَ کَانَ عَلِیْمًا خَبِیْرًا

ت مرد حاکم ہین عورتون پر اسواسطے کہ بڑائی دی اللہ نے ایک کو ایک پر اور اسواسطے کہ خرچ کئے انھون اپنے مال پھر جو نیکبختین ہین سو حکم بردار ہین خبرداری کرتیان ہین پیٹھ پیچھے اللہ کے خبرداری سے اور جنکے بدخوئی کا ڈر ہو تمکو تو انکو سمجھاؤ اور جدا کرو سونے مین اور مارو پھر اگر تمھارے حکم مین آوین تو مت تلاش کرو انپر راہ الزام کی بیشک اللہ ہی سب اوپر بڑا اور اگر تم لوگ ڈرو کہ وہ دونو آپس مین ضد رکھتے ہین تو کھڑا کرو ایک منصف مرد والون مین اور ایک منصف عورت والون مین سے اگر یہ دونو چاہینگے صلح تو اللہ ملاپ کردیگا انمین اور اللہ سب جانتا خبر رکھتا

ف موضح القرآن مین ہے کہ اللہ نے مرد کا درجہ اوپر بنایا تو عورت کو حکم برداری چاہیئے اور اگر ایک عورت بدخوئی کرے تو مرد پہلے درجے سمجھاوے دوسرے درجے جدا سووے لیکن اسی گھر مین پھر آخر درجے مارے بھی لیکن نہ ایسا کہ ضرب پہنچے ۱۲ اور اکلیل مین ہے کہ اس سے معلوم ہوا کہ عورتکو نکلنا منع ہے کیونکہ نکلنا نفقہ کے تلاش کے لیئے چاہیئے جب مرد پر نفقہ ہوا تو حاجت نکلنے کی نرہی اور پوچھا گیا کہ جو مرد عورت کے نفقہ سے عاجز ہو تو وہ عورت پر حاکم نہین اسصورت مین جدا اسکو

ولایت منع خروج کی تھی ساقط ہو لی اور بعضون نے دلیل پکڑی ہے کہ جب
مرد عورتونکے نفقہ سے عاجز ہو تب فسخ نکاح جائز ہے کیونکہ اب وہ قوام نہین
رہا اور نکاح کی غرض مقصود سے نکل گیا اور بعضون نے دلیل پکڑی ہے کہ
عورتونکو امامت عظمی کی ولایت نہین درست ہے کیونکہ اللہ نے مردونکو عورت
پر حاکم کیا اب جائز نہین کہ عورت مرد پر حاکم ہو اور والتی تخافون نشوزھن
کے آیہ مین عورتونکے ادب دینے کا بیان ہے یعنے جو بدخوئی کا ڈر ہو باین
طور کہ اسکی علامات پائین جائین تو انکو سمجھاؤ اور اللہ کے عذاب سے ڈراو
جو نمانے تو جدا کر و سوتمین یعنے ایک مین نسو وین اور جو سو وین تو مرد عورت
کیطرف پیٹھ دے کر سو وین اور صحبت نکرے یہ دو روایت ابن عباس کی
ہین اور عکرمہ نے کہا ہے کہ جدائی سے یہ مراد ہے کہ نہ بولین نہ یہ کہ صحبت
نکرین اور اگر نمانین تو مارنا روا ہے پر جو اطاعت کرتے ہو تو مارنا روا نہین اور
ابن ابی حاتم نے علی رضا اور ابن عباس کیطرق سے نکالا ہے کہ وان خفتم الآیۃ
ان مرد اور عورتونکے شانین کہ آپس مین کچہ فساد ہے اللہ نے حکم کیا کہ ایک شخص
مرد کے طرف سے اور ایک عورتکی طرف سے مقرر ہو وہ دیکھین کہ کون گنہگار رہے
جو مرد ہو تو اسکو نفقہ کے لئے بند کرین اور عورت سے علیحدہ رکھین اور جو عورت
ہو تو خاوند کے لئے بند کرین اور نفقہ موقوف رکھین پھر جب ان دونوکی
رائے عورت اور مرد کے ملاپ پر یا بگاڑ پر متفق ہو وہی چاہئے جو مصلحت
دیکھے کہ دونومین ملاپ ہوا اور ایک اُنمین سے راضی ہے اور دوسرا
ناراض پھر کوئی مرگیا جو راضی تھا وہ ناراض کا وارث ہو گا اور ناراض راضی کا
وارث نہو گا اور فابعثوا کا خطاب حکام سے ہے اور سدی سے روایت ہے
کہ وہ حین سے اول صورت سے بعضون نے دلیل پکڑی ہے کہ دونو منصف حاکم

کے طرف سے ولی ہین جو چاہین طلاق یا غیر طلاق کا حکم کرین زوجین کی رضا شرط
نہین ہی اور دوسری صورت سے بعضون نے دلیل پکڑی ہی کہ دونو منصف زوجین
کے وکیل ہین رضا زوجین کی شرط ہی اور حسن اور قتادہ نے کہا ہی کہ منصفون
پر ملاپ کروانا واجب ہی اور طلاق کا اختیار انکو نہین ہی کیونکہ اسکا ذکر اللہ
نے نہین کیا قولہ تعالے وَاعْبُدُوا اللّٰہَ وَلَا تُشْرِکُوْا بِہٖ شَیْئًا وَّ بِالْوَالِدَیْنِ
اِحْسَانًا وَّ بِذِی الْقُرْبٰی وَالْیَتٰمٰی وَالْمَسٰکِیْنِ وَالْجَارِ ذِی الْقُرْبٰی وَالْجَارِ
الْجُنُبِ وَالصَّاحِبِ بِالْجَنْبِ وَابْنِ السَّبِیْلِ وَمَا مَلَکَتْ اَیْمَانُکُمْ اور
بندگی کرو اللہ کی اور ملا مت اسکی ساتھ کسیکو اور ماباپ سے نیکی اور قرابت
والون سے اور یتیمون سے اور فقیرون سے اور ہمسایہ قریب سے اور
ہمسایہ اجنبی سے اور برابر کے رفیق سے اور راہ کے مسافر سے اور اپنے
ہاتھ کے مال سے ف تفسیر احمدی مین ہی کہ اس آیہ مین بیان ہی سب حقوق کا
عبودیۃ کے حق چار ہین عہد کو پورا کرنا موجود پر راضی ہونا حدود کو نگاہ رکھنی
نہونے پر صبر کرنا اور والدین کے حق دو قسم ہین ایک قسم حیات مین ہی
جیسے نفقہ دینا اور کلام مین ادب کرنا اور اس چیز مین کہ موافق شرع کے ہی
اطاعت کرنی اور دوسری قسم بعد موت کے ہی جیسے انکے لئے دعا کرنی رحمت کی
اور استغفار پڑھنا اور ایسے ہی لڑکون کے حق ہین والدین پر گو یہان اللہ نے
بیان نہین فرمایا پر حدیثون مین یون لکھا ہی کہ ساتوین دن عقیقہ کرنا اور ناپاکی
اس سے دور کرنی اور چھٹے برس ادب سکھانا اور ساتوین برس محرمات
سے علیحدہ سولانا اور تیرھوین برس نماز کے لئے مارنا اور سولھوین برس
شادی کر دینی جب یہ ادا کرے ہاتھ پکڑ کر کہے کہ تجھکو مین نے ادب سکھایا
اور شادی کر دی اب پناہ مانگتا ہون دنیا مین تیرے فتنہ سے اور

آخرت مین تیرے عذاب سے اور ایسے ہی حق استاد کے شاگرد پر اور شاگرد
کے استاد پر اور شیخ کے طالب پر اور طالب کے شیخ پر بلکہ استاد اور شیخ
باپ سے افضل ہی تو ادب انکا زیادہ چاہیے اور اقربا دو قسم ہین ایک
وہ جو قرابت مین اقربا ہون دوسرے وہ جو دوستی مین اقربا ہون اقربا
کا حق یہ ہی کہ اُنپر پیشی کرے سلام کی اور کینہ اور حسد نکرے گر کوئی معاملہ
مین نزاع ہو گئی ہو اور حب اور قبیلہ کے لوگ اسپر تغلب کرین
تبین نزاع مین اُنسے ملے پر دوستی کے اقربا مقدم ہین اقرباء قرابت پر
اور یتیم اور مسکین کا حق یہ ہی کہ اُنپر مہربانی اور احسان کرے اور
سوال سے انکو غنی کرے اور جو کوئی اُنپر ظلم کرے تو اُسوقت مدد کرے
اور یتیم کے مال کو نکھاوے کیونکہ یہ حرام نص سے ثابت ہی اور جار ذی
القربی وہ ہمسایہ ہی کہ جو اسکے گھر سے قریب ہو یا ہمسایہ بھی ہو اور
نسب یا دین مین بھی اتصال ہو اور الجار الجنب وہ ہی کہ جسکا گھر دور ہو یا وہ کہ
جسے کچھ قرابت نہو اور بعضون نے کہا ہی کہ جار جنب وہ ہی کہ جسکا گھر گھر سے
ملا ہو اور حدیث مین ہی کہ ہمسایہ تین ہوتے ہین ایک وہ کہ جسکو تین حق ثابت ہین
ایک حق ہمسائیگی کا دوسرا حق قرابت کا اور تیسرا حق اسلام کا اور
دوسرا وہ کہ دو ہی حق ہون حق جوار اور حق اسلام تیسرا وہ ہی
کہ جسکو فقط حق جوار ہی کا ہو جیسے مشرک اور اہل کتاب ہمسایہ کی
حد چالیس گھرون تک ہی اور ہمسایہ کے حق یہ ہین کہ اپنی دیوار اسے
بلند نکرے کہ اسکے گھر کی ہوا بند ہو جاوے اور اسکے پر نالی
اور ناودان کو منع نکرے اور کھانے اور پینے اور کپڑے مین
فراموشی نکرے اور رنج اور غم مین مدد کرے جو کھلانے کی

طاقت ہو تو کھلاوے نہین تو یکنی کا نشان جیسے دھوان وغیرہ ظاہر نکرے
اور صاحب بالجنب سے اگر زوجہ مراد ہی تو اسکا یہ حق ہی کہ نفقہ دے اور
کپڑے اور گھر اور جو ایک سے زیادہ ہون تو رعایت نوبت کی کرے اور نماز
اور روزہ اور طہارت اور حیض اور نفاس اور استحاضہ کے حکم سکھلاوے
اور غیرت کہ غیر محرم کو اپنے گھر مین آنے نہ دے اور دھمکاتا رہے تو اسپر
غالب نہو اور عورتکو اُسی ہی خواہش پر نہ چھوڑے خصوصًا دینکے مقدمات مین
اور جو حق زوج کے زوجہ پر ہوتے ہین گو انکا ذکر آیۃ مین نہین ہی پر بیان کیا
چاہیئے وہ یہ کہ امور دینی اور دنیوی مین اسکی اطاعت کرے اور بغیر اُسکے حکم
کے کسیکو کوئی چیز نہ دے اور اُسکے گھر سے باہر نہ نکلے اور جب وہ ارادہ کرے
وطی کا تو یہ اپنے نفس کو اُس سے باہر نہ رکھے پر وقت ممنوع مین یا مکان مکروہ مین
اور صاحب بالجنب سے اگر رفیق اور یار مراد ہی تو اُسکے حقوق یہ کہ اسکی مدد کرے
اور اسکا عیب نکرے اور سکھاوے اور نصیحت کرے اور اسکے گناہ اور لغزش کو
معاف کرے اور حیاتین دُعاے خیر کرے اور موئے بعد اُسکے لئے استغفار کرے
اور اُسکے اولاد اور اہل پر احسان کرے اور ابن السبیل سے اگر مسافر غریب الوطن
مراد ہی تو اُسکے حقوق قریب ہین حقوق مسکین اور یتیم سے اور اگر مہمان مراد ہی کہ
جو بے طلب آیا تو حق اُسکا یہ ہی کہ اس سے نرمی کا کلام کرے اور ایسی خدمت
کرے کہ راضی ہو اور حتی المقدور اچھا کھانا کھلاوے تین دن تک ایسی ہی کرے
پھر مختار ہی اور لونڈی اور غلام کے حق یہ ہین کہ انکو کھلاوے جو آپ کھاوے
اور پہناوے جو آپ پہنے اور طاقت سے زیادہ کام نلے اور اُنپر عذاب نکرے
اور حق مالک کے غلام پر یہ ہین کہ اطاعت کرے اور مال اُسکا نگاہ رکھے اور فجر سے
عشا تک اُسکی خدمتمین رہے سواے اوقات نماز اور روزے کے اور موضح القرآن

ہین ہی کہ صاحب بالجنب سے وہ مراد فرمائی ہی کہ جو ایک کام ہین ساتھہ شریک ہو جیسے ایک استاد کے دو شاگرد یا ایک ہتھیار کے دو نوکر **قولہ تعالے**

اِنَّ اللّٰہَ یَاْمُرُکُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمٰنٰتِ اِلٰٓی اَھْلِھَا وَاِذَا حَکَمْتُمْ بَیْنَ النَّاسِ اَنْ تَحْکُمُوْا بِالْعَدْلِ اِنَّ اللّٰہَ نِعِمَّا یَعِظُکُمْ بِہٖ اِنَّ اللّٰہَ کَانَ سَمِیْعًا بَصِیْرًا ف

اللہ تمکو فرماتا ہی کہ پہنچا دو امانتین امانت والونکو اور جب چکوتی کرنے لگو لوگونمین تو چکوتی کرو انصاف سے اللہ اچھی نصیحت کرتا ہی تمکو اللہ ہی سنتا دیکھتا **ف**

تفسیر احمدی ہین ہی کہ یہ آیہ عام ہی سب امانتون اور مکلفونکو اس سے بہت مسئلہ ودیعت اور عاریت کے نکلتے ہین ایک یہ کہ مستعیر امانت رکھنیکی ملک نہین رکھتا ہی اور دوسرے یہ کہ جو امانت کو مالک کے گھر تک پہنچایا اور مستعار نفیس جیسے جواہر وغیرہ کو مالک کے گھر تک پہنچایا حقیقت مین تسلیم نہین بلکہ تسلیم وہ ہی کہ خود مالک کو دے اس سے معلوم ہوا کہ جو امانت یا مستعار نفیس مالک تک نہ پہنچائی اور تلف ہو گئی تو اسکا ضمان لازم ہی اور جو مستعار غیر نفیس مالک کے گھر تک پہنچائی یا مستعار گھوڑیکو مالک کے اصطبل تک پہنچایا تو تسلیم ہی اور تیسری یہ کہ امانت کے دینے مین مالک اور امانت رکھنے والے کا حاضر ہونا شرط نہین ہی اور ان تحکموا بالعدل سے دلیل ہی کہ ہر حکم پر عدل واجب ہی امام ہو یا قاضی یا حاکم اور ہر چیز مین واجب ہی دعوے ہو یا گواہی مانگنا یا سوگند اجنبی سے معاملہ ہو یا قرابت سے اور اکلیل مین ہی کہ مالکیہ نے عموم آیہ سے دلیل پکڑی ہی اسپر کہ جو حربی امان لیکے دار الاسلام مین آیا اور کسی پاس امانت رکھے پھر مر گیا یا مارا گیا واجب ہی کہ امانت کو حربی کے اہل کو دے دین اور جو مسلمان نے دار الحرب مین حربی سے قرض لیا اور نکل آیا اسکا وفا کرنا واجب ہی **قولہ تعالے وَاِذَا حُیِّیْتُمْ بِتَحِیَّۃٍ فَحَیُّوْا بِاَحْسَنَ مِنْھَآ اَوْ رُدُّوْھَا اِنَّ اللّٰہَ کَانَ عَلٰی**

كُلِّ شَيْءٍ حَسِيبًا ف اور جب تمکو دعا دیوے کوئی تو تم بھی دعا دو اُس سے بہتر
یا وہی کہو البتہ اللہ ہی ہر چیز کا حساب کرنیوالا ف تفسیر احمدی مین ہی کہ اس سے
معلوم ہوا کہ جو ایک نے جماعت پر سلام کیا اُسکا جواب با این مقدار کہ وعلیکم السلام
فرض ہی اور اس سے زائد کہنا یعنے ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کہنا افضل ہی اور بعضون
نے کہا ہی کہ سلام کرنیوالا جو مسلم ہی تو زائد الفاظ کہنا افضل ہی اور جو ذمی ہی
تو اسیکا پھیرنا چاہیے اور نخعی سے روایت ہی کہ ذمی سے جب غرض ہو تو ابتدا
اُسپر سلام کرے اور ابو حنیفہ سے ہی کہ ابتدا مطلقاً نچاہیے ابو یوسف سے ہی کہ
سلام اور مصافحہ کچھ نچاہیے جب ان پاس کوئی جاوے کہے والسلام علی من
اتبع الہدیٰ اور دنیا کے مصلحت کے لیے ہو اسکے حق مین مضائقہ نہین اور
لائق ہی کہ مرد اپنی عورت پر اور چلنے والا بیٹھے ہوئے پر اور سوار پیادہ پر اور گھوڑے
کا سوار گدھے کے سوار پر اور بڑا چھوٹے پر اور کم بہت پر سلام کرے اور جو شطرنج
یا نرد کھیلتا ہو یا اپنی حاجت مین بیٹھا ہو یا بیعذر برہنہ ہو حمام یا اور مقام مین اوپر
سے ہی کہ اُسپر سلام نچاہیے اور خطبہ مین یا جب قرآن زور سے پڑھے یا حدیث
کی روایت ہو یا علم کا ذکر ہو یا اذان یا اقامت ہو اِن صورتون مین بھی نچاہیے
ا قولہ تعالے وَلُوطًا اِذْ قَالَ لِقَوْمِهٖٓ اَتَاْتُوْنَ الْفَاحِشَةَ مَا سَبَقَكُمْ
بِهَا مِنْ اَحَدٍ مِّنَ الْعَالَمِيْنَ ف اور لوط کو بھیجا جب کہا اپنی قوم کو کیا کرتے ہو
بیحیائی تم سے پہلے نہین کی کسینے جہان مین ف تفسیر احمدی مین ہی یہ آیۃ اگرچہ
قوم لوط کے قصہ مین ہی پر اس فائدہ سے کہ امت سابق کی شریعت کو جب اللہ
اور رسول نے ہمپر قصہ فرمایا بغیر انکار کے وہ ہمارے لئے شریعت ہی اس سے
دلیل ہی لواطت کے حرمت پر ہمارے نزدیک اسمین حد نہین ہی پر تعزیر واجب
ہی بعضون کے نزدیک جلا دینا ہی اور بعضون کے نزدیک ڈبا دینا اور

بعضونکے نزدیک اوپر سے گراکر پتھر مارنا اور صاحبین اور شافعی کے نزدیک
حد اسکی مثل حد زنا کے اور دلیلین جانبین کے کتاب الحدود مین مذکور ہو چکے
ہین قوله تعالے اَلَّذِيْنَ يَتَّبِعُوْنَ الرَّسُوْلَ النَّبِيَّ الْاُمِّيَّ الَّذِيْ يَجِدُوْنَهٗ
مَكْتُوْبًا عِنْدَهُمْ فِي التَّوْرٰىةِ وَالْاِنْجِيْلِ يَاْمُرُهُمْ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهٰهُمْ عَنِ الْمُنْكَرِ
وَيُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبٰتِ وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبٰٓئِثَ وَيَضَعُ عَنْهُمْ اِصْرَهُمْ وَالْاَغْلٰلَ
الَّتِيْ كَانَتْ عَلَيْهِمْ فَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِهٖ وَعَزَّرُوْهُ وَنَصَرُوْهُ وَاتَّبَعُوا النُّوْرَ
الَّذِيْٓ اُنْزِلَ مَعَهٗٓ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ف وہ جو تابعدار ہوتے ہین اس
رسول کے جو نبی ہی امی جسکو پاتے ہین لکھا ہوا اپنے پاس توریت اور انجیل مین وہ
بتاتا ہی اُنکو نیک کام اور منع کرتا ہی بُری سے اور حلال کرتا ہی اُنکے واسطے
سب پاک چیزین اور حرام کرتا ہی اُنپر ناپاک اور اتارتا ہی اُنسے بوجھ اُنکے اور
پھانسیان جو اُن پر تھین سو جو اسپر یقین لائے اور اسکی رفاقت کی اور مدد کی اور
تابع ہوئے اُس نور کے جو اسکے ساتھی اُترا ہی وہی پہنچے مراد کو ف تفسیر احمدی
مین ہی کہ طیبات سے وہ مراد ہی جو یہود پر حرام تھی چربی وغیرہ یا وہ جو شریعت مین
حلال ہی جیسے وہ ذبیحہ کہ جن پر اللہ کا نام لیا گیا اور جسکا کسب حرام سے خالی ہو
اور خبائث سے وہ مراد ہین کہ جو آیہ انما حرم علیکم کے تحت مین ہی یا وہ جو حکم
مین خبیث ہو جیسے سود کھانا اور رشوت لینی اسمین دلیل ہی کہ سوائے مچھلی کے
دریا کے اور جانور حرام ہین کیونکہ وہ خبیثہ ہین اس صورت مین رد ہی شافعی پر جو
قائل ہین کہ سب جانور دریا کے حلال ہین اور قاضی بیضاوی کی رائی یہ ہی
اصر اور اغلال دونوسے تکالیف شاقہ مُراد ہی پر اکثرون نے دونو مین فرق
کیا ہی صاحب کشاف نے کہا ہی کہ اصر وہ ہی جو توبہ کے عوض قتل نفس کرتے اور
اغلال وہ جو اُنکے شریعتون مین شاقہ تھی جیسے قتل مین فقط قصاص ہونا اور دیت اور

عضو کا مشروع ہونا اور خاطی کے عضو کا ٹنا اور نجاست کے مقام کو کاٹنا آدمی کا
چمڑا ہو یا کپڑا اور لوٹ کو جلا دینا اور سنیچر کی حرمت رکھنی اور امام زاہد نے کہا ہے کہ
رات کو نماز فرض ہوتی اور چوتھائی مال مین زکوۃ دینی اور سنیچر کی حرمت کرنی اصر
ہی اور خاطئہ کے عضو کاٹنے اغلال ہے اور بعضون نے کہا ہے کہ دن رات
مین پچاس نمازین واجب ہوتی اور فقط مسجد مین نماز روا ہوتی اور روزہ مین
تہائی راتکی بعد جماع حرام ہونا اور سونیکے بعد کھانا حرام ہونا اور نیکی کی جزا ایک
ہی ہونا نہ دس اغلال ہے خلاصہ یہ ہے کہ خبائث ہمپر حرام ہین اور اصر اور اغلال
معاف ۵۱ **قوله تعالی** وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِي حَرَّمَ اللهُ إِلَّا بِالْحَقِّ وَمَنْ
قُتِلَ مَظْلُومًا فَقَدْ جَعَلْنَا لِوَلِيِّهِ سُلْطَانًا فَلَا يُسْرِفْ فِي الْقَتْلِ إِنَّهُ كَانَ
مَنْصُورًا **ف** اور نہ مارو جان جو منع کی اللہ نے مگر حق پر اور جو مارا گیا ظلم
سے تو ہمنے دیا اسکے وارثکو زور سو اب ہاتھ نچھوڑے خون پر اسکو مدد ہوئی ہے
ف تفسیر احمدی مین ہے کہ حق تین وجہ سے ہوتا ہے یا مرتد ہو یا قتل عمدا یا محصن
سے زنا ہو اور آیہ مین دلیل ہے کہ ولی کو قصاص لینا چاہیے عصبات کے ترتیب کے
موافق اور جسکا کوئی ولی نہو اسکا بادشاہ ولی ہے اور صاحب مدارک نے کہا
ہے کہ ظاہر آیۃ سے دلیل ہے اسپر کہ حر اور عبد اور مسلم اور ذمی کے درمیان مین
قصاص چاہیے کیونکہ نفس ذمی اور عبد کا بھی محرم ہے ۵۲ **قوله تعالی**
وَأَوْحَيْنَا إِلَى مُوسَى وَأَخِيهِ أَنْ تَبَوَّآ لِقَوْمِكُمَا بِمِصْرَ بُيُوتًا وَاجْعَلُوا بُيُوتَكُمْ
قِبْلَةً وَأَقِيمُوا الصَّلَوٰةَ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِينَ **ف** اور حکم بھیجا موسی کو اور اسکے بھائی
کو کہ ٹھہرا او اپنی قوم کے واسطے مصر مین سے گھر اور بناؤ اپنے گھر قبلہ کیطرف اور قائم
کرو نماز اور خوشخبری دے ایمان والونکو **ف** تفسیر احمدی مین ہے کہ یہ آیۃ دلیل ہے
اسپر کہ گھر مین مسجد کر لینی مشروع ہے فقہا اسکو مسجد البیت کہتے ہین اسکو

مسجد جماعت کا حکم نہین ہی اسلیے روا ہی وطی اور بول اور براز اس گھر کے اوپر
کہ جسمین مسجد ہی اور مسجد کے کوٹھی پر نہین روا ہی ہدایہ کے شرح مین ہی کہ نوافل
مسجد البیت مین مستحب ہی حضرت اور جمہور سلف نفل اور سنت رواتب خصوصا
فجر کی سنت اور سنت جمعہ لوٹ کر گھر مین ادا کرتے تھے **قولہ تعالے** وَلَا تُکْرِھُوْا
فَتَیٰتِکُمْ عَلَی الْبِغَاۤءِ اِنْ اَرَدْنَ تَحَصُّنًا لِّتَبْتَغُوْا عَرَضَ الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا وَمَنْ یُّکْرِھْھُّنَّ
فَاِنَّ اللّٰہَ مِنْۢ بَعْدِ اِکْرَاھِھِنَّ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ **ت** اور نہ زور کرو اپنی چھوکریون پر بدکاری کے
واسطے اگر وہ چاہین قید سے رہنا کہ کمایا چاہو اسباب دنیا کے زندگانی کا اور جو کوئی
اُنپر زور کرے تو اللہ انکے بے بسی پیچھے بخشنے والا مہربان ہی **ف** موضح القرآن مین ہی
کہ لونڈیونسے بدکاری کروانی مال کمانیکو بڑا وبال ہی خواہ خوش ہون خواہ ناخوش ہون
ناخوشی پر اور زیادہ وہ مال اپنا پاک ہی اور ناخوشی مین لونڈی بیگناہ ہی **قولہ تعالے**
یٰۤاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لِیَسْتَاْذِنْکُمُ الَّذِیْنَ مَلَکَتْ اَیْمَانُکُمْ وَالَّذِیْنَ لَمْ یَبْلُغُوا الْحُلُمَ
مِنْکُمْ ثَلٰثَ مَرّٰتٍ مِنْ قَبْلِ صَلٰوۃِ الْفَجْرِ وَحِیْنَ تَضَعُوْنَ ثِیَابَکُمْ مِّنَ الظَّھِیْرَۃِ وَمِنْۢ بَعْدِ
صَلٰوۃِ الْعِشَاۗءِ ثَلٰثُ عَوْرٰتٍ لَّکُمْ لَیْسَ عَلَیْکُمْ وَلَا عَلَیْھِمْ جُنَاحٌۢ بَعْدَھُنَّ طَوّٰفُوْنَ
عَلَیْکُمْ بَعْضُکُمْ عَلٰی بَعْضٍ کَذٰلِکَ یُبَیِّنُ اللّٰہُ لَکُمُ الْاٰیٰتِ وَاللّٰہُ عَلِیْمٌ حَکِیْمٌ وَاِذَا بَلَغَ
الْاَطْفَالُ مِنْکُمُ الْحُلُمَ فَلْیَسْتَاْذِنُوْا کَمَا اسْتَاْذَنَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِھِمْ کَذٰلِکَ یُبَیِّنُ اللّٰہُ
لَکُمْ اٰیٰتِہٖ وَاللّٰہُ عَلِیْمٌ حَکِیْمٌ **ت** اے ایمان والو پروانگی مانگ کر آوین تم مین سے جو تمھارے
ہاتھ کے مال ہین اور جو نہین پہنچے تم مین عقل کی حد کو تین بار فجر کی نماز سے پہلے اور جب
اُتار رکھتے اپنے کپڑے دوپہر مین اور عشا کے نماز سے پیچھے یہ تین وقت کھلنے کے
ہین تمھارے کچھہ گناہ نہین تمپر نہ انپر انکے پیچھے پھرا ہی کرتے ہو ایک دوسرے پاس
یون کھولتا ہی اللہ تمھارے آگے باتین اور اللہ سب جانتا ہی حکمت والا اور جب
پہنچے لڑکے تم مین عقل کے حد کو تو ویسی پروانگی لین جیسے لیتے رہے ہین اُنسے اگلے یون

کھول سناتا ہی اللہ تمکو اپنی باتین اور اللہ سب جانتا ہی حکمت والا ف تفسیر احمدی مین
ہی کہ لڑکے بالغ کو ہر وقت اذن چاہیئے اور مدعا یہ ہی کہ پردا کی لینے مین خوب احتیاط
کرے آدمی اسیطرح نقل ہی سعید بن جبیر سے ہی کہ لوگ آیات استیذان کو منسوخ
سمجھتے ہین قسم خدا کی کہ منسوخ نہین ہی لوگونکی سستی ہی اکلیل مین ہی کہ بعضونکے
نزدیک منسوخ ہی اور بعضونکے نزدیک محکم ہر دو صورتین حکم اسکا مستحب ہی یا واجب
اور سعید بن جبیر سے ہی کہ ما ملکت ایمانکم سے عام مراد ہی لونڈی ہو یا غلام او
آیۃ سے پوچھا گیا کہ سونیکا وقت عشا کے بعد ہی اور فجر کے قبل اور ظہر کے وقت
اس سے معلوم ہوا کہ اور وقتونمین جیسے عشا کے قبل اور فجر کے بعد سونا مکروہ
ہی اور یہ بھی دلیل ہی کہ خلوتمین عورتنکا کشف درست ہی اور واذا بلغ الاطفال
الآیۃ سے سعید بن مسیب نے کہا ہی کہ اولاد بالغ والدین کے پاس بے اجازت
نجاوین قولہ تعالے وَالْقَوَاعِدُ مِنَ النِّسَاءِ الّٰتِي لَا يَرْجُوْنَ نِكَاحًا فَلَيْسَ عَلَيْهِنَّ
جُنَاحٌ اَنْ يَّضَعْنَ ثِيَابَهُنَّ غَيْرَ مُتَبَرِّجَاتٍ بِزِيْنَةٍ وَاَنْ يَّسْتَعْفِفْنَ خَيْرٌ لَّهُنَّ وَاللّٰهُ
سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ف اور جو بیٹھ رہی ہین تمھارے عورتون مین جنکو توقع نہین بیاہ کی
انپر گناہ نہین کہ اتار رکھین اپنے کپڑے یہ نہین کہ دکھاتی پھرین اپنا سینگار اور
اس سے بھی بچین تو بہتر ہی انکو اور اللہ سب سنتا ہی جانتا ف موضح القرآن مین ہی
کہ یعنی بوڑھین عورتین گھر مین تھوڑے کپڑونمین رہین تو درست ہی اور پورا پردہ
رکھین تو اور بہتر ہی قولہ تعالے لَيْسَ عَلَى الْاَعْمٰى حَرَجٌ وَّلَا عَلَى الْاَعْرَجِ حَرَجٌ
وَّلَا عَلَى الْمَرِيْضِ حَرَجٌ وَّلَا عَلٰٓى اَنْفُسِكُمْ اَنْ تَاْكُلُوْا مِنْ بُيُوْتِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ
اٰبَآئِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ اُمَّهٰتِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ اِخْوَانِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ اَخَوٰتِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ
اَعْمَامِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ عَمّٰتِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ اَخْوَالِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ خٰلٰتِكُمْ اَوْ مَا
مَلَكْتُمْ مَّفَاتِحَهٗٓ اَوْ صَدِيْقِكُمْ لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَاْكُلُوْا جَمِيْعًا

اَوۡ اَشۡتَاتًا ؕ فَاِذَا دَخَلۡتُمۡ بُيُوۡتًا فَسَلِّمُوۡا عَلٰۤى اَنۡفُسِكُمۡ تَحِيَّةً مِّنۡ عِنۡدِ اللّٰهِ
مُبٰرَكَةً طَيِّبَةً ؕ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ الۡاٰيٰتِ لَعَلَّكُمۡ تَعۡقِلُوۡنَ ۝ ف نہین
اندہے پر کچھہ تکلیف اور نہ لنگڑے پر تکلیف اور نہ بیمار پر تکلیف فائدہ یعنے جو
تکلیف کے کام ہین وہ انکو معاف ہین جہاد اور حج اور جمعہ اور جماعت اور ایسے
چیزین اور نہین تکلیف تم لوگون پر کہ کہا لو اپنے گھر سے یا اپنے باپکے گھر سے
یا اپنے ماکے گھر سے یا اپنے بھائی کے گھر سے یا اپنے بہن کے گھر سے یا اپنے
چچاکے گھر سے یا اپنی پھوپھی کے گھر سے یا اپنے ماموںکے گھر سے یا اپنے خالہ کے
گھر سے یا جسکے کنجیونکے مالک ہوئے ہو یا اپنے دوست کے گھر سے نہین گناہ
تمپر کہ کھاؤ ملکر یا جدا پھر جب جانے لگو کبھی گھرون مین تو سلام کہو اپنے لوگون پر نیک
دعا ہے اللہ کی ہان سے برکت کی ستھری یون کھولتا ہے اللہ تمھارے آگے باتین
شاید تم بوجھہ رکھو ف موضح القرآن مین ہے کہ یعنے اپنائیت کے علاقہ مین کھانیکی
چیزکو ہر وقت پوچھنا ضرور نہین نہ کھانیوالا حجاب کرے نہ گھر والا دریغ کرے مگر
عورتکا گھر اگر اسکے خاوند کا ہو اسکی مرضی چاہیے اور ملکر کھاؤ یا جدا یعنے اسکی تکرار دلمین
نرکھو کہ کسنے کم کیا یا کسنے زیادہ سب نے ملکر پکایا یا سب نے ملکر کھایا اور اگر ایک شخص
کی مرضی ہو پھر ہرگز درست نہین کسیکی چیز کھالی اور تقید فرمایا سلام کا آپسکے ملاقات مین
اس سے بہتر دعا نہین جو لوگ اسکو چھوڑکر اور لفظ ٹھہراتے ہین اللہ کی تجویز سے انکی تجویز بہتر
نہین ۱۲ اور مدارک مین ہے بیوت خالاتکم کے تحت مین کہ یہ گروہ کا اذن
دلالت ثابت ہے کچھہ اذن لینے کی حاجت نہین ہے اور مفاتح کے مالک سے
وکالت یا نگاہبانی مراد ہے یعنے جو وکیل یا نگہبان ہو خزانہ کا تو بقدر ضرورت
اسکو اس سے کھانا درست ہے اور بعضون نے کہا ہے کہ او ما ملکتم مفاتحہ
سے غلامونکے گھر مراد ہین کیونکہ وہ مملوک ہوتے ہین انکے گھر سے کوئی چیز

اذن بھی لینا روا ہی اور صدیقکم سے یہ مراد ہی جو یار سچا ہو اسکے گھر سے بغیر
اذن کھانا درست ہی پر اس زمانہ مین چونکہ بخل غالب ہی اسلیئے اذن کھانا نہین
چاہیئے اور بعضے انصار کا معمول تھا کہ جبتک مہمان نہ آتا تب تک نہ کھاتے
اسکی دفع حرج کے لئے حکم ہوا لیس علیکم جناح ان تاکلوا جمیعا او اشتاتا
اور فاذا دخلتم بیوتا سے اگر بیوت مذکورہ مراد ہی تو انفسکم سے اہل مراد ہین
دین کے ہون یا قرابت کے اور اگر بیوت خالی یا مسجد مراد ہی تو علی انفسکم سے
معنے حقیقی پر ہی کیونکہ جب خالی گھر یا مسجد ہو تو سنت ہی کہ کہے السلام علینا
وعلی عباد اللہ الصالحین قولہ تعالے وَالشُّعَرَآءُ یَتَّبِعُہُمُ الْغَاوُوْنَ ۝ اَلَمْ
تَرَ اَنَّہُمْ فِیْ کُلِّ وَادٍ یَّہِیْمُوْنَ وَاَنَّہُمْ یَقُوْلُوْنَ مَا لَا یَفْعَلُوْنَ اِلَّا الَّذِیْنَ
اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَذَکَرُوا اللّٰہَ کَثِیْرًا وَّانْتَصَرُوْا مِنْ بَعْدِ مَا ظُلِمُوْا وَسَیَعْلَمُ
الَّذِیْنَ ظَلَمُوْٓا اَیَّ مُنْقَلَبٍ یَّنْقَلِبُوْنَ ۝ ف اور شاعروں کے بات پر چلین وہی جو بیراہ
ہین فائدہ تو نے نہین دیکھا کہ وہ ہر میدان مین سر مارتے پھرتے ہین اور یہ کہ
وہ کہتے ہین جو نہین کرتے مگر وہ کہ یقین لائے اور کین نیکیان اور یاد کی اللہ
کی بہت اور بدلا لیا اس پیچھے کہ اُنپر ظلم ہوا اور اب معلوم کرینگے ظلم کرنیوالے کس
کروٹ لٹتے ہین فائدہ ف تفسیر حسینی مین ہی کہ جب شعرا کا بیان ہوا کہ یہ اوصاف
بد رکھتے ہین عبد اللہ بن رواحہ اور حسان بن ثابت کہ صحابہ تھے اور مشرکون کے
ہجو مین اشعار کہتے ڈرتے کہ ایسا نہو کہ وہ بھی اُن صفتونسے موصوف ہون اور حضرت
پاس آئے تب آیۃ الا الذین آمنوا الآیۃ نازل ہوئی اس سے معلوم ہوا کہ شعر کہنا
گناہ ہی پر جو شعر کہ اللہ جل شانہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے مدح مین ہو یا مشرکون کے
جواب مین یا ہجو مین تو درست ہی اور اکلیل مین ہی کہ ان آیات سے معلوم ہوا کہ شعر
کہنا اور مدح یا ہجو مین بہت مبالغہ کرنا برا ہی اور زاہد اور ادب اور مکارم اخلاق

مین شعر کہنا روا ہی **قولہ تعالے** اِنَّ اللّٰہَ عِندَہٗ عِلمُ السَّاعَۃِ وَیُنَزِّلُ الغَیثَ
وَیَعلَمُ مَا فِی الاَرحَامِ وَمَا تَدرِی نَفسٌ مَّاذَا تَکسِبُ غَدًا وَمَا تَدرِی نَفسٌ
بِاَیِّ اَرضٍ تَمُوتُ اِنَّ اللّٰہَ عَلِیمٌ خَبِیرٌ **ت** اللہ ہی کے پاس ہی جو قیامت
کی خبر اور اُتارتا ہی مینہ اور جانتا ہی جو ہی ما کے پیٹ مین اور کوئی بھی نہین جانتا
کیا کریگا کل اور کوئی بھی نہین جانتا کس زمین مین مریگا تحقیق اللہ ہی سب جانتا ہی
خبردار **ف** تفسیر احمدیہ مین ہی کہ اس سے معلوم ہوا کہ جو کوئی اُن پانچون کے علم کا دعوی
کرے وہ جھوٹا ہی اور منجم جو چیز غیب کی بتلاتا ہی وہ قیاس سے اور طالع کے نظر
سے کرتا ہی اور قاعدہ یہ ہی کہ جو شے دلیل سے بوجھی جاتی ہی غیب مین نہین ہی

الحمد للہ کہ یہ کتاب مستطاب بہ تفسیر آیات الاحکام ساتھ اختتام کے پہنچی

تتمہ خاص اکلیل سے ہی یہان ہر آیت کے تحت مین کتاب پر حوالہ کرنیکی حاجت
نہین ہی **کتاب الایمان** وَمَا کَانَ لِنَفسٍ اَن تَمُوتَ اِلَّا بِاِذنِ اللّٰہِ کِتٰبًا
مُّؤَجَّلًا **ت** اور کوئی بھی مر نہین سکتا بغیر حکم اللہ کے لکھا ہوا وعدہ **ف** اس سے
معلوم ہوا کہ اجل نہ زیادہ ہوتی ہی نہ کم اور جو کوئی مارا جاتا ہی وہ اپنے موت سے مرتا ہی
قولہ تعالے یٰبَنِیَّ لَا تَدخُلُوا مِن بَابٍ وَّاحِدٍ وَّادخُلُوا مِن اَبوَابٍ مُّتَفَرِّقَۃٍ
وَمَا اُغنِی عَنکُم مِّنَ اللّٰہِ مِن شَیءٍ **ت** اے بیٹو نہ داخل ہو جیو ایک دروازے
سے اور پیٹھیو کئی دروازوں سے جدا جدا اور مین نہین بچا سکتا تمکو اللہ کے کسی
چیزون سے **ف** اس سے معلوم ہوا کہ چشم بد کی تاثیر حق ہی اور خدا کے حکم
سے کوئی بچ نہین سکتا **قولہ تعالے** فَلَا نُقِیمُ لَہُم یَومَ القِیٰمَۃِ وَزنًا
ت پھر نہ کھڑے کرینگے ہم اُنکے واسطے قیامت کے دن تول **ف** اس
سے بعضون نے دلیل پکڑی ہی کہ کافرونکے اعمال تولے نجاوینگے وزن فقط مومنون
کو مخصوص ہی **قولہ تعالے** تَحِیَّتُہُم یَومَ یَلقَونَہٗ سَلٰمٌ **ت** دعا انکی

حسن

جسدن اس سے ملین گے سلام ہے ف ابن مسعودؓ سے ہی کہ جب ملک الموت روح
کے قبض کے لیے آتا ہے مومنون سے کہتا ہے کہ رب تمہارا انکو سلام کہتا
ہے قوله تعالے وَاِذْ اَسَرَّ النَّبِيُّ اِلٰى بَعْضِ اَزْوَاجِهٖ حَدِيْثًا ت
اور جب چھپا کر کہی نبی نے اپنی عورت سے ایک بات ف ابن حاتم نے میمون ابن
مہران سے اخراج کیا کہ حضرت نے فرمایا ابوبکر اور عمرؓ بعد میرے خلیفہ ہونگے
اس سے خلافت شیخین کی ثابت ہے کتاب الوضوء قوله تعالے
مَنْ كَانَ يُرِيْدُ حَرْثَ الدُّنْيَا نُؤْتِهٖ مِنْهَا ت جو کوئی چاہتا ہو دنیا کی
کھیتی اسکو دین ہم کچھ اسمین سے ف اسمین دلیل ہے کہ جو کوئی غیر کی طرف
سے حج کرتا ہے اس سے حج نہین واقع ہوتا یا جو کوئی وضو آرائش اور ٹھنڈک
کے لیے کرتا ہے نماز کے لیے نہین ہوتا پر صحیح یہ ہے کہ حج حاجی کے لیے اور وضو
نماز کے لیے ہو جاتا ہے لیکن ثواب نہین پاتا کتاب الصلوة قوله
تعالے يُسَارِعُوْنَ فِي الْخَيْرٰتِ ف اس سے معلوم ہوا کہ نیک کام مین
ت دوڑتے ہین بھلائیون مین
جلدی مستحب ہے جیسے نماز کو اول وقت بہتر ہے قوله تعالے وَلَقَدْ عَلِمْنَا
الْمُسْتَقْدِمِيْنَ ت اور ہم نے جان رکھا ہے جو آگے بڑھتے ہین ف اس
سے مراد آگے ہونا یا پیچھے صفون نماز مین ہے پس معلوم ہوا کہ صف اول
کو فضیلت ہے نماز مین اور ایسا ہی لڑائی مین صف اول کو فضیلت ہے قوله
تعالے وَاْمُرْ اَهْلَكَ بِالصَّلٰوةِ ت اور حکم کر اپنے گھر والونکو نماز کا ف اس سے
معلوم ہوا کہ آدمی پر واجب ہے کہ اپنے اہل کو یعنے زوجہ اور لڑکی اور لونڈی
اور غلام کو حکم کرے تقوی اور طاعت کا خصوصاً نماز کے لئے اور عمرؓ بن خطاب
جب راتکو جاگتے تھے اپنے گھر والونکو نماز کے لیے جگاتے تھے قوله تعالے
اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰىكُمْ ت مقرر الله کے ہان اسکو عزت ہے

جسکو بڑا اوب ہی ف اس سے معلوم ہوا کہ عادل پرہیزگار کو تقدم ہی امامت
کا غیر پرہیزگار عالی نسب سے **کتاب الیمین** **قوله تعالے** یا ایہا
الناس کلوا مما فی الارض حلالا طیبا و لا تتبعوا خطوات
الشیطان ف لوگو کھاؤ زمین کے چیزون مین سے جو حلال ہی ستھرا اور نچلو
قدمون پر شیطان کے ف اس سے معلوم ہوا کہ جو کوئی آپ پر کھانا اور کپڑا
حرام کرے تو ہو وہ ہی اسپر حرام نہین ہوتا اور خطوات الشیطان سے بعضون
نے کہا ہی کہ گناہونکی نذر کرنی مراد ہی **قوله تعالے** یا ایہا النبی لم
تحرم ما احل الله لك ف اے نبی تو کیون حرام کری جو حلال کیا ہی الله
نے تجھپر ف حضرت نے ماریہ قبطیہ کو حرم کیا تھا اس لئے یہ حکم آیا اس سے
معلوم ہوا کہ جو کوئی آپ پر لونڈی یا کھانا یا اور جو حرام کرے تو حرام نہین ہوتی
اسکو کفارہ قسم کا لازم ہی **کتاب الاشربة** **قوله تعالے** یسئلونك
عن الخمر و المیسر قل فیهما اثم کبیر و منافع للناس تجھسے
پوچھتے ہین حکم شراب کا اور جوے کا تو کہہ ان مین گناہ بڑا ہی اور فائدے بھی
ہین لوگونکو ف اس سے بعضون نے دلیل پکڑی ہی کہ شراب سے دوا کرنی مباح
ہی اور سبکی نے کہا ہی کہ جو اطبا شراب کے منافع کے قائل ہین سو قبل حرمت
کے تھا اب بعد حرمت کے کوئی نفع اسمین نہین ہی کیونکہ الله خالق ہی اس
سے منافع کو سلب کر لیا اس سے معلوم ہوا کہ شراب سے دوا کرنی بیجا ہے فرمایا
رسول صلی الله علیه وسلم نے کہ حرام چیز مین الله نے میری امت مین شفا نہین
تجویز کی **المتفرقات** **قوله تعالے** و امنهم من خوف اور امن دیا
ڈر مین ف کرمانی نے غرائب التفسیر مین لکھا ہی کہ قریش کو امن ہی سب ملکا
کہ سوا انکے اور مین خلافت نہوگی اسی سے شرط ہی کہ امام قریشی النسب ہو

قولہ تعالے لایتخذ المؤمنون الکافرین اولیاء ت نہ پکڑین مسلمان
کافرونکو رفیق ف اس سے معلوم ہوا کہ کافرونسے دوستی کرنا حرام ہی مگر بضرورت
جیسے خوف ہو یا کچھہ حاجت ہو اور دوستی کے تحت مین سلام اور تعظیم اور دعاے
خیر اور توقیر داخل ہی نثر خاتمہ خداوندا کردے ہمکو اپنے اولیا مین سے اور
بچا تو ہمکو دوستی اپنے اعدا کی سے اور پیرو کر ہمکو اپنے رسول مقبول اور آل ہنوں کا
صلی اللہ علیہ وعلیہم اجمعین ہزار شکر خدا کا کہ فقیر بے بضاعت ہیچ کارہ عبد العلی
نگرامی نے باستصواب رئیس العلما تاج الفضلا کشاف مدارک جلال اکلیل
مفارق کمال بحر العلوم مولانا سید انور علی صاحب لازالت شموس مجدہم ساطعہ
کے تفسیر آیات احکام کی اردو زبان مین واسطے نفع عام اور فائدہ تام کے کتابون
معتبر سے مثل تفسیر احمدی اور تفسیر حسینی اور بیضاوی اور عزیزی اور زاہدی اور
نیشا پوری اور اکلیل اور معالم التنزیل اور مدارک اور موضح القرآن اور کشاف اور
ہدایہ اور شرح وقایہ اور شرح مشکوۃ سید الشریف اور جامع الرموز اور غرائب
التفسیر اور سوا اسکے اور کتابونسے بکمال احتیاط اور تدبیر کثیر کے نکال کر ۱۲۸۳ ہجری
مین تالیف کیا اور التزام یہ کیا کہ جو مسئلہ صریح آیت قرآنسے یا باشارۃ النص یا بدلالۃ
النص نکلے اور ساتھہ اسکے مفتی بہ فقہاے مستندین حنفیہ کا ہو وہی اسمین
مندرج ہوا اور اسواسطے ترتیب اس تفسیر کی موافق کتب فقہ کے مقرر کی تاکہ بعض
جس مسئلہ کی تحقیق قرآنسے چاہے اسکے باب کے ذیل مین نکال لے مثلاً نماز کے
مسئلہ کتاب الصلوۃ مین اور زکوۃ کے مسئلہ کتاب الزکوۃ مین دیکھے اور اگر
کسی مسئلہ مین شک معلوم ہو تو اولا اسکے اصل کیطرف رجوع کرے بعد اسکے اگر پھر
بھی غیر مطابق پاوے اصلاح کر دے کہ بشر بھول چوک سے خالی نہین اور مؤلف
کے حقین اور جو اسکا بانی ہی دعاے خیر اور برکت کی کرے کیونکہ ایسے مسائل عجیب

اور غریب کہ سب تخریج قرآن سے ہیون مانعات سے آج تک اردو زبان مین ساتھ اس آسانی ترتیب اور سہولت بیان کے تصنیف و تالیف نہین ہوئی اسواسطے کہ بمبئی مین یہ کتاب سنہ ۱۲۶۲ ہجری مین چھپی تھی اور اب بالکل مفقود ہو گئی تھی اور اس کتاب کے شوقین بہت تھے سو اس کتاب کو کثیر النفع دیکھکے چھپوایا ہے

خاتمة الطبع

لله الحمد نسخہ مقبول — مشتمل بر مسائل دینی
ہمہ محتاج اوست کل مومن — یابد او را بچشم دل بینی
این کتاب از کتاب رب جلیل — اخذ کردہ است حبر ربانی
منکر اوست منکر قرآن — پس ز انکار کفر و بے دینی

امابعد برادران دینی و محبان یقینی کو معروض ہو کہ اندنون نسخہ احکام الآیات مترجم بآیات محکمات کمیاب تھا اور مشتری اوسکے ہزار اور اکناف و جوانب سے فرمایشہای بیشمار آتی تھین پس بنظر افادۂ خلق اللہ کے متوقع اجر عظیم خالق باری رسول کریم الحاج جناب قاضی ابراہیم ابن حاجی الحرمین الشریفین مرحوم و مغفور جناب قاضی نور محمد صاحب نور اللہ مرقدہ و غفر ذنوبہ ساکن پلبندر نے ساتھ تصحیح تام و تنقیح مالاکلام کے شہر بمبی کے مطبع محمدی مین تاریخ ۷ ذوالقعدہ سنہ ۱۳۱۲ھ روز جمعہ مطابق ۲۴ نومبر سنہ ۹۴ع کے زیور طبع سے مزین کرکے حلۂ طبع پہنا کرکے فوائد بخش خلائق کا کیا پس امید ہے اللہ تعالی سے کہ اسکے پڑھنے سننے والونکو توفیق نیک دے اور فائدہ دارین عطا فرما دے اور اس بندہ ساعی بالخیر کی کوشش کو مشکور کرے

آمین یارب العالمین

فہرست کتب و ابواب و فصول آیات الاحکام

احمد ...